

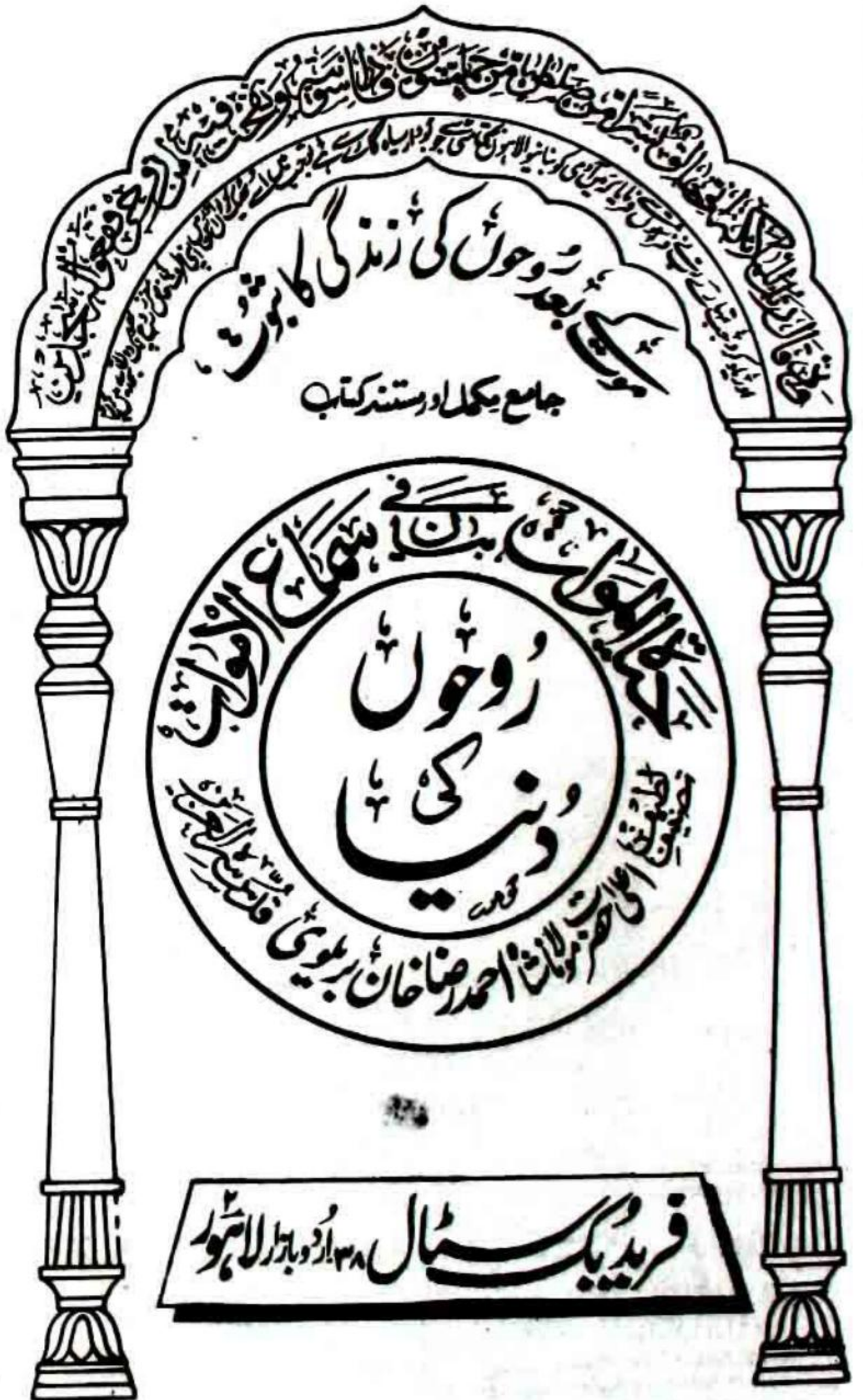
# روحانی دنیا

مَصْنُوعُ الطَّيْفِ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

فریدیکسٹال ۳۸/۲ اردو بازار لاہور









نام کتاب : حیات السموات فی بیان سماع السموات  
 تصنیف لطیف : اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ  
 مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور  
 قیمت : - روپے

فرید بک سٹال ۳۸- اردو بازار لاہور

فون نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۳۱۲۱۷۳-۷۱۲۳۴۳۵  
 فیکس نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۲۲۴۸۹۹

ای۔میل : [info@faridbookstall.com](mailto:info@faridbookstall.com)  
 ویب سائٹ : [www.faridbookstall.com](http://www.faridbookstall.com)

**Farid Book Stall**

Phone No: 092-42-7312173-7123435

Fax No. 092-42-7224899

Email: [info@faridbookstall.com](mailto:info@faridbookstall.com)

Visit us at: [www.faridbookstall.com](http://www.faridbookstall.com)



## عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حامد اینڈ کمپنی نے مختصر عرصہ میں اسلامی کتب کی اشاعت میں ایک مقام حاصل کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو امید ہے کہ یہ ادارہ دینی لٹریچر کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرے گا۔

حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خان مدظلہ العالی (بریلی شریف)، اگر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں اور ہمیں امام اہل سنت کی غیر مطبوعہ تصانیف کی فوٹو سٹیٹ کاپی عنایت فرمائیں تو ہم تمام اخراجات کی ادائیگی اور ان کتابوں کی اشاعت کی ذمہ داری لینے کیلئے تیار ہیں۔ پیش نظر کتاب ”حیات الموات“ عصر حاضر کے امام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کی تصنیف لطیف ہے، اس کتاب میں انہوں نے روحانی دنیا اور اس کے وظائف و اشغال کی نقاب کشائی کی ہے، قرآن و حدیث اور چودہ سو سالہ اسلامی لٹریچر کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ مرنے کے بعد روح فنا نہیں ہو جاتی بلکہ ایک نئے سفر کا آغاز کرتی ہے، ارواح کھانے پینے سے بے نیاز اور گھٹنے بڑھنے سے پاک ہوتی ہیں، دیکھنا، سنا، جانا وغیرہ افعال روح ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ان کی صحت میں اضافہ ہو جاتا ہے، کتاب میں صرف اس مسئلہ کے متعلقات پر ہی بحث نہیں کی گئی بلکہ مذہبی بادہ پرستوں کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے گئے ہیں۔

ہماری محترم دوست الحاج محمد عارف قادری رضوی نے اس کتاب کا نادر نسخہ فراہم کیا، مولانا اختر شاہ بھانپوری نے امام اہل سنت کے حالات زندگی لکھے حضرت مولانا الحاج محمد عثمان بٹش قصوری نے بڑی محنت سے تصحیح کی ہم ان حضرات اور دیگر معاونین کے شکر گزار اور دعا گو ہیں۔



# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵	فصل اول اہل قبور سے حیا کرنے میں	۱۳	حزب آغاز
۴۶	فصل دوم اسیل کے آنے پاس بیٹھنے بات کرنے سے مردوں کا جی بہلنا ہے۔	۳	مقدمہ باعث تالیف و نقل تحریر خلافت میں۔
۴۷	فصل سوم اسیل کی بے اعتدالی سے اموات کو ایذا پہنچتی ہے۔	۷	مقصد اول تحریر مخالف پینتیس اعتراض دلوں میں۔
۵۲	فصل چہارم صریح حدیثیں کہ مردے زائرین کو پہنچاتے ان کا سلام سنتے جواب دیتے ہیں۔	۷	نوع اول اعتراضات مقصودہ۔
۵۸	فصل پنجم صریح حدیثیں کہ مردے نہ فقط سلام بلکہ ہر آواز کا سلام سنتے ہیں۔	۱۳	صنف دیگر اکابر خاندان عزیزی کے اقوال سے تحریر خلافت کا رد۔
۶۵	چھ حدیثیں کہ مردہ جو توں کی پہل سنتا ہے چھ حدیثیں کفار مقتولین بدر سے کلام میں چار حدیثیں تلقین میت میں۔	۲۶	صنف دیگر بحث اعتقاد نفع و ضرر نوع دوم تحریر خلافت و ہابیہ کے بھی خلافت ہے۔
۶۹	فصل آخر صحابہ کا اہل قبور سے باتیں کرنا	۲۶	فائدہ جلیلہ کریمہ انک لا تسبح الموتی کی بحث
۷۴	مقصد سوم اقوال علماء	۳۳	مقصد دوم احادیث
۸۶	نوع اول اقوال علماء سلف و خلف۔ تمہید روحیں موت سے نہیں مریں	۳۳	نوع اول بعد موت بقائے روح و صفات افعال روح میں اموات کا اہل دنیا کو دیکھنا ان سے کلام کرنا صریح میں کلام چاہنا جانا وغیر ذلک۔
۸۷	فصل دوم موت صرف مکان بدلنا ہے نہ کہ جہاد ہونا۔	۴۵	نوع دوم احادیث بمعہ ادراک اہل قبور



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۱	فصل (۱۳) بعد دفن تلقین میت میں	۹۰	فصل (۲) بعد موت علوم و افعال روح
۱۴۳	فصل (۱۴) ارواح کرام کو نما اور ان سے طلب دعا۔	۹۴	فصل (۳) اموات کا علم دنیا و اہل دنیا کو بھی شامل۔
۱۳۹	فصل (۱۵) بقیہ تصریحات سماع اموات	۹۵	فصل (۴) اموات سے حیا کرنے میں۔
۱۴۶	فصل (۱۶) خیر و شر احوال خاندان عزیزی۔	۹۷	فصل (۵) افعال احیاء سے تازی
۱۴۶	وصل (۱) علم و سمع و بصر اموات		اموات میں۔
۱۴۹	وصل (۲) بقائے تصرفات اولیا بعد وصال۔	۱۰۰	فصل (۶) ملاقات احیاء و مکر خدا سے
۱۵۱	وصل (۳) فیض و امداد اولیا بعد وصال۔		اموات کا جی بہلتا ہے۔
۱۶۱	وصل (۴) استمعا و دنداٹے اولیا۔	۱۰۳	فصل (۷) مردے اپنے زاثر کو دیکھتے
۱۶۶	خاتمہ فتوایں علمائے حرمین شریفین دربارہ سماع موتی۔		پہچانتے اور اس کی زیارت پر مطلع ہوتے ہیں۔
۱۷۳	تکمیل جمیل چند فوائد عالیہ کی یاد دہانی۔	۱۰۶	فصل (۸) مردے زاثر سے کلام کرتے
۱۷۳	فائدہ اولی سماع موتی کا منکر بدعتی گمراہ ہے۔		اور اس کے سلام و کلام کا جواب دیتے ہیں۔
۱۷۳	فائدہ ثانیہ اہل قبور کا علم و سمع و بصر ہمیشہ ہے ہاں مجمعہ کے دن زیادہ ہوتا ہے۔	۱۰۹	فصل (۹) اولیا کی کرامتیں اولیا کے تصرف بعد وصال بھی بدستور ہیں۔
۱۷۴	فائدہ ثالثہ ارواح مومنین کو اختیار ہونا ہے کہ آسمان و زمین میں جہاں چاہیں جائیں۔	۱۱۱	فصل (۱۰) فیض و امداد اولیا بعد وصال
		۱۱۹	فصل (۱۱) تصریحات علما کہ سلام تبرک و دلیل قطعی سماع ہوتی ہے۔
		۱۲۰	فصل (۱۲) اہل قبور سے سوائے سلام اور انواع خطاب و کلام۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۷	مقدمہ ثالثہ روح کی حیات مستمرہ ہے قبر میں اعادۂ حیات بدن کے لیے ہے پھر بھی استمرار ضرور نہیں۔	۱۷۶	فائدہ رابعہ ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے میں دور و نزدیک سب یکساں ہے۔
۲۰۰	مقدمہ رابعہ سمع و بصر کے تین معنی ہیں	۱۷۷	فائدہ خامسہ اس لیے انہیں ہر جگہ سے ندا جائز اور سب جگہ ان کی امداد و اصل۔
۲۰۲	مقدمہ خامسہ انسان کی حقیقت کیا ہے۔ مصنف کی تحقیق اینق کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور تعلق برترہ خی بھی بقلائے انسانیت کو کافی معتمد بدن پر بھی اطلاق انسان حقیقت غریبہ ہے۔	۱۸۰	تذیل وہابیہ کے طور پر تمام خاندان دہل غوث اعظم و غوث الثقلین کہہ کر مشرک ہوا یہاں تک کہ خونریزیاں اسماعیل و مولوی اسحاق صاحب۔
۲۱۳	مقدمہ سادسہ صفات بدن دو قسم ہیں اصلیت مطلقہ اور طبعیہ مشروطہ بحیات	۱۸۲	تنبیہ مهم واجب الملاحظہ ہر مسلم کہ وہابیت حق ہے تو صحابہ کرام سے شاہ عبدالعزیز صاحب تک معاذ اللہ سب مشرک ہیں۔
۲۱۵	مقدمہ سابعہ تحریر محل نزاع کلام سماع ارواح میں ہے ابدان سے غرض نہیں		رسالة الوفاق المتین بین سماع الدفین جواب الیمین
۲۱۸	جواب اول بارہ دلائل قاہرہ اور بحیث شواہد پر مشتمل کہ مراد مشائخ صرف نفی سماع بدن مرد ہے۔ تقریر کلام مشائخ اعلام۔		عائشہ جذیلہ تحقیق مسئلہ یمین میں مقدمہ اولی موت بدن کی صفت ہے نہ روح کی مگر اطلاق اس پر بھی آتا ہے۔
۲۲۲	کلام مشائخ کے یہ معنی لیے جائیں تو انہی فوائد میں درماتے ضرر اور حاصل کچھ نہیں۔	۱۹۱	مقدمہ ثانیہ بدرک روح ہے نہ بدن مگر نسبت اس کی طرف بھی کرتے ہیں۔
		۱۹۲	



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷۸	عائد کا ثالثہ عدم ادراک میں عند حائل و حجاب و استغراق کا رد۔	۲۴۵	تنبیہ بعض مسائل میں اہل بدعت و اہلسنت متفق ہوتے ہیں اور ماخذ مختلف مسئلہ ملتی ہیں ایسا ہی ہے۔
۲۸۲	عائد کا رابعہ تعلقات بدن کی کمی پیشی سے اور اکات روح پر کچھ اثر نہیں۔	۲۴۷	تنبیہ بدن میت کو خارجی صدمہ بھی ایذا دیتا ہے یہی راجح ہے اور یہ بھی ہو تو مسئلہ سماع کو اصلاً مضر نہیں۔
۲۸۶	جواب پنجم مسئلہ فقہیہ نہیں تو ماخذ کے خلاف چلنا جہل میں۔	۲۵۰	جواب دوم منفی سماع بالکات بدن ہے۔
	عقائد میں چار چیزوں کا اتباع ہے۔	۲۵۶	فائدہ جلیلہ بحث الکرام المؤمنین صدقہ
	کتاب و سنت و اجماع امت و سواد	۲۶۱	جواب سوم جامع الجوابین۔
	اعظم علمائے ملت۔ چاروں ہمارے ساتھ	۲۶۱	جواب چہارم یہ قول معتزلہ ہے وجہ تداول نقول۔
	میں مخالف کی طرف کچھ نہیں۔	۲۷۱	جلیلہ عظیمہ مشتمل پر چار عائدہ۔
۲۸۸	جواب ششم بالفرض یہاں تو ال قابل احتجاج ہوں بھی تاہم تطبیق کیجئے		عائدہ اولیٰ یہاں مذہب و ہابیہ ضرور مذہب معتزلہ ہے۔
	خواہ تزییح یعنی ہر طرح میدان اہلسنت کے ہاتھ ہے۔	۲۷۵	عائدہ ثانیہ نفی ادراک موتی میں تخصیص امور دنیویہ کا رد۔
	دش وجہ تزییح مذہب اہلسنت۔		

### فہرست فوائد مراد و ہا بیت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳	شاہ ولی اللہ کہتے ہیں گھر بیٹھے اولیاء کی طرف متوجہ ہو کر فاتحہ پڑھو	۱۰	ایک فرشتہ تمام عالم کی آواز ایک جگہ سے سنتا ہے۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	فرماتے ہیں مگر وہابیہ مقلدین کا اس میں حصہ نہیں اور بد مذہب متصوف قادری حشمتی نہیں۔	۱۴	دہی فرماتے ہیں مزارات پر حاضر ہو کر اولیاء سے بھیک مانگو۔
۱۳۳	با آتکار روح کو قرب و بعد سب یکساں ہے حاضری مزار میں یہ منافع ہیں۔	۱۵	دہی فرماتے ہیں ارواح سے فیض چاہو وہی فرماتے ہیں مزارات پر یا روح یا روح پکارو۔
۱۱	نکتہ جلیلہ وہابیہ کی ایک چالاکी محفوظ رکھنی چاہیئے۔	۱۵	شاہ عبدالعزیز صاحب کار شاد کو دیا بعد وصال بھی حاجت روا و مشکل کشا ہیں
۱۲۵	یا شیخ عبدالقادر	۱۷	امراض میں مولیٰ علی کی طرف توجہ۔
۱۳۷	استمداد کا منکر متعصب ہے اور او دیا سے بے اعتقاد۔	۱۹	مولیٰ علی کی نوازش۔
۱۲۸	استمداد کا منکر ایک ذیل طائفہ ہے کہ جدید پیدا ہوا۔	۲۱	غیر خدا کو نافع و ضار سمجھنا۔
۱۱	جو آواز استمداد پر دلیل کی حاجت نہیں انکار استمداد میں صد ہا دینیات کا انکار ہے	۲۲	شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرعون کو مالک نفع و ضرر کہا۔
۱۳۹	دور دور سے قصد مزارات کرے۔	۲۵	او کیا وصلی سے طلب عاکی حدیثیں۔
۱۲۹	مزارات کے آگے خشوع و خضوع سنت الہی جاری ہے کہ اولیاء کے ہاتھ پر حاجت روائی ہوتی ہے۔	۵۵	فائدہ کلیہ جو بات زندوں کے ساتھ شریک نہیں اموات کے ساتھ بھی شریک نہیں ہو سکتی۔
۱۲۸	مولوی اسحاق کا نادانستہ علم اموات پر ایمان لے آنا۔		ماتہ مسائل کی صریح غلطی و تناقض پرستی۔
۱۲۹	محض غوث اعظم مزار مبارک سے بھی تصرف فرماتے ہیں۔		قبروں پر پھول چڑھانا۔
			فائدہ جلیلہ ائمہ مذاہب اولیاء سلاسل سب اپنے مقلدوں مریدوں کی بروقت نگاہ بانی و شفاعت



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۵	محاسن حمیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ریت آوری حق ہے۔	۱۵۱	استیعیل دہلوی کا نیا ایمان۔ مال اسباب اولیا کی حمایت میں سونپنا اور اس پر غیبی مدد پانا۔
۱۸۰	شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں حضور سیدنا عیسیٰ اعظم و حضرت محبوب الہی مسجود و خلایق ہیں۔	۱۵۲	سب اولیا کو مناصب و مراتب۔ حضور عیسیٰ اعظم عطا فرماتے ہیں۔
۱۸۰	غیر مقلدین کا ادعا ملے عمل بالحدیث و میں تک ہے کہ حدیث کو بظاہر اپنی ہوا و ہوس کے مطابق پائیں۔	۱۵۵	اولیا کا مشکل کشا ہونا۔
	ابنیا عظیم الصلوٰۃ والسلام روحا و جسمًا زندہ ہیں۔	۱۵۸	اولیا کو غریب نواز کہنا۔
۲۷۲	و ہا بیدہ فرضی کتاب میں خیالی علما گروہ لیتے ہیں۔	۱۵۹	اولیا کا بعد انتقال بیداری میں آکر مدد کرنا۔
		۱۶۳	ناد علی یا علی یا علی
		۱۶۴	اگر نداد استعانت شرک ہے تو سارا خاندان دہلی مشرک ہے۔
		۱۶۴	شیباً للہ یا شیخ عبد القادر

### فہرست خدمت گزاری تفہیم المسائل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۲	جہالت تفہیم المسائل۔	۲۲۱	تقصیب تفہیم المسائل۔
۲۵۳	نگوہ نزاری تفہیم المسائل۔	۲۲۱	مکابرہ و بشری تفہیم المسائل۔
۲۵۵	کذاب و نابینا تفہیم المسائل۔	۲۳۶	بدقسمتی تفہیم المسائل۔
۲۶۰	جہالت تفہیم المسائل۔	۲۳۸	خبط تفہیم المسائل۔
۲۶۳	زبان زوری تفہیم المسائل۔		مضطرب الحال تفہیم المسائل۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۶	کچ فہمی تفہیم المسائل -	۲۶۲	نابینائی تفہیم المسائل -
۱	جہالت تفہیم المسائل -	۲۶۶	بیہوشی تفہیم المسائل انکس
۲	بیہوشی تفہیم المسائل -		بول جانا -
۱	خودکشی تفہیم المسائل -	۲۶۸	سخت بیہوشی تفہیم المسائل سماع
۲۴۸	جیلہ سازی تفہیم المسائل -		موتی پر صاف ایمان لے آنا
	نیم ایمان تفہیم المسائل -	۲۷۱	تفہیم المسائل کی پچھلی نزاکت
۲۴۹	نانہمی تفہیم المسائل -	۲۷۳	کمال بیحیاتی تفہیم المسائل
۶۰	جملہ اعتراضات -	۲۷۴	لطیفہ سند محدثانہ عبارت
		"	موضوعہ تفہیم المسائل -

## فہرست دیگر فوائد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
"	میں نص نہیں -	۸۹	روایات حیات اولیاء بعد وفات
۱۳۰	فقہ میں اقوال اہل اعتزال سے احتیاط		روایت نفیہ حیات امام شافعی
	چاہیے -	۹۵	بمضور مزار امام اعظم رضی اللہ
	قول صحابی حجت واجب التقلید ہے -		تعالیٰ عنہما -
۱۸۰	مستقر ارواح مومنین -	۱۰۱	اہلسنت کے نزدیک ہر شجر حجر برزخہ
	قبر میں تنخیم و تغذیب و سوال نیکو زمین		عالم اپنے لائق علم و سمع و بصر رکھتا
	میں سب روح و بدن دونوں سے ہے	"	اور زبان قال سے تسبیح الہی کرتا
۲۰۸	روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے -		ہے -
۲۲۹	کافر مجاہر سے سوال قبر نہیں -	۱۲۸	لا یفعل یا غیر مشروع کنا عدم جواز



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۵	عقائد میں تقلید نہیں۔	۲۷۹	محکم پر بے دلیل سمع جزم نہیں۔
۲۸۶	تکفیر کو اجماع درکار۔	۲۸۰	جیدہ منکر و نیکر۔
		۲۸۴	ہر مسئلہ اپنے ماخذ ہی سے پڑھا جائیگا

### فہرست فوائد حواشی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	۲۱۱ موآقع صنعة الاستعماد فی القرآن اعظیم۔	۱	۲۶ مائے مسائل کے اس خط کار و کہ نفع زیارت میں اولیاء و فساد کی قبور یکساں ہیں بلکہ قبور اغنیاء نامد۔
۱	۲۱۲ انسان و حیوان کی تعریف میں فلاسفہ کی جہالتیں۔	"	۲۷ وہابی کش عمل یافتن گم شدہ قبل اعتنائی الابصار الی الانطباع لاخروج الشعاع
۱	۲۲۶ صاحب مائے مسائل کی نقل میں تقصیر۔	"	۲۷
۱	۲۷۲ وہابیہ کے علما گروہ لینے کی نظیر۔	"	
"	" وہابیہ کی کتابیں گروہ لینے کی نظیر۔	"	



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حرف آغاز

مجدد مائتہ حاضرہ المہم احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں جہاں آپ کی علمی عظمت کا ذکر کا عرب و عجم میں نہج رہا ہے وہاں پوری دنیا میں آپ کے فیض کا دیدار ہاں دہاں ہے۔ زمانہ کے مایہ ناز اہل علم حضرات نے بھی آپ کے علمی تبحر اور درجہ امامت کو خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کو چودھویں صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا ہے۔

عمر باد کعبہ دبت خانہ می نالہ حیات

تازہ بزم عشق یک دانائے راتناید بر دل

آپ بزرگوں کی مقدس امانت یعنی حقیقی اسلام کے سچے محافظ، خالص عقیدہ توحید و رسالت کے قابل فخر علمبردار، جوں اور عاملوں میں پیچھے ہوئے فرقہ سازوں اور فرقہ پر داروں کے لیے پیغام اجل اور برکش گورنمنٹ کے پر تن در میں دقت کی اہم ترین ضرورت ثابت ہوئے۔ سابقہ مجددین کی طرح چودھویں صدی میں خدائے ذوالمنن نے آپ کو ملت اسلامیہ کے بڑے کا نالہ بنایا

آپ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو متحدہ ہندوستان کے صوبہ بریلوی کے مشہور شہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں مولانا تقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۰ھ / ۱۸۸۰ء) بن مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد محترم اپنے دقت کے جید عالم دین مفتی قادر صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ داد اہجان بھی جید عالم اور صاحب دل بزرگ



ہو گزے ہیں۔ دونوں بزرگوں کی آپ پر خصوصی نگاہ کم رہی۔ جس کا اثر امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات جمع صفات میں کھلی کتاب کی طرح صاف نظر آتا تھا۔  
 آپ مولدا بریلوی نسبتاً پٹھان اندھیا حنفی اور مشرباً قادری برکاتی تھے۔  
 پیدائشی نام محمد اور تاریخی احمد رکھا گیا تھا۔ جدا جدا آپ کو احمد رضا خان کہا کرتے۔ والدہ محترمہ کزبان میں آپ کو امن میں کے لقب سے پکارتے تھے۔ علمائے اہلسنت نے آپ کو  
 اس حضرت اور فاضل بریلوی کہا، لیکن روزگار مہنتوں نے آپ کو امام زمانہ اور مجدد مائتہ  
 حاضرہ قرار دیا۔ لیکن مسلمانان عالم کا یہ امام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بتانا ہم ٹرے  
 فخر کے ساتھ یوں لکھا کرتے تھے: عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان — عبدالمصطفیٰ ہونے کا  
 آپ کو بجا طور پر ناز تھا جس کا ایک نعت شریف میں آپ نے یوں اظہار بھی  
 فرمایا ہے۔

خوف نہ دکھ رفا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ

تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ولادت کی جو تاریخ نکالی اس کے بارے  
 میں بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اپنی حوائج حیات کے دریا کو آپ نے کوزے کے  
 اندر بند کر کے رکھ دیا ہے۔ چنانچہ خاتم قدس نے تاریخ ولادت کے لیے آپ کا زبان  
 پر یہ آیت کریمہ جاری فرمائی

أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَ لَهُمُ رُزُقًا وَقَدَرًا

بازع عرب کا سر و نانہ، دیکھ لیلہ صدر نہ آج

قری جان نذر وہ، گونج کے چھائی کیوں

۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو تیرہ سال، دس ماہ اور تین دن کی عمر میں آپ نے تمام  
 علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے سند فرائغ و دستار فضیلت پائی۔ والد محترم نے  
 منصب افتاء کی ذمہ داری اسی روز آپ کے سپرد کر دی اور خود سرپرستی فرمانے لگے۔  
 چنانچہ اسی روز آپ نے رضاعت کھارے میں ایک استفاء کا جواب تحریر فرمایا۔



۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں جب کہ آپ عمر عزیزہ کی بائیسویں منہیں طے کر چکے تھے تو اپنے والد ماجد کے ہمراہ ماہرہ شریف جا کر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں جناب شاہ آل رسول ماہرہ دی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اسی موقع پر جملہ سلال میں اجازت و خلافت سے بھی فائدہ لے گئے سرشد برحق کو اس گوہر کی تیار بڑا ناز تھا۔ ایک موقع پر فرمایا اگر قیامت کے روز پوچھا گیا کہ۔ اے آل رسول! دنیا سے میرے لیے کیا لائے ہو؟ تو عرض کر دوں گا، الہی! میں تیرے لیے احمد رضا لایا ہوں۔“

لگائیں کالوں پر پڑھی جاتی ہیں زمانے میں  
کسیں چھپتا ہے اکبر معمول پتوں میں نہاں ہو کر

۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔ اس بلدک موقع پر آپ نے مکہ کرمہ میں شیخ احمد دحلان مفتی شافعیہ اور شیخ عبدالرحمان ابن مفتی حنفیہ رحمۃ اللہ علیہما سے تفسیر حدیث، اصول حدیث اور اصول فقہ کی سندیں حاصل کیں۔ اس موقع پر ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جس کا ذکر مولوی رحمان علی مرحوم (المتوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) نے لیں کیا ہے۔

”ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم (علیہ السلام) میں ادا کی۔ نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا: اِنِّیْ لَا جِدُّ تُوَرَّ اللّٰہِ مِنْ هٰذَا الْعَجَبِیْنِ۔ اے شک میں اس پیشانی

سے اللہ کا نور پاتا ہوں) اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کا اجازت اپنے دست خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں۔ مکہ معظمہ میں شیخ جل اللیل موصوف کے ایمار سے رسالہ جوہر مغیبہ کی شرح جو مناسب کجج میں شافعی مذہب کے مطابق ہے دو دن لکھی



یہ رسالہ شیخ حسین بن صالح کی تصنیف ہے۔ مولوی احمد رضا خان اس کا  
 نام النبیۃ الرضیۃ فی شرح الجوهرة المصنعة ہے۔ مکہ کریمہ کی خدمت  
 میں لے گئے۔ شیخ نے ان کے حق میں حسین دآفرین فرمائی ۱۲۷ھ

دوسری مرتبہ جب آپ ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۵ء میں حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ  
 مطہرہ سے مشرف ہوئے تو علمائے حرمین شریفین نے آپ کی وہ فقید المثال تعظیم و تکریم  
 کی جو پاک و ہند کے شاید ہی کسی بزرگ کو اس مقدس سرزمین پر میراثی ہو۔ علمائے حرمین  
 نے انہیں مسائل آپ سے حل کر دئے اور آپ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کرنا  
 اپنے لیے سرمایہ اختیار شمار کیا۔ ایسی سندوں اور اجازتوں کو آپ کے خلف اکبر حضرت  
 حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۶۲ھ / ۱۹۴۲ء) نے  
 ایک رسالے کی شکل میں جمع کیا جس کا نام بخنی نام الاجازات المتینۃ لعلماء ہنکۃ و  
 اندینۃ ہے۔ موصوف نے اس رسالے میں مذکورہ اعزاز و ناکلام کا آنکھوں دیکھا حال  
 عربی میں سپرد قلم کیا ہے، جس کے ایک ٹکڑے کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔  
 والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گنہ گامی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی  
 زمین میں آپ کی مقبولیت رکھ دی، گویا مکہ مکرمہ میں کارکنان فضلہ قدر سے  
 نذاکرہ دادی گئی کہ اے اہل صفا! جلدی چلو، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام  
 آیا ہوا ہے۔ تو ہم نے وہاں کے علمائے کرام کو آپ کی جانب تیز تیز آتے اور  
 اکابر عظام کو آپ کی تعظیم و توقیر میں جلدی کرتے دیکھا۔ بعض آپ کے علمی  
 انوار حاصل کرنے کے لیے آئے۔ بعض مرث برکت طاقات کی غرض  
 سے پیچھے کسی نے اگر سٹاپ چھپا اور رفتاری طلب کیا۔ کسی بزرگ نے  
 اپنا لکھا ہوا نسخہ دکھایا (افد تصدیق و تقریط چاہی)۔ یہاں تک بغزت لوگوں

۱۲۷ھ یہ رسالہ مکتبہ تادمیہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لودھاری دوانہ لاہور کی طرف سے  
 شائع ہو چکا ہے۔

۱۲۷ھ محمد الیوب تادمی اپنی تفسیر تکریمہ علامہ ہند، اردو، مطبوعہ کراچی، بار اول ۱۹۴۱ء ص ۹۹



ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکت اجازت چاہی اور بڑی شان والے  
اکابرِ رعیتِ طریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم مخدوم عمدہ خدمت بجالانے  
لگے۔ تاآنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ، بلند مرتبہ پیشوا۔۔۔ سے  
گھٹکر کرتے وقت جب حضرت والد ماجد نے ادباً ان کے گھٹنے کو چھونا چاہا  
تو وہ بولے :- انا اقبل ارجلکم و نعالکم کثرا اللہ فی الامۃ امثالکم۔  
(میں آپ کے قدموں اور جوتوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں آپ  
جیسے علماء بکثرت پیدا کرے)۔ ۱۷

۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں امام احمد خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے المعتمد المستند  
کے اندر گمراہ گردن کے پانچ سرخروں کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ تاکہ مہجورے مہجورے  
مسلمانوں کو ان کے کفر و ارتداد کے جال میں پھنسنے سے بچایا جائے۔ اس مبارک موقع پر  
آپ نے غنیمت جانا کہ علمائے حرمین طہیین سے اس فتوے کی تصدیق کر دائی جائے  
چنانچہ آپ نے اپنا فتویٰ اور گمراہ گردن کی متعلقہ کتابیں علمائے مکرمہ کی خدمت میں  
پیش کر دیں۔ ان حضرات نے آپ کے فتوے کی زبردست تائید کی اور دھوم دھام سے  
تقریظیں لکھیں۔ اسی طرح علمائے مدینہ منورہ نے بھی آپ کی تائید میں تقاضی لکھیں۔ چنانچہ  
ان حضرات کی تصدیق کے مجموعے کو وطن واپس لوٹتے ہی حسام العزمین علی منہر  
الکفر والہین کے تاریخی نام سے شائع کر دیا گیا تھا۔ یہ مقدس مجموعہ آج بھی حق و باطل  
کے درمیان خط فاصل کا کام دیتا ہے۔ ۱۸

یوں تو ہر سال حج بیت اللہ کے موقع پر عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ اور  
انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ لیکن ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء کا یہ اجتماع  
عظیم الشان تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال اس ارض مقدس پر حق و باطل کا واضح  
۱۹ محمد احسان الحق مولانا۔ رسائل رضویہ جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ /  
۱۹۷۶ء ص ۲۴۹۔

۲۰ بدر الدین احمد مولانا، سرائخ اعظمی، مطبوعہ مکتبہ ص ۱۹۴۔



فیصلہ ہوا تھا معلوم کچھ ایسا ہوتا ہے کہ تدست کا یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس سال حق باطل کے علمبرداروں کو دہاں بلا کر، سب کے سامنے دربارہ رسول سے فیصلہ کروادیا جائے۔ چنانچہ اس مقدس موقع پر جہاں اہل حق کا قافلہ سالار یعنی امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یہاں پہنچا، اس طرح اہل باطل کا خیل مولوی خلیل احمد انبٹھوی (المتوفی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۷م) بھی دہاں پہنچا ہوا تھا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا جب دیوبندیوں کو علم ہوا تو انہوں نے شریف مکہ کے کان بھرے اور آپ کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا۔ مسئلہ علم غیب کو اپنا سہارا بنانے کی کوشش کی اور تاثر یہ دیا کہ احمد رضا خان کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب علوم الہیہ کے برابر ہے اور وہ ذاتی و عطائی کے سوا اور کوئی فرق نہیں آتا۔ چنانچہ پانچ سوال متعلقہ معلوم غیبیہ آپ کی خدمت میں حکومت کی جانب سے پیش ہوئے۔ بفضیلہ تعالیٰ بخارہ کے باوجود مختلف نشستوں کے اندر سائے صاف گھنٹے میں، آپ نے وہ تحقیقی جوابات بغیر کتابوں کی مدد کے۔ اپنی خدا داد و عظیم النظر ذہانت و علمیت کے بل بوتے پر دئے کہ علمائے مکہ مکرمات گشت بدنمان رہ گئے اور انہوں نے آپ کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ آپ کے اس مقدس مجموعہ المددۃ المکبہ بالمادۃ الغیبیۃ پر تقریظ تصدیق لکھنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھا پورنہری گزر چکی گستاخان رسول کے تمام ٹولوں سے اس کا جواب نہیں ہو سکا بلکہ کوئی دشمن رسول اس کی ایک دلیل کو بھی کمزور ثابت نہیں کر سکا۔

مکہ مکرمہ میں آپ کے علم کے انعام چمک اٹھے۔ ان حضرات پر غمخواریاں ہو گیا کہ احمد رضا خاں تو آسان رشد و ہدایت کے نیر تاباں، علوم و معارف میں امام زمانہ اور اس صدی کے مجدد برحق ہیں۔ پھر کیا تھا! دہاں کی مایہ ناز علمی ہستیوں نے آپ کی راہوں میں دیدہ و دل کا فرش بچھا دیا۔ آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں، مشکل مسائل حل کروائے اور اس طرح ۲۴ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ تک علمائے مکہ مکرمہ کے حیران

۱۵ بدر البین احمد، مولانا۔ سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، ص ۲۵۔



لیں جلوہ افروز رہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں۔ لیکن رئیس دہا بیہ مولوی خلیل احمد صاحب انبٹوی نے ۱۲۷۱ھ و ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۲۲ھ کی درمیانی رات میں فَرَّ يَفِرُّ فِدَاءً۔ کی ایسی گرجان پڑھی کہ ایک ہی جست میں جدہ جا کر سانس لیا بغرضیکہ دہا بیہ کے لیجنٹ احمد فکیہ، مفہوم، ناہب الحرم اور عبدالرحمان اسکول باغیہ یعنی ساری منور علی اینڈ کو ذیل و خوار ہو کر رہ گئی۔ رئیس دہا بیہ راہ قرار اختیار کر گیا اور ٹانڈوی جی کی مصائب اپنے اکابر کی ذلت در سوائی کا مدینہ طیبہ میں بدل لینے کی غرض سے انگریزوں کو لے گئے۔

جب آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور کعبہ جان سے رخصت ہو کر قبلہ دین و ایمان (مدینہ اطہرا) کی زیارت سے شرف ہوئے تو علمائے مدینہ طیبہ نے بھی آپ کے اعزاز و اکرام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور ان حضرات نے حسام الحرمین اور والدہ لکھنوی پر بڑی محبت سے تقریظیں لکھیں نیز جب تک آپ کا قیام رہا اس وقت تک اہل علم آپ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کرتے رہے بلکہ جن حضرات کو زمانہ قیام میں سند و اجازت نہ دے سکے اُن سے وعدہ فرمایا تھا، ایسے تمام حضرات کے لیے بریلی شریف واپس پہنچے پر بذریعہ حشری سندیں اور اجازتیں بھیجی گئیں۔

علمائے مدینہ منورہ نے بھی آپ کو امام زمانہ اور چودھویں صدی کا مجدد و بخت سمجھا اور شایان شان تعلیم و تکریم کی جیسا کہ تقاریر سے ظاہر ہے۔ اسی لیے مولانا اختر الحامدی الرضوی مدظلہ نے کہا ہے :-

نہ کیوں انراں ہوں اختر اہل سنت اپنی قسمت بچ

رضا لہے مدینہ سے مجدد کی سند لے کر

۱۔ مصطفیٰ رضا خان مولانا بہار علی خاں، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۳۸۔

۲۔ سید عبدالرحمان نقیوی مولانا: مقدمہ خالص الاعتقاد، مطبوعہ لاہور، ص ۷۔

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر، اعظمت علماء مجتہدین کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ص ۱۷۷، ۱۷۸۔

۴۔ حامد رضا خان، مولانا: الامانات المتینہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۲۵۶۔



اس وقت تک عالم اسلام کے کسی مفتی سے نوٹ کا شرعی حیثیت کا صحیح تعین نہیں ہو سکا تھا۔ اس مبارک موقع پر حیب علمائے مکہ مکرمہ نے آسمان علم و عزت کے ہیئتاں کو دیکھا تو انہوں نے نوٹ کے بارے میں بارہ سوالات آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے ایسے حقیقہ جواہر دیے کہ ہمیشہ کے لیے نوٹ کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس مجموعے کا نام کفایہ الفقہ الفاضل فی احکام قرطاس الذراہم ہے۔ اس حقیقہ رسالے کی اہمیت و عظمت کا اپوز اور بیگانوں سب کو اقرار ہے۔ اس کی وجہ تہنیت اور مکرمہ کے مفتی احناف حضرت مولانا عبداللہ بن صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے واقعہ کو مولانا بدرالدین احمد مدظلہ نے یوں بیان کیا ہے:-

واقعہ یوں ہے کہ اسی زمانے میں مولانا عبداللہ بن صدیق رحمۃ اللہ علیہ شریف اور مولانا حامد محمد احمد جہادی نے نوٹ کے متعلق اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ایک استفسار پیش کیا، جس میں بارہ سوال تھے۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں مبسوط کتاب کفایہ الفقہ الفاضل فی احکام قرطاس الذراہم تصنیف کرنی شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ۲۲ محرم ۱۳۲۵ھ کو مکمل ہو گئی۔ پھر یہ کتاب تبلیغ کے لیے کتب خانہ حرم میں حضرت مولانا سید مصطفیٰ (محافظ کتب حرم مولانا سید اسماعیل بن سید خلیل کے برادر خورد) کے پاس بھجوائی گئی کیونکہ مولانا موصوف نہایت خوشخط عالم تھے۔ ۴ صفر ۱۳۲۵ھ کو اعلیٰ حضرت کفایہ الفقہ کے تصنیف کی تصحیح کے لیے کتب خانہ حرم میں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک شاندار عالم (مفتی احناف مولانا عبداللہ بن صدیق) بیٹھے ہوئے کفایہ الفقہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں اعلیٰ حضرت نے فتح القدر سے یہ عبارت نقل فرمائی کہ تَوْبَاجٌ كَاغْذَةٌ بِأَلْفٍ يَجُوزُ دَلَا يَخْذَرُ۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بیچے تو بلا کراہت جائز ہے۔ تو پھر ک آٹھے اور اپنی زبان پر ہاتھ مار کر بولے

أَيْنَ جَمَالُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ هَذَا النَّعْنِ الْقَوِيُّ



حضرت جمال بن عبداللہ (سابق مفتی احسان درمیشی) علما اس نص صریح سے کہاں مغفل رہ گئے۔ جب گزشتہ زمانے میں حضرت مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر کی علیہ الرحمہ مفتی حنفیہ تھے تو ان سے بھی نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ علم علماء کی گردنوں میں امانت ہے۔ مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں!۔

۱۳۲۹ھ میں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے اس رسالے کا ضمیمہ نام کا بیورو السیفیۃ الفاضلۃ فی ابدال قرطاس الذراہف۔ کے نام سے عربی میں لکھا اور ساتھ ہی الذیذ المنوط لیسالۃ التوطیٰ کے تاجیکی نام سے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس رسالے میں مسئلہ نوٹ کے تحت مولوی عبدالحی لکھنوی (محرر) (المتوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) کی تحقیق پر اثر ابدلت قائم کیے اور مولوی رشید احمد صاحب گلوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کی تحقیق پر جن کو دیوبندی حضرات امام ربانی کہتے اور فقیہ النفس ٹھہراتے ہیں، ان کی اس ایک ہی مسئلہ میں نقاہت دکھاتے ہوئے ایک ٹرم میں رد کیے جن میں سے کسی ایک کے تحقیقی جواب سے عہدہ برآ ہونے کی ان حضرات کے کسی جامع المجددین اور مفتی اعظم وغیرہ بننے والوں نے آج کے دن تک توفیق نہیں پائی ہے۔

ممکن ہے قارئین کرام کو ۱۳۲۳ھ کے اس مقدس سفر کی تفصیلات موضوع سے بیگانہ نظر آئیں لیکن اعلمحضرت کے منصب امامت علمی رفعت اور مجد دانہ صلاحیت کے اظہار کی خاطر اس بیان کو طول دینا چاہیے۔ اس سے امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے منصب کو سمجھنے اور آپ کے قلمی کارنامے کی اہمیت و اصابت سے باخبر ہونے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ویسے جب دیار حبیب کا ذکر آئے تو وہ قلم ہی کیا

۱۔ برالدین احمد مولانا سوانح اعلمحضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ۲۲۱، ۲۲۰

۲۔ محمد محمود احمد پیر و قیصر، اعلمحضرات علماء حجازہ کی نظر میں، طبع سرم، ص ۱۶۱

۳۔ بکان محمد مولوی، دیباچہ تاریخی رشیدیہ، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی، ص ۳



جو تسکین قلب دجگہ حاصل کر لینے سے پہلے اُن کی چو کھٹ سے اپنا سراٹھائے۔ اس مجرب کا ذکر تو راحتِ جان بلکہ جانِ ایمان ہے۔

اُن کی ملک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں  
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

غرضیکہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علوم و معارف کے گورہ ناث، انوارِ نیشن کے دریا بہاتے اور مجددانہ انداز میں ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ ادا فرماتے رہے۔ آخر وہ دقت بھی آپہنچا کہ حکمتِ الہیہ کے تحت آپ کو بھی اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رخصت فرمایا۔ یعنی ۲۵ صفر ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۱ء کو جمعہ مبارک کے دن دو بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان کے وقت ادھر جی ٹی القلاچ کی آواز سنی ادھر آفتابِ جہانِ تاب ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ چہرہ مبارک پر ایک نور کا شعلہ لپکا اور اعلیٰ حضرت اس دارِ فانی سے کوچ کس کے اپنے ربِ قدیر کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

حضرت محدث کچھوچھو رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد محترم وضو کر رہے تھے اچانک رونے لگے، ادھر پوچھی تو فرمایا، بیٹا! میں فرشتوں کے کندھوں پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ رہا ہوں اور اس کے بعد زبانِ مبارک سے فرمایا رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ۔ دیکھا تو یہ تاریخی مادہ (۱۳۵۰ھ) ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد بریلی شریف سے مجددِ مہاجر تاس سر کے وصال کی خبر کا تار آگیا۔ خود محدث کچھوچھو رحمتہ اللہ علیہ نے یہ تاریخ نکالی:۔ الم الہدیٰ عبدالمصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمہ ۱۹۳۱ء لیکن وصال سے تقریباً پانچ مہینے پہلے رمضان المبارک میں بھوالی پور پر خانہ قدرت نے سالِ وصال کے لیے امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان

۱۵ محمد عبدالحکیم شرف المولانا، یادِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ ص ۵۹۔

۱۶ محمد صابر نسیم بستوی، مولانا:۔ مجددِ اسلام ص ۱۶۶۔

۱۷ حسین رضا خان، مولانا:۔ وصایا شریف، مطبوعہ مقبول عام پریس لاہور ص ۱۹۔



پر یہ کہ مبارک جلدی فرمائی تھی۔ دَعِیَّاتٌ عَلَیْہُمْ بِإِیْنِیۃٍ مِّنْ فَضْلِیۃٍ ذَاکُوْا اٰیۃ  
 امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصانیف کثیرہ ہو گزرے ہیں مآپ  
 کو تقریباً پچاس علوم و فنون میں کامل عبور حاصل تھا بعض علوم و فنون کے مجدد ہونے کا  
 آپ شرف پایا تھا۔ کئی علوم تو ایسے ہیں کہ آپ کے ساتھ ہی گویا دفن ہو گئے۔ ان  
 علوم میں کمال پرنا تو درکنار کوئی ان کی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا بھی آج دنیا میں نظر نہیں آتا  
 اکثر علوم و فنون میں آپ کو منصب امامت حاصل تھا۔ اہل علم کا ارشاد ہے کہ گذشتہ  
 صدیوں میں ایسا جامع عالم اور کوئی نظر نہیں آتا۔ مذکورہ پچاس علوم و فنون میں سے  
 کوئی علم دفن ایسا نہیں جس میں آپ کی متعدد تصانیف موجود نہ ہوں۔ تفسیر، حدیث  
 اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام اور تصوف وغیرہ کی تقریباً ڈیڑھ سو مستداول  
 کتابوں پر آپ نے حواشی لکھے اور تقریباً پانچ سو کتابیں ان لوگوں کے رد میں ہیں  
 برٹش گورنمنٹ کے اشارے پر فرقے بنا کر ملت اسلامیہ کی اجتماعی قوت کو منتشر کیا اور  
 جو اصلاح کے پردے میں مسلمانوں کی ایمانی دولت کو چھیننے پر تلے ہوئے تھے۔ اگرچہ آپ کی  
 تصانیف کی مکمل فہرست تو تاحل مرتب نہیں ہو سکی لیکن مجموعی تعداد ایک ہزار سے کم نہیں  
 جو پوری دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ ۲

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نور اللہ مرقدہ کے قلمی کارناموں میں سب سے  
 نمایاں ان کا فقہی کارنامہ ہے۔ آپ نے بے شمار سوالوں کے ایسے محققانہ جواب  
 تحریر فرمائے کہ فقہ حنفی کے آسمان میں چار چاند لگا دیے۔ مجموعہ فتاویٰ بارہ ضخیم جلدوں  
 میں ہے اور ہر جلد ہزار کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاحل پہلی پانچ جلدیں  
 شائع ہوئی ہیں۔ رد المحتار جیسی فقہ حنفی کی مشہور کتاب کی جدا الممتار کے نام سے آپ نے  
 لے ایضاً ص ۱۸

۲۔ المیزان، بمبئی، امام احمد رضا، ص ۲۵۸

۳۔ الزار، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ، ۲۲۵ تا ۲۴۸

۴۔ جدا الممتار عربی ٹائپ میں حیدر آباد دکن سے طبع ہو کر مبارک پور سے شائع ہو رہی ہے



پانچ جلدوں میں شرح لکھی جو فقہ حنفی میں یقیناً ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ کتب حرم کے محافظ اور مکرمہ کے حیدر عالم دین، مولانا سید اسماعیل بن سید علیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) نے آپ کے فتاوے کے چند ادراک پڑھے تو پھر کٹھن اور بیاختہ ان کی زبان سے نکلا۔

والله اقول والحق اقول اور اھا	اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور۔ سچ کہتا
ابو حنیفۃ النعمان لا قدرت عینہ	ہوں کہ اگر اسے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
ولجعل مؤلفها من جملة	علیہ دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی
الاصحاب لہ	ہوتیں اور اس کے مولف کو اپنے
	اصحاب میں شامل فرماتے۔

آپ کا دوسرا قلمی کارنامہ کنز الایمان کے نام سے قرآن کریم کالمت اسلامیہ کو ایسا اردو ترجمہ دے دینا ہے جسے اگر ایمانی عینک لگا کر پڑھا جائے تو یقیناً یہی کنا پڑے گا کہ کلام الہی کی ترجمانی کا اردو میں اگر کسی نے حق ادا کیا ہے تو وہ کنز الایمان ہے جو ملت اسلامیہ کو ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں مرحمت فرمایا تھا۔ یوں تو قرآن کریم کے اردو میں بے شمار ترجمے ہو چکے ہیں اور بعض بڑی آب و تاب سے شائع بھی ہو رہے ہیں لیکن ان میں اپنے خانہ ساز نظریات کو اس طرح ٹھونسنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمانی کی صورت سمجھ کر رہ گئی۔ ایسے حضرات نے اپنے مخصوص نظریات پر بساط مہر قرآنی تائید کی نقاب تو ڈال دی لیکن ایسا کہ جہاں انہوں نے امت محمدیہ کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کی وہاں اپنے لیے بھی نفع بخش زاد راہ جمع نہیں کیا۔

میری نظر میں مجددانہ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا قلمی کارنامہ

۱۔ حامد رضا خان، مسلمانہ، الاجانات المتینہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵۸۔

۲۔ محمد مسعود احمد، پر و خیر، غافل بریلوی اور ترک مراات، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰۔

۳۔ الفار رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ میں ۱۱۱



یہ ہے کہ جب دہائیت کی تندہیز آندھی چلی اور وہ مسلمانوں کی ایمانی دولت کو خس و خاشاک کی طرح اڑا لے جانے اور انہیں بارگاہ رسالت کا گستاخ بنادینے پر تلی ہوئی تھی تو اس پے عاشق رسول نے بلبل مارغا مدینہ بن کر یوں جھپٹنا شروع کیا کہ مسلمان آپ کے نعروں کو سن کر جھوم اٹھتے، ان کے دین و ایمان کے گلشن میں بہا سا گئی، ان کی کشتِ ایمان لہا لہا لگی۔ آپ نے اپنے ایمان افروز نعروں کے ذریعے گلشنِ امت اسلامیہ کی یوں آبیاری کی کہ اس چمنستان کا ہر نخل مے حُبِ نبی سے مرشارہ ہوتا اور مست جامِ بادہ الفت ہو کر جھرمٹنے لگتا تھا۔ ایک روز سیما حقیقت آپ کے قلم سے بھی یوں ٹپک پڑی تھی۔

جھوم جھوم اٹھے ہیں نعماتِ رملے بوستان

کیوں نہ ہو کس بھول کی مدحت میں دانقارہ

آپ کا چوتھا قلمی کارنامہ، بلکہ تمام کارناموں کا جارج، وہ تجدیدی کارنامہ ہے جس کا چودھویں صدی میں آپ نے پوری کامیابی کے ساتھ فریضہ ادا کیا۔ ایک جانب اگر آپ سرمایہ ملت کی نگہبالی کر رہے تھے، اسلامی علوم و معارف کی حفاظت کا فریضہ ادا کر رہے تھے تو دوسری جانب کوئی ایسا فتنہ پر دانا اور ذوقِ ساز نہ ہو گا جس کے خلاف آپ معرکہ آراء نہ ہوتے ہوں۔ کوئی گمراہ گریبا سنیں ملے گا جو اپنے وقت کا مرحب یا محمد بن عبدود ہی کیوں نہ ہو، کہ اسے قلمی میدان سے بھاگنے پر مجبور کر کے کھونٹے سے نہ باندھ دیا ہو اسی لیے تجدیدی کارنامے کا چودھویں صدی میں قدرت نے جس کے سر پر سہرا باندھا وہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات ہے۔ اس زندہ حقیقت کا آپ نے خود یوں اعلان فرمایا تھا۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کے چلبہ جوئی کا زار ہے، یہ دارِ ادارے پار ہے

مولانا عبد الجبار خاں صاحبِ اعظم گرامی مدخل نے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے

اے محمد احمد، پیر و فیروزِ فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، ص ۲۱

۲۵ المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر، بابت اپریل، مئی، جون ۱۹۷۶ء، ص ۲۷۰۔



خوب فرمایا ہے کہ جب مجدد مائت حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے اپنی زبان اپنے قلم کو جنبش دی جس کے لیے قدرت نے آپ کو پیدا فرمایا تھا اور اس فرض کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوئے جس پر رضائے مصطفیٰ علیہ السلام و الثناء و الثنا کی ہر گئی ہوئی تھی، تو ایران باطل کے ہر گوشے میں (خواہ وہ بدعت و ضلالت کا ہو یا کفر و ارتداد کا) کھیل مچ گئی۔ تھلکا اور زلزلہ پیا ہو گیا۔ اس کے قلم کی نوک نے مذہب اسلام کے ہر نقاب پوش ڈاکو کے چہرے سے نقاب الٹ دی اور اس طرح اس کا خزنہ خزانہ اور مصلی کردہ چہرہ اسلاموں کے سامنے کر دیا۔ بقول ایک معاصر، میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے پہلے یہ خیال مدقمائے مدت تک یاد رکھنا ہوگا کہ اعظمی کی سیف زبان و قلم کا جواب کیا ہوگا۔ — غرضیکہ اعظمی نے اپنے دور میں امت اسلامیہ کو وہ سب کچھ دیا جس کی اُسے ضرورت پیش آئی۔

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: — مَا نَ الْاَللّٰهُ يَتَّبِعُ لِقَائِهِ الْاُمَّةُ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْ تُبْعِدُوْا لِقَاءَ اَمْرِ دُنْيَاهَا۔ یعنی ہر صدی کے ختم پر اہل امت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لیے اس کا دین تازہ کر دے۔ حدیث شریف کی رہنمائی کے مطابق جب ہم چودھویں صدی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مجدد نظر آتا ہے جو چودھویں رات کے چاند کی طرح اپنی شان مجددیت میں درخشاں اور تاباں ہے۔ نقل و کمال کے ساتھ ہر ایک علم میں اللہ اور رسول (جل جلالہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دین کے لیے اس مجدد کو وہ بلند مرتبہ عطا فرمایا جس کے سامنے عرب و عجم اور مل و محرم کے بڑے بڑے علماء نے سر نہانہ خم کیے۔ جس کے علمی و دینی بے سے یورپ کے سائنس دان اور ایشیا کے فلاسفہ لرزتے رہے۔ — جانتے ہمارے عظیم المرتبت مجدد کا نام کیا ہے؟ — اب ہم سے سنو۔ اس کا پیارا نام عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان ہے، جو اسلامی دنیا میں اعظمی کے نام سے مشہور ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنایلہ

۱۵ بدر الدین احمد ہمدانی سرائی اعظمی کے مطبوعہ مکتبہ، ص ۶۶، ۶۵۔



جائے غور ہے برٹش گورنمنٹ کے پرفتن دور میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور ایسا کون ہے جو گمراہ گروں اور دشمنان دین سے پیغمبرِ آئمہ اور محرکہٴ اُردو ہوا ہو؟ جب دشمنانِ اسلام نے ذاتِ قدوس اور بے عیب خدا پر کذب کے معنی درست کر کے اسلامی عقیدہ توحید پر ضرب لگانے کی کوشش کی تو آپ کا قلم ان کے لیے شمشیرِ خاں شگاف بنا، جب شامانِ رسول نے مسلمانوں کے عقائدِ نبوت کو مجروح کرنا چاہا تو کس کا قلم ان بد نصیبوں پر ذوالفقارِ حیدری بن کر ٹوٹا؟ مجھے جواب دیجیے کہ دین و مذہب کے ڈاکوؤں نے جب اہل ایمان کے سینوں سے اس امانتِ خداوندی یعنی عظمتِ مصطفیٰ علیہ التمجید والثناء کو جھین لینے کا خواب دیکھا تو ان کے خوابوں کے فلک بوس محل کو تعبیر سامنے آنے سے پہلے کس کی زبان و قلم اور حکمتِ عملی نے سمار کر کے رکھ دیا اور جب ان مکاروں نے پیری اور شیخت کے لبادے اور طوطے کرمت کے دلوں کے فانوس میں بزرگانِ دین و علمائے اسلام کی عقیدت کے جھٹے ہوئے چراغوں کو بجھانے کے لیے پاکِ تنادوں کے قلعے تیار کیے تو کس کی سعیِ پیہم نے ان کو زمین بوس کر کے تنسِ تنس کر دیا؟ جب مولویت نامی اعداؤں نے آثارِ اسلام اور مقاماتِ مقدسہ کی عزت و حرمت کو غلامانِ مصطفیٰ کے دلوں اور دماغوں سے نکال پھینکنے کی جرات کی، تو کس کی زبانِ پاک اور قلمِ پاک نے ان کی چالاکیوں کے پردوں کو چاک کیا؟ اسی مردِ مجاہد کا نام نامی دام گرامی احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ وہی تاریخِ سلسلہٴ فردِ کامل اس صدی کا مجدد ہے۔

اعلیٰ حضرت کا شمار ان جلیل القدر شہیدانِ محبت میں ہوتا ہے جنہوں نے عظمتِ مصطفیٰ علیہ التمجید والثناء کے پرچم کو بلند رکھنے کے لیے سر دھڑکی بازی لگائی اور پہاڑ کی طرح جم کر دشمنانِ رسول کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ جب متحدہ ہندوستان کے بے دین علماء نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں لکھ کر عظمتِ رسول کو گھٹانے کا ہولناک فتنہ کھڑا کیا، تو آپ نے کوہِ استقامت بن کر اس عظیم فتنہ کی زیغ لگنی نرمائی۔ پھر تو ان دشمنانِ دین نے جل جہنم کہ اپنے رسالوں، اخباروں اور کتابوں میں آپ پر گالیوں کی بوچھاڑ

۱۵ ادا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ ص ۲۶-۲۷



کدی اور طرح طرح کی آپ کو گالیاں دینے لگیں۔ مگر محمدی کچھد کے اس شیر نے اُن کی گالیاں سے بے نیاز ہو کر اپنی ذات کو عظمت، مسطقی علیہ التمجید والثناء کے لیے سپر ہی بندھے رکھا اور ان کی دھمکیوں اور گیدڑ بھکیوں کی کوئی پروا نہ کی۔

۱۲۹۶ء سے ۱۳۰۲ء تک متواتر چھ سال آپ نے سرمایہ ملت کی نگہبانی کا عظیم الشان فریضہ ادا کیا۔ شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی ٹلیں لگانے والوں کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا، جملہ اور عاموں میں چھپے ہوئے تمام اصول دین کے کردہ چہروں سے نقاب اٹھا کر سب کو دکھاتے رہے اور آخری وقت بھی ملت اسلامیہ کی خیر خراہی کے پیش نظر بھولے بجائے مسلمانوں کو لیں فحاش زبانی۔

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی

بھڑکیں ہو۔ بیٹھے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھکاری، تمہیں نتنے میں ڈالیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہمارے، رافضی ہمارے، پٹنوی ہمارے، مادیانی ہمارے، پکڑاوی ہمارے، غرض کتنے ہی نتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہمارے (مودودیت ان سب کے بعد میں اٹھنے والا فتنہ ہے) جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھڑکی ہیں تمہارے ایمان کا آک میں ہیں۔ ان کے جہلوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت علی جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، اُن سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے۔ اُن سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں، یہ فتنہ ہم سے لڑیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ در سول کی سچی محبت، اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تحکیم اور ان کے

لے جہادین احمد رسلانا: سماج و علم حضرت، ص ۱۰



دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤں،  
پھر وہ تمہارا کیا ہی پیدا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو  
بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیا ہی بنے رگ  
معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اُسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر  
پھینک دو۔

میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتا رہا ہوں۔ اس وقت پھر یہی  
عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے  
کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے، کیا ہوا اور تمہیں کیا  
بتائے۔ اس لیے ان باتوں کو خوب سن لو۔ حجۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے  
اٹھ کر تمہارے پاس بتلنے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا، قیامت  
کے دن اُس کے لیے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اُس کے لیے  
ظلمت و ہلاکت۔ یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں  
سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ قابضین کو  
اس سے آگاہ کریں“ لے لے

ہزاروں سال زکس اپنی بے نور رہی پر روتی ہے

بڑی شکل سے ہوتا ہے جن میں دیدہ در پیدا

آپ قلمی میدان میں عمر بھر سراپہ ملت کی نگہبانی کرتے رہے۔ جب بھی کسی موضوع  
پر قلم اٹھایا تو تحقیق کا وہ حق ادا کیا کہ مایہ ناز اہل علم بھی ذلک رہ جاتے۔ محاسبہ آنا جاندار  
ہوتا تھا کہ مخائف کے فرار کی ہر گلی بند کر دی جاتی تھی۔ نظر میں اتنی وسعت تھی کہ اہل علم  
کے لیے اضافے کی گنجائش باقی نہیں رہتی تھی۔ ایسے ہی موضوعات میں  
سے ایک مسئلہ ساریع موتی کا ہے۔ مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ  
جب عمر عزیز کی تین سو بیس منزل طے کر رہے تھے تو اس موضوع پر اپنے رہنما قلم کو  
لے حسین رضا، مولانا، دمایا شریف، مطبوعہ مقبول عام پریس لاہور، ص ۲ تا ۵۔



اذن خرام دینا پڑا۔ برزخی زندگی کے بارے میں اہلسنت وجماعت (اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی کو مشکور فرمائے) کا ہمیشہ سے یہ مذہب ہے۔

۱۔ دنیاوی زندگی جس کا سلسلہ موت پر ختم ہو جاتا ہے اور آخری دماغی زندگی جو روزِ حشر سے شروع ہوگی ان دونوں زندگیوں کے درمیانی وقفے کو برزخی زندگی کہتے ہیں۔

۲۔ برزخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کو خواہ وہ مومن ہو یا کافر، ایک خاص قسم کی زندگی عطا فرمائی جاتی ہے یعنی جسم اور روح کا دورہ ہوتے ہوئے ایک گویہ تعلق باقی رکھا جاتا ہے، جس کے باعث یہ زندگی دنیاوی زندگی سے بڑی حد تک مختلف ہوتی ہے۔

۳۔ برزخی زندگی میں عام انسانوں کو پہننے پھرنے سے اگرچہ عاجز رکھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود پردہ و کارِ عالم انہیں اور ایک دشواری سے بہرہ ور رکھتا ہے تاکہ وہ منکر و نکیر کے سوالوں اور دنیا فانیوں کے سلام و کلام کا جواب دے سکیں۔ اگرچہ ہم ان کا جواب نہیں سنتے لیکن وہ سننے اور بولنے سے مجبور نہیں ہوتے۔

۴۔ مٹانے کے سماعِ قادریاں کا انکار، قبر کے عذاب و ثواب اور نکرین کے سوالات وغیرہ امور کا انکار ہے جب کہ یہ باتیں نص میں قطعیہ سے ثابت ہیں اور ایک سلمان انہیں جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

۵۔ جسم کے اجزاء جلنے، گلنے ٹپنے، جانوروں کے کھا جانے یا کسی بھی وجہ کے تحت ہزاروں جگہ منتشر کیوں نہ ہو جائیں لیکن روح کے ساتھ ان کا تعلق برابر قائم رہتا ہے اور اسی تعلق کے باعث روح کے ساتھ اجزائے جسم بھی برابر راحت یا تکلیف محسوس کرتے رہتے ہیں۔

۶۔ برزخی زندگی اگرچہ دنیاوی زندگی کے مقابلے میں کئی لحاظ سے نامکمل اور ایک مخصوص قسم کی زندگی ہو کر رہ جاتی ہے لیکن قدرتِ ہر مردے میں ایک مخصوص طریقہ پر علم و ادراک اور سمع و بصر وغیرہ کی قوت باقی رکھتی ہے۔



۷۔ ارواحِ مرئیین کی رہائش گاہ علیین وغیرہ میں ہوتی ہے اور کفار و منافقین کے جہنم خانے کا نام بھیجین ہے۔ جو زمین کی سب سے نچلی تہہ کے نیچے ہے۔

۸۔ شہداء کی ارواح کا ان کے اجسام کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق ہوتا اور ان کے اجسام کو وہ خصوصیت حاصل ہوتی ہے کہ ان کی برزخی زندگی پر حیات کا اطلاق کیا جانا زیادہ مناسب ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے انہیں زندہ قرار دیا ہے۔

۹۔ ادیائے کرام کی برزخی زندگی بھی شہداء کی طرح اعلیٰ قدر مراتب بہت بلند و بالا ہوتی ہے۔ اور ان حضرات کے علوم و اختیارات میں وفات کے بعد اور بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۱۰۔ انبیائے کرام پر موت کو ضرور واقع ہوتی ہے۔ لیکن ان حضرات کی برزخی اور دنیادی زندگی میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہوتا کہ دنیادی زندگی کا سلسلہ ختم ہوتے ہی یہ بزرگ دنیادی ضروریات اور بشری تقاضوں سے بے نیاز اور فریضہ تبلیغ سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ **تِلْكَ عَشْرَةٌ مِّنْكَ كَامِلَةٌ**

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے عوام الناس کی ارواح کا ان کے اجسام سے اتنا تعلق ضرور قائم فرمادیتا ہے جس کے باعث انہیں اور اک شعور حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث مطہرہ میں وارد ہے کہ میت غسل دینے والوں قبرستان کی طرف لے جانے والوں۔ دفن کرنے والوں اور بعد دفن سلام و کلام کرنے والوں کو پہچانتی اور ان کے سلام و کلام کا جواب دیتی ہے۔ اہلسنت و جماعت کے جمہور، مفسرین، محدثین، فقہاء اور متکلمین کا مذہب یہی ہے۔ چنانچہ علامہ البانی لفظ طاہر بن محمد اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۷۷ھ) نے اس سلسلے میں لیں فرمایا ہے:-

واخبرنا انہم یحیون فی القبور۔ فخر دہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مردے قبروں میں قدرتی معنی اجاء الموق فی القبر زندہ کیے جاتے ہیں قبروں میں مردوں کے زندہ کیے جانے کے

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم مسئلہ نمبر ۱۵۴ ص ۱۹۷ (۱۹۷)



الآیات والاخبار والاشارات بارے میں اتنی آیتیں اور احادیث داتا میں چکا شمار نہیں۔

اہل سنت و جماعت کے مایہ ناز محقق، امام تقی الدین مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۸ھ/۱۳۵۲ء) نے فرمایا ہے :-

قد اجتمع اهل السنة على اثبات العیوة فی القبر۔ قال امام الحرمین فی الثال وقد اتفق سلف الامة على اثبات عذاب القبر و احياء الموتی فی قبر و هود و دال الارواح فی اجساد هود۔

اہل قبور کی حیات پر اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ حضرت امام الحرمین نے اپنی کتاب ثال میں فرمایا ہے کہ عذاب قبر کے اثبات اور مردوں کے اُن کی قبروں میں زندہ کیے جانے اور مردوں کو ان کے اجسام کی طرف لوٹائے جانے کے بارے میں اہل سنت و جماعت (اسلاف امت) کا مکمل اتفاق ہے۔

امام مشکطین قاضی عضد الدین، عبدالرحمان بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۸ھ/۱۳۵۲ء) نے فرمایا ہے :-

احياء الموتی فی قبر و هم مسئلة منکر و نکبر و عذاب القبر للکانر و الفاسق کلها حق و اتفق علیه سلف الامة۔

مردوں کو اُن کی قبروں میں زندہ کیا جاتا۔ مسائل منکر نکبر اور کافر و فاسق کو قبر میں عذاب دیا جاتا، ہمارے نزدیک یہ سارے امر حق ہیں اور امت کے اگلوں کا ان پر اتفاق ہے۔

امام المحدثین، ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۴۲ء) نے یوں تصریح فرمائی ہے :-

ذهب ابن حزم و ابن هبيرة الى ان السؤال فی ابن خزم و ابن هبيرة کا مذہب یہ ہے کہ سوال

۱۔ طاہر بن محمد اسفرائینی، امام۔ التبیہ مطبوعہ مصر، ص ۱۵۸  
 ۲۔ تقی الدین مکی، امام۔ رشاد السقام، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، ص ۱۵۲۔  
 ۳۔ عبدالرحمان بن احمد عضد الدین، تکمیل، شرح مناقب مطبوعہ فزکشتور، ص ۷۱۵۔



غیر عود الی الجسد و خالفہم  
الجمہور فقالوا تعداد الروح  
الی الجسد او بعضہ کما ثبت  
فی الحدیث .  
صرف روح سے ہوتا ہے اور روح جسم کی طرف  
لوٹائی نہیں جاتی، لیکن جمہور اہلسنت ان کے خلاف  
ہیں کیونکہ جمہور کا طریقہ یہ ہے کہ روح پھر سے  
جسم یا اس کے بعض حصوں کی طرف لوٹائی جاتی ہے  
جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

دسویں صدی کے مجدد اور مایہ ناز محدث و محقق علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ  
(المتوفی ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۴ء) نے بزخنی زندگی اور اعادہ روح پر بحث کرتے ہوئے  
ان لوگوں کے اس الزام کی تردید بھی فرمائی ہے جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ  
(المتوفی ۱۵۰ھ / ۷۶۴ء) پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ حضرت امام المسلمین کو اعادہ  
روح کے بارے میں توقف تھا۔ چنانچہ موصوف نے اس سلسلے میں یہ بھی  
فرمایا ہے:-

واعلموا ان اهل الحق اتفقوا  
على ان الله يخلق في الميت نوع  
الحيوة في القبر قدر ما يتأوى  
ويتلذذ ولكن اختلفوا في انه  
هل يعاد الروح اليه والمنقول  
عن ابي حنيفة التوقف لان  
كلامه فہنا يدل على اعادة  
الروح اذ جواب الملكين فعل  
اختياري فلا يتصور بقاء الروح  
جاننا چاہیے کہ اس بات پر اہل حق کا اتفاق ہے  
کہ اللہ تعالیٰ میت کو قبر میں ایک خاص قسم کی  
زندگی عطا فرماتا ہے جس سے وہ تکلیف  
اور لذت کا احساس کرتا ہے، لیکن مدوح کو لوٹائے  
جانے کے بارے میں اختلاف ہے امد امام ابو حنیفہ  
رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو توقف کرنا منقول  
ہے، اس کے برعکس ان کا کلام اعادہ روح پر  
دلائل کرتا ہے کیونکہ لکھنؤ کو جواب دینے فریدی  
ہے جو بغیر روح کے مقصور نہیں۔

۱۔ ابن حجر عسقلانی، محدث: فتح الباری۔ جلد پنجم، ص ۷۰۔  
عنه شایر کتابت کی غلطی ہو رہی ابن حزم کے ہم خیال کا، ام تدا بن بیوت تھا۔  
۲۔ علامہ تادی حنفی، محدث: شرح فقہ اکبر، ص ۱۲۱۔



اہلسنت و جماعت کے مشہور و معروف عالم و فاضل اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ  
 المتوفی ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۴ء) کے معاصر یعنی علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی  
 ۱۲۷۰ھ) نے فرمایا ہے:-

لا یخفی علیک ان لیس المراد بالحق فہنا ما یعاد فیہ الروح ویصدر عنہ الافعال الاختیارۃ بل ما یدرک الالم واللذۃ فاذا خلق اللہ فیہا ادراکا یکون سبباً لا دراک الالم واللذۃ یکون حیاد لا جماداً ۱۱۵۔

تجھ پر مخفی نہ رہے کہ زندہ سے مراد یہاں ایسا زندہ نہیں ہے کہ جس میں روح پورے طور پر لوٹا دی جائے اور اس سے دنیاوی زندگی کی طرح اختیاری فعل صادر ہونے لگیں بلکہ صرف اتنی زندگی مراد ہے جس سے تکلیف اور راحت کا ادراک ہو سکے۔ جب اللہ تعالیٰ اس میں ادراک پیدا کر دیتا ہے جو تکلیف اور جلدت و محسوس کرنے کا سبب بنتا ہے تو اسے

زندہ کہتے ہیں نہ کہ جماد

تفسیر مظہری کے مصنف جنسین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
 (المتوفی ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء) نے بہیقی وقت کا لقب دیا تھا، یعنی حضرت قاضی شاد اللہ  
 پانی پتی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) نے مختلف احادیث  
 کو تطبیق دیتے ہوئے جہد کے موقف کی یوں ترجمانی کی ہے:-

قلنا رجبہ التطبیق ان مقرر ارواح المؤمنین فی علیین امنی السماء السابعة ونحو ذلك کما مر ومقرر ارواح الکفار فی سبعین ومع ذلك لکل روح منها اتصال بجسد

ہم کہتے ہیں کہ ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ ارواح مؤمنین کی رہائش گاہ علیین یا ساتویں آسمان یا ان کے مانند کوئی جگہ ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور کفلیک ارواح کالھکانہ عجین ہے۔ اس کے باوجود ہر ایک روح کا اس کے متعلقہ جسم سے تہر وغیرہ میں اتصال و تعلق ہوتا ہے اور

۱۱۵ عبدالحکیم سیالکوٹی، علامہ:- حاشیہ خیال، ص ۱۱۸۔



فی قبۃ لا یدرک کثرتہ ۱۴  
 اللہ تعالیٰ وبذلک الاتصال  
 یصمغ ان یعرض علی الانسان  
 المجموع المركب من الجسد  
 والروح متعددہ من الجنة  
 والنار ویحس اللذۃ والالم  
 ویسمع سلام النائر یجب  
 المنکر والنکیر وغو ذلک  
 مما ثبت بالکتاب والسنة ۱۵  
 اس تعلق کی حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا  
 اور اسی اتصال و تعلق کی وجہ سے تو یہ درست  
 ہوا کہ انسان پر، جو جسم اور روح کے مجموعے  
 سے مرکب ہے، اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔  
 خواہ وہ جنت مہر یا دوزخ اور وہ راحت و  
 تکلیف محسوس کرتا ہے، نائر کا سلام سنتا اور  
 منکر نکیر کو جواب دیتا ہے اور اسی طرح وہ تمام چیزیں  
 واقع ہوتی ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت  
 ہیں۔

متاخرین میں سے احفاد کے مایہ ناز نقیہ یعنی علامہ سید محمد امین ابن عمر عابدین شامی حنفی  
 رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء) نے اس سلسلے میں جمہور کے موقف کی یوں  
 ترجمانی فرمائی ہے:-

دلائل تعدیب المقیت فی  
 قبۃ لائتہ توضع فیہ الخیرۃ  
 عند العامة بقدر ما یحس  
 بالالام والبنیۃ لیست بشرط  
 عند اهل السنة بل تجعل  
 الخیرۃ فی تلك الاجزاء المنفردۃ  
 لا یدرک البصریۃ  
 عذاب قبر ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کیونکہ  
 علم علمائے کے نزدیک مردے کے اندر ساتھی  
 زندگی پیدا کر دی جاتی ہے جس سے وہ تکالیف  
 وغیرہ کا احساس کر سکے۔ اہلسنت و جماعت کے  
 نزدیک دُعائے کا باقی رہنا شرط نہیں ہے  
 بلکہ جسم کے اجزائے متفرقہ میں ایسی جان ڈال  
 دی جاتی ہے جسے نگاہ نہیں دیکھتی۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے جمہور اہلسنت و جماعت کا برزخی زندگی کے بارے میں  
 موقف بالکل واضح ہے اس مسئلے میں سب سے پہلے ابن حزم، ظاہری المذہب

۱۴ شامی، تہذیب الفقہ، محدث، تفسیر منظر، جلد دوم، ص ۱۲۴، ۱۲۵۔

۱۵ سید محمد امین ابن عابدین، علامہ، رد المحتار، جلد دوم، مطبوعہ مصر، ص ۲۰۱۔



(المتونى ۴۵۶/۱۲۶۲) نے اہلسنت وجماعت سے اختلاف کیا موصوف احادیث صمیمہ کے خلاف اعادہ روح کے منکر تھے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ برزخ میں جداحت یا کماغت پہنچتی ہے اس کا احساس صرف روح کو ہوتا ہے اور جسم اس کی لذت و احساس سے قطعاً نا آشنا رہتا ہے۔ اس سراسر غیر اسلامی نظریہ کی صدائے بازگشت آج بھی مبتدعین زمانہ سے سنی جاتی ہے اور مبتدعین زمانہ بعض اصولی و فردی مسائل میں کتاب و سنت کے خلاف ہونے کے باوجود ابن حزم، ابن تیمیہ حوانی (المتونى ۴۲۸/۱۲۲۹)، ابن قیم الجوزی (المتونى ۴۲۸/۱۲۲۹) اور مولوی محمد اسماعیل دیوبندى (المقتول ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کی پیروی بڑی عقیدت کے ساتھ کرتے ہیں۔

ان حضرات میں ابن تیمیہ حوانی کی شخصیت سب سے متاثر ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کے غلط عقائد و نظریات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو ایسے ہر عقیدے کا سلسلہ علامہ ابن تیمیہ حوانی سے جا ملے گا۔ ابن تیمیہ موصوف کے شاگرد و شریک کار تھے جب کہ دہابیت کے نجدی دہندی بانی علامہ موصوف ہی کے مخصوص نظریات کے شارح و ناشر ہیں اس حقیقت کے باوجود ان حضرات نے کمال کر ابن حزم کی اس مسئلے میں تائید نہیں کی بلکہ جمہور کا ساتھ دیا۔ چنانچہ ابن تیمیہ حوانی نے سماع مرتی کے بارے میں یوں لکھا ہے :-

وسماع المہیت لا صوات من السلام والقراءة حق نہ سنا حق ہے۔

موصوف کے شاگرد خاص علامہ ابن تیمیہ الجوزی نے ایک مشہور حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھا ہے :-

فہذا نقول فی انہ یعرفہ بعینہ یہ حدیث اس بات سے میں نفی ہے کہ سلام کہنے والے کو رزق دے دے علیہ السلام صحیحی طور پر پہچاننا اور اس کے سلام کا جواب دینا ہے

۱۔ ابن تیمیہ، علامہ، الاقضاء العلوٰۃ المستقیم، مطبوعہ مصر، ص ۱۸۱۔

۲۔ ابن تیمیہ، علامہ، کتاب الرد، ص ۴



غیر قلعہ حضرات کے پیشوا اور اس مسلک کی سب سے بڑھ کر ترجمہ داشت کرتے  
 والے عالی جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالی (المتوفی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) اس  
 سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں :-

جلد اموات از مؤلفین دکن از  
 تمام مردے، خواہ مومن ہوں یا کافر، وہ علم دشوہ  
 حاصل علم دشوہ و ادراک و سماع کے حاصل ہونے نیز اعمال  
 مرضی اعمال و رد جواب بر زائر  
 برابر اند۔  
 دینے میں برابر ہیں۔

دیوبند یوں کے علامہ انور شاہ کشمیری (المتوفی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء) نے سماع موتی  
 کے بارے یوں تحریر کیا :-

اقول والاحادیث فی سماع  
 میں کہتا ہوں کہ سماع موتی کے بارے میں حدیثیں  
 الاموات قد بلغت مبلغ التواتر  
 قاتر کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) نے سماع موتی کے  
 بارے میں یوں تصریح کی ہے :-

ان سماع الموتی ثابت فی الجملة  
 بے شک سماع موتی جن احادیث سے ثابت  
 بالاحادیث الکثیرۃ الصحیحۃ  
 ہے وہ تعداد میں بہت زیادہ اور صحیح ہیں۔

اگرچہ مبتدعین زمانہ اور گستاخان رسول کے اکثر اکابر نے بھی سماع موتی اور اعادہ  
 روح وغیرہ امور کو تسلیم کیا ہے لیکن ان میں سے بعض حضرات کی ردش ابن حزم طاہری کے  
 مطابق ہے۔ علامہ بریلوی و ہابی حضرات جن کے مذہب کی بنیاد ہی مقرنین بارگاہ النبیہ کی توہین  
 و تنقیص پر ہے، لہذا وہ اولیاء اللہ کے علوم و اختیارات کو عوام الناس کی نگاہوں میں  
 زعمی دکھانے کی خاطر سماع موتی کا انکار کر دینا اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں اور اپنی منزل

۱۔ صدیق حسن خان بھوپالی، نواب :- دلیل الطالب، ص ۸۸۶

۲۔ انور شاہ کشمیری، مولوی :- نفی الباری، جلد دوم، ص ۶۷

۳۔ شبیر احمد عثمانی، مولوی :- نتیجہ العلم، جلد دوم، ص ۷۹



فزل مقصود تک پہنچنے کے لیے اس مسئلے کو زینے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ  
 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک مفتی صاحب سے سماع موتی کے بارے میں  
 پوچھا گیا۔ موصوف نے اپنے فتوے میں اہل قبور سے خطاب کو شرک یا کم از کم شبہ و شائبہ  
 شرک قرار دیا نیز تصریح کر دی کہ زائر اور مقبور کے درمیان چونکہ مٹی کا ڈھیر حاکم ہے اس لیے  
 مقبور سے کلام و خطاب کرنا اُسے سماع و بصیر علی الاطلاق ماننا ہے۔

مستفتی نے موصوف کا یہ خلاف جمہور اور مہری دستخطی فتویٰ مجددانہ حاضرہ امام احمد  
 رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے استفتاء پیش کیا کہ  
 سماع موتی کے بارے میں جمہور کا مذہب مدلل بیان فرمایا جائے اور مسئلہ فتوے کی  
 حقیقت بھی واضح فرمادی جائے۔ امام اہلسنت نے احقاق حق اور باطل باطل کی خاطر اپنے  
 ہر اہل علم کو میدان تحقیق میں ایسا اذن خرام دیا کہ ماہ رجب ۱۳۰۵ھ و ۱۸۸۶ء کے ابتدائی چند  
 ایام میں حیات الموات فی بیان سماع الاموات کے تاریخی نام سے ایسا محققانہ رسالہ  
 تیار ہو گیا جس نے دشمنان اولیاء کے تمام مزعمہ دلائل کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ ایسے  
 ساڑھے چار سو دلائل قائم فرمائے جن میں سے کسی ایک دلیل کو غلط یا دعویٰ سے لاتعلق  
 ثابت نہیں کیا جاسکا۔ بفضلہ تعالیٰ چھ ماہ تو نویں سال گزر گئے لیکن علم و فضل کے تمام تردد عادی  
 کے باوجود کسی گمراہ گرسے اس کا جواب نہیں لکھا گیا اور نہ کبھی لکھا جاسکے گا کیونکہ اس  
 الحق پہلوا ولا یعلیٰ۔ ————— فاضل بریلوی نے میدان تحقیق میں قدم رکھتے ہی

اہل ایمان کو یہ مشورہ سنایا تھا:-

یہ مجالہ نہ صرف سماع موتی کا ثبوت دے گا بلکہ بفضل اللہ تعالیٰ خوب  
 واضح کرے گا کہ حضرات اولیاء بعد الوصال زندہ اور اس کے تصرف و  
 کرامات پائندہ اور اس کے نفع بدستور جاری اور ہم غلاموں، خادموں  
 محبتوں معقدوں کے ساتھ وہی امداد و امانت دیاری۔  
 یہ تحقیقی رسالہ تین مقامات (ابواب) پر مشتمل ہے۔ مقصد اہل میں مذکورہ فتوے  
 پر آپ نے مذہب اہلسنت و جماعت کی سوتے پھیس اعتراضات کیے اور ساتھ ہی



اس فترے کی شکرین ساری موتی کے مذہب سے دس مخالفتیں دکھائیں۔ مفتی صاحب چونکہ اس وقت تک سنی تنفی مشہور تھے لیکن اس فترے میں جہاں خلاف اہلسنت چلے وہاں شکرین ساری موتی سے بھی پرے جا کر پچیسے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اس لحاظ سے برٹش گورنمنٹ کا عہد بڑا پر اسرار ہو کر رہ گیا تھا کہ اس دور میں بعض رہنما مصلح اور لیڈر نظر آنے والے ظاہر باطن میں یکساں نہیں رہے تھے۔ لباس سے آفتاب پکنا تھا لیکن دلوں میں کھوٹ پھیا ہوا تھا زبان پر قوم کی خیر خواہی اور ملت کی بہتری کے گیت تھے لیکن حقیقت میں وہ انگریزی مفادات کے محافظ ہو کر رہ گئے تھے۔ انہوں نے گندم نما جو فردش بنا پسند کر لیا تھا ملتِ اسلامیہ نے دیکھا اور اُسے دن دیکھ رہی ہے کہ :-

راہزن خضر رہ کی تباہ چین کر

رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

مقصد دوم کے تحت آپ نے ساٹھ احادیثِ مطہرہ پیش کیں، جن کی اجمالی صورت

یہ ہے :-

۱۔ انیس احادیث سے ثبوت دیا کہ موت کے بعد بھی روح اور صفات و افعال روح کو بقا حاصل رہتی ہے۔

۲۔ دو حدیثیں اس امر پر دلالت کرنے والی کہ احیاء نے اہل قبور سے حیا کی۔

۳۔ چار احادیث ایسی کہ زندوں کے آنے، پاس بیٹھنے سے اہل قبور کا جی بہلتا ہے۔

۴۔ آٹھ احادیث اس امر پر دال کہ زندوں کی بے اعتدالی سے مردوں کو اذیت پہنچتی ہے۔

۵۔ تیرہ احادیث سے ثابت کیا کہ زیارت کرنے والوں کو اہل قبور پہچانتے، ان کا سلام کلام سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ زندوں کے جو توں کی آہٹ تک سنتے ہیں۔

۶۔ چھ احادیث ایسی جن میں کفار مقتولین بدر سے کلام کرنا اور ان کا سنا مقرر ہے۔

۷۔ چکر احادیث متعلقہ تلقین میت پیش فرمائیں۔







- ۲۔ پانچ اقوال اس بارے میں کہ بعد وصال بھی اولیاء کی کلماتیں باقی رہتی ہیں۔
- ۳۔ پندہا اقوال ایسے کہ اولیاء اللہ بعد وصال بھی تصرف فرماتے ہیں۔
- ۴۔ چوتھائی اقوال اس بارے میں کہ رحلت کے بعد بھی اولیائے کرام نزدیک دود سے مدد کرتے ہیں۔
- ۵۔ یالیس اقوال میں اس امر کی تصریح کہ بوقت حاجت اولیاء کو پکارنا، اُن سے مدد چاہنا جائز ہے۔
- ۶۔ تیرہ اقوال اس سلسلے میں کہ حضرات اولیاء کو بعد وصال بھی دیکھنے سنتے میں نزدیک مدد کیل ہے۔

مجدد مائتہ حاضرہ، امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کا وہ حق ادا کیا کہ منکرین دغاغین کے سامنے دُرستے آگئے۔ ایک یہ کہ جواب دے کر اپنی بگڑی بناتے لیکن اس کی گنجائش باقی نہ رہی۔ دوسرا یہ کہ باطل سے عدول کرتے ہوئے حق کو قبول کر لیتے لیکن جملہ فرقہ سازوں، تنقہ پردازوں کو ہمیشہ راہ ہدایت پر آنے سے چڑ رہی ہے، ہاں اہل حق کو الٹا بدنام کرنے پر ہمیشہ کمر بستہ رہے ہیں۔ پس منکرین دغاغین نے مذکورہ دونوں کے علاوہ ایک تیسرا راستہ ایجاد کیا یعنی ہیرا پھیری کی دکان کھول لی تاکہ جہلا میں بھرم رہے اپنل کے نزدیک اسی طرح دھرم رہے۔ علم و فضل کی ساکھ رکھنے کی خاطر متقرین بلکہ گاہ البیہ کے انکار کرامات و قطع کلمات کی خاطر تفہیم المسائل جیسی بھونڈی کاوش دکھائی مائتہ مسائل احمد سراج الایمان وغیرہ کا دامن تصادم کر سنا یہیں کو اپنے لیے ڈھل بنا نا شروع کر دیا۔ مجدد دین و ملت، امام اہلسنت قدس سرہ نے اُن کی اس کلر گزاری کو دیکھا تو ۱۳۶ھ ۱۸۹۷ء میں حیات الموات کا تہمہ الوفاق المبین بین سماع الدین و جواب الیقین کے تاریخی نام سے لکھا۔ میدان تحقیق میں قدم رکھتے ہوئے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی کہ۔

حضرات منکرین کی غایت سچی وقلم مایہ ناس باب میں جو کچھ ہے وہ یہی مسئلہ یہیں ہے جسے دکھا کر حوام بلکہ کم علموں کو متزلزل کر دیتا تھا کیا چاہتے ہیں۔



مائے مسائل میں کافی شرح دانی و فتح القدر و کفایہ حواشی ہدایہ دینی شرح کفر سے طولانی عبارتیں کچھ قطع و برید کچھ بیگانہ مزید پر مشتمل نقل کیں کہ عوام بڑی بڑی عبارات عربیہ دیکھ کر ڈر جائیں اور اگر سماع موتی سے منکر نہ ہوں تو لا اقل تردد کر جائیں۔ مگر بحمد اللہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب نسی طبع کا ہی ہے ورنہ وہ عبارات اور اسان جیسی سویا ہزار جتنی اور ہوں، انہ ہمیں معجزہ منکرین کو مفید نہ اہستہ و جماعت کا اجماعی مسئلہ جو لغویں میں مرکبہ احادیث مجبوحہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت، کسی مشکک کی تشکیکات بے معنی سے متزلزل ہو سکے۔ فقیر غفر اللہ المولیٰ للقدر یہ اس کی تحقیق و تنقیح میں بھی کلمات چند نافع و سودمند گزارش کرے کہ باذنہ تعالیٰ موافق کو ثبات و استقامت، مخالف منصف کو رشاد و ندامت، امکار بہ متعسف کو وبال و عزامت دیں۔

ناضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ یحییٰ پر میدان تحقیق میں قدم رکھا تو پانچ مقدمات بآئہ دلائل اذ بحسب شواہد سے ثابت کیا کہ جن مشائخ سے اس بارے میں نقل منقول وہ بدن موتی کے سماع کے انکار پر محمول ہے ورنہ مذہب اہلسنت کی تعلیم لازم آتی ہے مائے مسائل نے معتزلہ کا مذہب خود یوں نقل کیا کہ میت جمادات لیکن چک پھیری کے خود بھی یوں معتزلہ کی تعلیم برداری کی کہ: "ہر چند در میت حیات نیست مگر جائزست کہ خداے تعالیٰ در ان نوعی لذت حیات بقدر ادراک الہم عذاب و لذت تنعم عند الایلام والتعذیب پیدا کند و ان مستور سماع نیست۔" آپ نے اس اعتزال پسندی کے جملہ فرعونہ دلائل کا رد بلیغ فرمایا اور ثبات کر دکھایا کہ مذہب اہلسنت ہما اس مسئلے میں بھی کتاب دست اہل اجماع و قیاس کے عین مطابق ہے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین دلت قدس سرہ نے داد تحقیق دینے کے بعد حدودہ تنزل فرماتے ہوئے مضاحت کی کہ اگر منکرین کے دلائل کو تھوڑی دیر کے لیے قابل اہتجاج تسلیم کر ہی لیا جائے تو اس صورت میں فریقین کے دلائل کی تطبیق لازم آئے گا اور ثابت کیا کہ اس مرحلے پر بھی دلائل اہلسنت کو دش و جہ سے واضح ترجیح حاصل ہے۔



غرضیکہ سنیہ میں پر بھی تحقیق کے وہ دریا بہائے کہ مبتدعین قدیم و جدید اور دشمنانِ ادلیا کے مزعمہ دلائل کے سارے تار پود بکھر کر کھا دے۔ منکر بن سماع موتی کی اس سرمایہ ملت کے نگہبان نے یوں زبان بندی کی کہ تحقیق کے میدان میں ذرا بھی بولنے کی گنجائش باقی نہ چھوڑی آپ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا مجددانہ اندازہ میں فریضہ ادا کرتے کے بعد تحدیثِ نعمت کے طور پر یوں اعلانِ حق فرمایا ہے۔

جوابِ انصاف بے اعتساف اسے دیکھے گا اللہ اللہ تعالیٰ بہ دل صاف شہادت دے گا کہ مسئلہ بین آج حل ہوا۔ جسے مخالف موافق سمجھا کرتے تھے، اُس کا عقد آج نخل ہوا۔ جن کلمات کو مخالف اپنی دلیل بنایا کرتے اب وہ مکملے خود انہیں کو زلیل بنائیں گے۔ جن اقوال کو موافقین محتاجِ جواب سمجھے اب انہیں کو اپنی دلیل بنائیں گے اور اس کے ساتھ بغضِ تعالیٰ تفسیم المسائل کی ساری بالا خواتین بھی بچی پڑیں۔ صبحِ سنتِ شرقِ حق سے چمکی، باطل کی ظلمتیں دھواں بن کر اڑیں۔“

راقم الحروف نے اپنی علمی بے مائیگی کے باوجود چودھویں صدی کے مجددِ حق اور اُن کی مایہ ناز تصنیفِ حیاتِ الموات کے بارے میں چند ٹوٹے پھوٹے تعدادِ فی کلمات اس لیے پیش کیے ہیں تاکہ اُس مردِ حق آگاہ سے عقیدت رکھنے والے اپنے موجودہ علمائے کلام کو یہ دعوتِ غمخوار دے سکوں کہ اس پر فتنِ دور میں جب کہ باطل کا سیلاب مختلف خوشنامہ گروں میں چاروں طرف سے اُٹھتا اور بڑھتا چلا آ رہا ہے، جس نے اہل حق کو ہر جانب سے پوری طرح اپنے زعمے میں لیا ہوا ہے اور اُن کی ایمان جیسی متاعِ عزیز کو خس و خاشاک کی طرح بہا کرے جانے پر تلا ہوا ہے، تو ایسے نامساعد حالات میں آپ حضرات نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی کارنامے کو سامنے رکھ کر کہاں تک اُن کے عقیدت مندِ بے پردہ کار ہونے اور اپنا فریضہ ادا کرنے کی کوشش فرمائی ہے؟ — انہوں نے تو حق کی حمایت اور باطل کی تردید میں سنیکڑوں تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن آپ نے؟ — انہوں نے مبتدعین کے



اتنے سارے سرگرد ہوں اور سرخسوں کو تلخی میدان سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔  
لیکن آپ حضرات نے؟ — یہ خود سوچیے اور اس میدان میں اگر کسی کوتاہی کا آپ  
حضرات کو احساس ہوا جائے تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (القدس ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء)  
اور مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارناموں کو  
مشعل راہ بنا کر سرمایہ ملت کی نگہبانی کا فریضہ اپنے منصب کے مطابق ادا کیجیے۔ مقدس  
اسلام آج بھی آپ سے مطالبہ کر رہا ہے۔

بزرگانِ سیہ کردی ہزاروں رخنہ در دینم  
بیا کر چشمِ بیمارت ہزاروں زخمِ پرچینم  
خدائے ذوالمنہم سب کو اپنا اپنا فرض پہچاننے اور اسے ادا کرنے کی توفیق مرحمت  
فرمائے۔ آمین۔ یا اَللّٰهُ الْعَلِیْمُ بِجَہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔  
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تَبَّ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ  
الرَّحِیْمُ۔ وَ صَلِّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدَتِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ  
وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

گدائے درادلیاں:۔ محمد عبدالحکیم خان اختر  
مجددی، منطہری، شاہجہانپوری  
دارالمصنفین لاہور

۱۶ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ  
۱۲ جون ۱۹۷۹ء





## ابتدائیہ

الحمد لله الذي خلق الانسان : علمه البيان : واعطاه سماعا وبصيرا  
وعلمًا قرآن : وجعله مظهر الصفات الرحمن : ولم يجعله معدومًا  
بفناء الابدان والصلوة والسلام الاتمان الاكملان : على السميع البصير  
العليم الخبير الملك المستعان : المولى الكريم الرؤوف الرحيم العظيم  
الشان : سيدنا ومولانا محمد النافذ حكمه في عوالم الامكان :  
وعلى اله وصحبه وابناء الغوث الباهر السلطان : الهى المنعم في  
القابر المكرم بفضل المنان واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك  
له شهادة ينجي بها وجه الديان : واشهد ان محمدا عبده ورسوله  
شهادة توردنا موارد الرضوان : فضلى الله وسلم وبارك وانعم على  
هذا الحبيب القريب المتبجى البعيد المرتقى الرفيع المكنان : وعلى  
اله وصحبه وعياله وحزبه اولى العلم والعرفان : وعلينا معهم  
بهم ولهم يا جليل الاحسان : وجميل الامتنان آمين آمين اله الحق  
آمين

اما بعد یہ معدود سطر میں یا منضود سلکین تنقح مسئلہ علم و سماع موتی و طلب  
دعا بمشاہد اولیاء میں جنہیں افقر الفقرا احقر الورع عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی  
حنفی قادری برکاتی بریلوی اصلحہ اللہ عملہ وحق املہ لے اوائل ماہ رجب ۱۳۵۲ ہجریہ  
کی چند تارہ بخوں میں رنگ تحریر کیا اور بلحاظ تاریخ حیاتہ الموات فی بیان  
سماع الاموات ۱۳۵۲ھ سے مسمی کیا اس سے پہلے کہ فقیر غفرلہ نے چند کلمے مسمی بہ



الاهلال بغیض الاولیاء الوصال جمع کیجئے ان کے اکثر مطالب و مضامین  
 بھی اس رسالہ کے بعض انواع و فصول میں مندرج ہوئے اب یہ مجالہ نہ صرف علم و سماع  
 میری کاثبوت دے گا بلکہ بھول اللہ تعالیٰ خوب واضح کرے گا کہ حضرات اولیا بعد  
 الوصال زندہ اور ان کے تصرف و کرامات پائندہ اور ان کے فیض بدستور جاری اور  
 ہم غلاموں خادموں مجتہدوں مقتدوں کے ساتھ وہی امداد و اعانت و یاری۔ والحمد  
 لله القدیر الباری۔

یہ رسالہ حق سے متصل باطل سے منفصل مقدمہ و سہ مقصد و خاتمہ پر مشتمل و حسبنا اللہ  
 و نعم الوکیل ہو مولانا و علیہ التعویل۔





## مقدمہ

باعث تالیف میں مبلغ جمادی الاخرہ ۱۳۵۵ھ کو ایک مسئلہ بغرض تصدیق و اظہار  
ادعاے طلب تحقیق فقیر کے پاس آیا صورت سوال یہ تھی:-

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چہ میفرماید علمای دین و مفتیان شرح متین دریں  
باب کہ ایک بزرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا اس وقت  
یہ علمذبان سے نکلا کہ اے بزرگ برگزیدہ درگاہ کبریائی آپ الشریاک سے  
میرے واسطے دعا کیجئے کہ حاجت میری فلانی بمائے کیونکہ آپ  
بزرگ ہیں بطیفیل رسول مقبول واسطے اللہ کے حاجت برآورے بعد کو  
کچھ فاتحہ و درود شریف پڑھا اور پیشتر میں پڑھالیوں مزار گاہ میں جانا  
اور دعا مانگنا اور زیارت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ زیادہ والسلام  
فقط انتہی بلفظہ“

اس پر بعض اجلہ مخادیم کا جواب مقررین بہرودستخط جناب تھا جس میں صاف  
صاف صورت مذکورہ کو شرک اور ادنیٰ درجہ شائبہ شرک قرار دیا اور دلیل میں ایک  
نئے طور پر اصحاب قبور کے انکار سماع بلکہ استحالہ و امتناع سے کام لیا۔  
تحریر شریف یہ ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس میں شک نہیں کہ زیارت قبور مومنین  
خاصۃً بزرگان دین اور پڑھنا درود شریف اور سورہ فاتحہ وغیرہ کا  
اور ثواب خیرات اموات کو بخشنا مندوب و مستنون ہے جس پر حدیث  
شریف جناب ستیلا تعلقین صلی اللہ علیہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارۃ  
القبور فزودوها نصی صریح ناطق لیکن بزرگان اہل قبور کو خطاب طلب

صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ۔



دعائے حاجت دوائی خود کرنا خالی از شائبہ و شبہہ شرک نہیں کیونکہ جب درمیان  
 زاثر اور مقبور کے مجب عیدہ سمع و بصر حائل تو سماع اصوات اور  
 بصارت صور محال اگرچہ بعض اموات کو توجہ قطع تعلق از مادہ زیادت  
 ادراک بھی حاصل ہو لیکن یہ مستلزم اس کو نہیں کہ بلا توجہ خاص جس کا  
 انکشاف حال خارج از علم زاثر اور بخیر اختیار پروردگار عالم ہے بروقت  
 دعا زاثر کے وہ بزرگ اس کی دعا کو سن لیں جب زاثر بلا حصول علم مرکب  
 سوال کا ہے تو گویا سائل نے اہل قبر کو سمیع و بصیر علی الاطلاق قرار دیا  
 ہے اور نہیں ہے یہ اعتقاد مگر شرک اور لادنی درجہ شائبہ و شبہہ شرک تو  
 بالضرور ہوا جس سے احتراز واجب لازم و واجب فرقان حمید میں  
 بمقامات متعددہ اس کا بیان تبصریح تام موجود ازاں جملہ ہے سورہ

۱۔ عجیب لطیف غیبی اقوال دلائل التوفیق۔ ذی علم اگرچہ تعزیش کریں پھر بھی سخن حق ان کے کلام میں اپنی جھلک  
 دکھائی جاتا ہے۔ یہ بوجہ مولوی صاحب نے ایسے فرمائے جس نے مذہب حق کی وجہ بوجہ ظاہر کر دی۔ میں عرض کروں جب  
 زیارت ادراک کی وجہ طائف مادی کا انقطاع ہے تو نہ مادی ہریت کو حاصل کہ موت خود اسی قطع تعلق مادی کا نام ہے تو  
 بعض اموات کی تخصیص محض بے وجہ، بلکہ تمام اموات کو حاصل ہونا چاہیے اور بے شک ایسا ہے اسی سے اکابر محققین  
 تصریح فرماتے ہیں کہ موت کے بعد کا ادراک بہ نسبت ادراک حیات کے صاف تر اور مدہش تر ہے مقصد اخیر میں اسکی  
 بعض تصریحیں آئیں گی۔ زیادہ نہیں تو نوع دوم مقصد سوم، مقال چہارم میں شاہ عبدالعزیز خطاب ہی کا قول ملاحظہ فرمائے نہ  
 ۲۔ مولوی صاحب اس کلام سے شاہ عبدالعزیز صاحب کے اس قول کی طرف مشیرین جس کا  
 ایک پارہ نوع ۲ مقصد ۳ مقال ۱۶ میں مذکور ہو گا اور تتمہ جس نے آدمی وہا بیت کا کام تمام کر دیا عنقریب  
 سوال ۱۵ میں آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں شاہ صاحب نے بے شائبہ شبہہ مانا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 بعض اولیاء کرام کے ملائکہ کو ایسی وسعت دیتا ہے مولوی صاحب کے لفظ یہاں ایسے واقع ہوئے جو  
 انکار و اقرار دونوں کا پہلو دیں خیر اگر شاہ صاحب کو اس قول میں خالی پائیں اور اپنی  
 اگرچہ کما سعت یا فرض ہی پر معمول رکھیں تاہم میں مضر نہیں نہ آپ کے کلام کی اصلاح کر سکتا  
 ہے کما سنری ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ۔



یوسف میں و ما یومن اکثرهم باللہ الا وہم مشرکون اور حدیث شریف میں ہے  
 من حلف بغیر اللہ فقد اشرك اور اس حرمت کا سبب سوائے  
 اس کے نہیں کہ حالف کی اس قسم غیر خدا سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے  
 عقیدے میں غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رسان جانتا ہے جو معنی شرک  
 ہے واللہ اعلم۔ مہر شریف

اس جواب کو دیکھ کر زیادہ تر حیرت یہ ہوئی کہ مولوی صاحب کی کوئی تحریر ان  
 خلافت محدثین آج تک نظر سے نہ گزری تھی۔ گمان یوں تھا کہ قصداً احتراز فرماتے  
 ہیں بلکہ غلو منکرین کو خود بھی لائق انکار ٹھہراتے ہیں۔ طرفہ تریہ کہ پہلی بسم اللہ قلم کو  
 اذن رقم ملا تو یوں کہ طرز ارشاد فریقین کے مضاد پھر سراپا نامی تقریب و ناکامی  
 مدعا و اجنبیت دلیل و بے تعلقی دعویٰ سے اگرچہ حضرات نجدیہ کا قدیمی دستور مگر فضیلت  
 سے بغایت دور فقیر کو بعض وجوہ سے مولوی صاحب کی رعایت ایک حد تک منظور  
 و لہذا ان سطور میں نام نامی مستور و نامستور مگر اظہار حق بنص قرآن ضرور اور حدیث  
 صحیح میں الدین النصیح لکل مسلم ماثور میرا قصد تھا کہ اس مسئلے میں تحقیق بالغ و  
 نتیجہ باز غ سے کام لوں اس تفصیل جامع و تحریر جامع سے اختتام دوں کہ براہین اثبات  
 کا حصروانی ہو انہماقی ثبوتات کا احاطہ کافی ہو مگر جب دیکھا کہ خود جواب جناب  
 مذہب منکرین سے منزلوں دور اور اکثر اہام جو اُدھر سے پیش ہوتے ہیں آپ ہی  
 کی تحریر سے بہاء منشور تو مجھے بہت کفایت مونس و کمی مشقت ہوئی اور آخر  
 رائے اس پر ٹھہری کہ بالفعل جناب کی تقریر خاص پر جو اعتراضات میرے ذہن  
 میں ہیں گزارش کر کے چنداثر و احادیث و اقوال علمائے قدیم و حدیث و نبذ سے  
 بحث اصل مدعا یعنی ارواح طیبہ سے طلب دعا اور بعد وصال ان کا فیض و نوال  
 لکھ کر ختم کلام کروں اور بقیہ تحقیقات باہرہ و تدقیقات قاہرہ جو بحمد اللہ حاضر  
 خاطر بندہ قاصر ہیں انہیں بشرط جواب مولوی صاحب دور آئندہ پر محمول رکھوں

لہذا اس رسالہ کا پہلا ہی نسخہ رجب ۱۳۸۷ھ میں مولوی صاحب کی خدمت (باقی برصغیر آئندہ)



با ایں ہمہ یہ مختصر رسالہ ان شاء اللہ تعالیٰ ثابت کر دے گا کہ مولوی صاحب کی یہ  
چند سطرے تحریر اور اس پر مع ان کے اصل مذہب کے چار سو وجہ سے نار و گیر  
واللہ المعین بہ المستعین۔



(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ) حاضر کر دیا گیا مدتوں عزم جواب کا جوش رہا مگر پھر صدائے برخواست  
یہاں تک کہ شوال ۱۳۱۲ھ میں مولوی صاحب نے انتقال کیا اب ان کو خود ہی معلوم ہو گیا  
ہو گا کہ مردے دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں یا مرکز پتھر ہو جلتے ہیں۔ ۱۲ منہ سلطان احمد خان  
غفر لہ۔

۱۵ اصل مذہب سے کبرائے مذہب مولوی صاحب کی تصریح مراد ہے۔ کہ  
میت جماد ہے۔ ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔



# کَمَقْصِدِ الْاَوَّلِ

فِي الْاِعْتِرَاضَاتِ فِي زَاوِيَةِ التَّحْقِيقِ

اور اس میں دو نوعیں ہیں۔

نوع اول:

اعتراضات مقصودہ میں۔ شاید مولوی صاحب نام اعتراض سے ناراض ہوں  
لہذا مناسب کہ پیرایہ سوال میں اعتراض ہوں فاقول وباللہ التوفیق وتبہ الوصول  
الی ذری التحقیق۔

سوال ۱۔ جناب نے قبر کی مٹی حائل دیکھ کر آواز سننی صورت دیکھنی محال  
کھڑائی اس مراد محال عقلی یا شرعی یا عادی بر تقدیر اول کاش کوئی برہان قاطع اس  
کے استحالة پر قائم فرمائی ہوتی میں پوچھتا ہوں اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ یہ حائل مانع  
احساس نہ ہو اگر کیسے نہ تو ان اللہ علیٰ ہل شیء قدیر کا کیا جواب اور فرمائیے ہاں  
تو استحالة کہاں بر تقدیر ثانی آیات قرآنیہ یا احادیث صحیحہ سے ثابت کیجئے کہ جب تک  
یہ حائل و حجاب رہیں گے ابصار و سماع نہ ہو سکیں گے الفاظ شریفہ ملحوظ خاطر ہیں  
بر تقدیر ثالث عادت اہل دنیا مراد یا عادت اہل برزخ در صورت اول کیا دلیل  
ہے کہ مانع دنیوی عائق برزخ بھی ہے کیا جناب کے نزدیک برزخ دنیا کا ایک  
رنگ ہے اہل دنیا ملائکہ کو نہیں دیکھتے مگر بطور خرق عادت اور برزخ والے  
عموماً دیکھتے ہیں حتیٰ کہ کفار بھی احادیث نکیرین چھپنے کی چیز نہیں۔ در صورت دوم  
جناب نے یہ عادت اہل برزخ کیونکر جانی ہوات نے تو اگر بیان ہی نہ کیا اور  
طریقے سے علم ہوا تو ارشاد ہو اور مامول کہ دعویٰ بتمامہ ازیرہ لحاظ ہے۔

سوال (۲)۔ اسی تشقیق سے احادیث الشفین الاولین مراد تو آپ ہی کا آخر کلام

اس کا اول براد کہ محال عقلی صلح تعلق اذن نہیں اور محال شرعی سے ہرگز اذن متعلق



نہ ہو گا و برشق ثالث اس کا اعتقاد ممکن کا اعتقاد کہ ہر محال عادی ممکن عقلی ہے اور شرک اعظم محالات عقلیہ کا اعتقاد تو اعتقاد ممکن عقلی کا شرک ہونا محال عقلی بتین الفساد و بعد ازاں دوسری اور صحت و اجلی جناب کی پچھلی عبارت صاف گواہ کہ بعض اموات کو ایسی زیادت ادراک عطا ہوتی ہے کہ وہ توجہ خاص کریں تو باذن اللہ دلائل زائرہ سن سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ قادر ہے یا نہیں کہ یہ قوت انہیں ہر وقت کے لیے بخشے بر تقدیر انکار سخت مشکل افعینا بالحق الاول۔ در صورت اقرار میت یہ وصف طے سے خدا کا شریک ہو گیا یا نہیں میں جانتا ہوں ہاں نہ کہیے گا اور جب نہ کی ٹھہری تو میں عرض کروں وہ وصف جس کے ثبوت سے خدا کی شرکت لازم نہ آئی اس کے اثبات سے خدا کا شریک کرنا کیونکر قرار پایا اور جس کی حقیقت شرک نہیں اس کا گویا شاہد کیونکر ہوا۔

سوال (۳) کیا آدمی اسی کام کو اپنے لیے حلال جانے جس کے بکار آمد ہونے پر یقین رکھتا ہو باقی کو حرام سمجھے یا صرف امید کافی اگرچہ علم نہ ہو۔ در صورت اول واجب کہ نماز روزہ و تمام اعمال حسنہ کو حرام جانیں کہ وہ بے قبول بکار آمد نہیں اور ہم میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اعمال قطعاً مقبول در صورت ثانیہ جب آپ کے نزدیک بھی بعض اکابر کا ایسا قوی الادراک ہوتا مسلم کہ بتوجہ خاص باذن اللہ دلائل زائرہ سن لیں تو وہاں کرم الہی سے ہر وقت امید و توقع موجود کہ سننے کا علم نہیں تو نہ سننے پر بھی جزم نہیں پھر کلام کیونکر ناروا ہو سکتا ہے جناب کو اپنا اطلاق حکم ملحوظ خاطر عاظر ہے۔

سوال (۴) یہ تو ظاہر کہ سائل جن کے دروازوں پر سوال کرتے ہیں وہ ہر وقت فراخ دست نہیں ہوتے اب ان سائلوں کو حضرت کے اعتقاد میں ہر

۱۔ اگر تسلیم تحقیقی ہے تو امر ظاہر اور بطور تعجیب و تقدیر ہے تو ہی عرض کیا جاتا ہے کہ یہ صورت مان کر پھر اس کلام کی کیا گنجائش ہے یہ نکتہ محفوظ رہنا چاہیے۔ ۱۲ منہ۔



شخص کے حال خانہ پر اطلاع و وقوف ہے یا نہیں۔ اگر کیے ہاں تو جس طرح جناب کے نزدیک زائر بیچاروں نے حضرات اولیا کو سمیع و بصیر علی الاطلاق مانا یونہی آپ نے ان بھیک مانگنے والوں جو گیوں سادھوؤں کو علیم و خیر علی الاطلاق جانا والیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔ اور اگر فرمائیے نہ تو جبکہ سائل بلا حصول علم مرتکب سوال ہوتے ہیں آپ کے طور پر گویا اہل بیوت کو معطلی و تقدیر علی الاطلاق قرار دیتے ہیں یا نہیں بر تقدیر اول واجب ہوا کہ سوال شرک نہ ہو تو ادنیٰ درجہ شائبہ و شبہ شرک ضرور ہو حالانکہ بہت اکابر اولیا و علمائے وقت حاجت اس پر اقدام فرمایا ہے۔ حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ العزیز جن کی عظمت عرفان و جلالت شان آفتاب نیروز سے اظہر من گامۃ فاقہ ہاتھ پھیلاتے اور شیاؤں سے فرماتے یونہی سید الطائفہ جنید بغدادی کے استاذ حضرت ابو حفص صداد و حضرت ابراہیم ادم و امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے وقت ضرورت شرعیہ سوال منقول نقل کل ذلك العلامة المناوی فی التیسیر<sup>۱</sup> کتب فقہیہ شاہد عدل کہ بعض صورتیں علمائے کرام نے سوال فرض بتایا ہے معاذ اللہ یہ آپ کے طور پر شرک یا شائبہ شرک کا فرض ہونا ہوگا بر تقدیر ثانی زائر بیچارہ بلا حصول علم سوال کرنے پر کیوں اُن الفاظ کا مصداق ہوا۔

سوال (۵) جو شخص ایک جگہ خاص پر ہو کہ وہاں جا کر جس وقت بات کیجئے سن لے اس قدر سے اسے سمیع علی الاطلاق کہا جائے گا یا نہیں اگر کیے ہاں تو اپنے نفس نفیس کو سمیع علی الاطلاق مانے ہم نے تو ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ دولتخانہ پر جا کر جب کسی نے بات کی ہے آپ کے کان تک پہنچی ہے اور فرمائیے نہ تو

۱۔ تشبیہ مقصود بالذات ہے کہ یہ سوال نقض اجمالی ہے در نہ ہمارے نزدیک نہ صرف اتنا علم و خبر مطلق نہ فقط اتنا سمیع و بصیر مطلق ۱۲ منہ

۲۔ تحت قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سأل من غیر فقر فکانما یا کل الحجر ۱۲ منہ۔



مزار پر جا کر کلام کرنے سے سمیع علی الاطلاق جانتا کیونکہ سمجھا گیا۔

سوال (۶)۔ زمانہ وجود مخاطب کے استغراق از منہ باوصف مخصوص مکان کو جناب نے مثبت سمیع علی الاطلاق ٹھہرایا تو استغراق از منہ وجود امکانہ دنیا بدرجہ اولیٰ موجب ہو گا اب کیا جواب ہے اس حدیث سے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی و عقیلی و ابن النہار و ابن عساکر و ابوالقاسم اصہبانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:-

ان الله تعالى ملكا اعطاه اسماع  
الخلاق زهد الطبراني كلها قائم على  
قبري نادالي يوم القيمة، فما من  
احد يصلي على صلوة الا  
ابلغنيها۔

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے  
جسے خدا نے تمام جہان کی بات سن لیں  
عطا کی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر  
حاضر ہے جو مجھ پر درود بھیجتا  
ہے۔ یہ مجھ سے عرض کرتا ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ عبدالرؤف شرح جامع صغیر میں  
اسکا اسماع الخلاق کی شرح میں یوں فرماتے ہیں:-

ای قونہ یقتدر بها علی سماع  
ما یناطق به کل مخلوق من  
النس وجن وغیرہما (نراد النادی)  
فی ای موضع کان۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی  
قوت دی ہے کہ انسان جن وغیرہما  
تمام مخلوق النبی کی زبان سے جو کچھ نکلے  
اسے سب کے سینے کی طاقت ہے  
چاہے کہیں کی آواز ہو۔

اور دہلی نے سند الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اکثر الصلوة علی فان الله  
تعالیٰ وکل لی ملکاً عند قبری

مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالیٰ نے  
میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین



فأذا صلى على رجل من امتي قال      فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا حجہ پر درود  
لی ذلک الملك یا محمد      بھیجتا ہے وہ مجھ سے عرض کرتا ہے  
ان فلان بن فلان یصلی      یا رسول اللہ فلان بن فلان نے بھی ابھی  
علیک الساعۃ -      حضور پر درود بھیجی ہے۔

اللهم صل وبارک علی هذا الجیب المجتبی والشفیع المرتجی وعلی  
الد و صحابہ و اولیاء امتہ و علمائہ ملتہ اجمعین صلوة تدوم بدارک و  
تبقى ببقائک کما هو اهل لہ و کما انت اهل لہ امین امین المالحق امین  
جان میدہم در آرزوای قاصداً آخر بازہ گو  
در مجلس آن نازنین حریختے گرانہ ما میرود

بھلا ارشاد ہوا اولیاء کرام تو خاص حاضران مزار کی بات سننے پر سمیع علی الاطلاق  
ہوئے جاتے ہیں یہ بندہ خدا کہ بارگاہ عرش جاہ سلطانی صلوات اللہ وسلامہ علیہ  
سے جلا نہیں ہوتا اور وہیں کھڑے کھڑے ایک وقت میں شرقاً و غرباً جنوباً و شمالاً  
تمام دنیا کی آوازیں سنتا ہے اُسے کیا قرار دیا جائے گا۔ آپ کو تو کیا کہوں مگر ان  
نجدی شرک فروشوں نے نہ خدا کی قدرت دیکھی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کیا کیا عطا  
فرما سکتا ہے نہ اس کی عظمت صفات سمجھی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر شرک کا ماتھا  
ٹھکتا ہے ما قدر واللہ حق قد دہ

سوال (۷)۔ کیا بات سننے کے لیے صورت دیکھنی بھی ضرور جب تو واجب  
کہ تمام اندھے بہرے ہوں اور فرشتہ مذکور آپ کے طور پر بصیر علی الاطلاق  
بلکہ اس سے بھی کچھ زائد ورنہ فقط خطاب کرنے سے بصیر ماننا کیونکہ مفہوم  
ہوا عموم و اطلاق تو بالائے طاق۔

سوال (۸)۔ بفرض لزوم سماع کلام کو مطلق بصردہ کار جو روایت مخاطب  
سے حاصل یا بصر مطلق علی الاول ملازم مت باطل و علی الثانی لازم کہ تمام مخلوق الہی  
بہری اور کسی بات کا سننا کسی غیر خدا کے لیے ماننا مطلقاً مستلزم شرک



ہو تو سب مشرک ہیں یا ہر ذی سمع بصیر علی الاطلاق تو آفت اشد ہے۔  
والعیاذ باللہ۔

سوال (۹)۔ ان اولیاء کی زیادت ادراک اگر اسے مستلزم نہیں کہ ہر کلام زائے سن لیں تو اسے بھی نہیں کہ سب کو نہ سنیں آپ خود عدم استلزام فرماتے ہیں نہ استلزام عدم تو دونوں صورت میں محتمل ہیں پھر ایک امر محتمل پر جزم شرک کیونکر جو سکتا ہے۔ غایت یہ کہ بے دلیل ہو تو غلط سہی کیا ہر غلط بات شرک ہوتی ہے۔

سوال (۱۰) مجھے نہیں معلوم کہ قرآن عظیم میں ایک جگہ بھی بیان فرمایا ہو کہ مزارات پر جا کر کلام و خطاب کرنا شرک یا حرام ہے یا اتنا ہی ارشاد ہوا ہو جو ایسا کرتا ہے گویا اصحاب قبولہ کو صیغ یا بصیر علی الاطلاق ماننا ہے اور حضرت کی صحت استدلال انہیں امور پر مبنی آپ فرماتے ہیں فرقان حمید میں بمقامات متعددہ اس کا بیان تبصریح تام موجود ہیں مقامات متعددہ کی تکلیف نہیں دیتا ایک ہی آیت فرما دیجئے جس میں صاف صاف مضمون مذکور مزبور ہو۔ بینوا تو جروا۔

سوال (۱۱) سورۃ یوسف کی آیہ کریمہ کہ تلاوت فرمائی اس کا ترجمہ و مطلب میں کیوں عرض کروں مولوی اسماعیل سے سنئے تقویۃ الایمان میں لکھا:۔  
”نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سودہ مشرک میں گرفتار ہیں انتہی“

خدا را اس میں مزارات اولیا پر جانے یا ان سے کلام و خطاب کرنے کا کون ماحول ہے استغفر اللہ نام کو جو بھی نہیں تصریح تام تو بڑی چیز ہے پھر اس آیت نے جناب کا کونسا دعویٰ ثابت کیا یا حضار مزار کو کیا الزام دیا اگر ایسے ہی بے علاقہ مستند کا نام تصریح تام تو ہر شخص اپنے دعوے پر قرآن عظیم کی آیت پیش کر سکتا ہے مثلاً فلسفی کہے تو بیسوط عقول حق ہے ورنہ لازم آئے کہ تمام اشیائے متکثرہ اس

آیت سے روایہ کا استدلال محض جہاں شہد



واحد حقیقی سے بالذات صادر ہوئی ہوں اور یہ خدا کے عزوجل پر افترا خان الواحد لا یصدر عنه الا الواحد اور اللہ تعالیٰ پر افترا احرام قطعی قرآن حمید میں بمقامات متعدده اس کا بیان تبصریح تام موجود از انجملہ ہے سورۃ انعام میں ان الذین یفتنون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۵ یا نصرانی کہے انکار تثلیث آیت انجیل حرف سے ثابت اور آیت الہیہ کی تکذیب موجب عذاب شدید فرقان حمید میں بمقامات متعدده اس کا بیان تبصریح تام موجود از انجملہ ہے سورہ عنکبوت میں وما یجحد بآیتنا الا الظالمون ارشاد فرماتے کیا ان تقریبہ صل سے ان کی استدلال تام ہو گئی اور ان کے جھوٹے دعوے معاذ اللہ قرآن عظیم نے ثابت کر دیے حاشا للہ واستغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - میں نہیں چاہتا کہ عیاذ باللہ فلاں وسمان کی طرح آیات الہیہ کو ان کے محل وقوع سے بیگانہ کر کے بنوہر زبان دوسری طرف پھیرا جائے ورنہ حضرات منکرین کے مقابل آئیہ کریمہ کما یدش الکفار من اصحاب القبور بہت اچھی طرح پیش ہو سکتی ہے اور وہ اس آیت کی بہ نسبت جو آپ نے تلادت کی ہزار درجہ زیادہ محل وقوع سے تعلق رکھتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اہل قبور سے کافر لوگ ناامید ہو بیٹھے۔ اب غور کر لیا جائے کہ کون لوگ اہل قبور سے امید رکھتے ہیں اور کون یاس کے ہاتھوں آس توڑے بیٹھے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون

## صنف آخر من ہذا النوع

یہاں ان اکابر خاندان عزیزی کے بعض اقوال رنگ تحریر فرمائیں گے جنہوں نے بے حصول علم ارتکاب سوال جائز رکھا اور مولوی صاحب کے طور پر شرک خالص یا ہمارے درجہ شائبہ شرک میں گرفتار ہوئے۔

سوال (۱۲) شاہ ولی اللہ تہجات میں حدیث نفس کا علاج بتاتے ہیں:-

”ہارواح طیبہ مشائخ متوجہ شود و برائے ایشان فاتحہ خواند یا بزیر آ



قبرایشان رود و از انجا انجذاب در یوزہ۔

اقول اولاً:- جناب کے نزدیک مزارات اولیاء سے بھیک مانگنے کا کیا حکم ہے  
افسوس وہاں تو ان سے دعا مانگو اننا شرک ہوا جاتا تھا۔ یہاں خود ان سے بھیک  
مانگی جاتی ہے۔

ثانیاً:- کسی سے بھیک مانگنی یونہی معقول کہ وہ اس کی غرض سنے اور اس کی  
طرف توجہ کرے ورنہ دیواروں پتھروں سے کیا بھیک مانگنا مگر آپ فرما چکے کہ توجہ  
خاص کا انکشاف حال خارج از علم زائروں بجز اختیار پروردگار عالم ہے اب جو یہ  
بھیک مانگنے والا شاہ صاحب کے حکم سے بحصول علم مرتکب سوال کا ہے اس نے  
گو یا اہل قبر کو سمیع و بصیر علی الاطلاق قرار دیا یا نہیں اور شاہ صاحب نے یہ شرک  
خالص یا شائبہ شرک تعلیم کیا یا نہیں اور ایسی چیز کا سکھانے والا کافر یا مشرک یا  
بدعتی بد مذہب ہوا یا نہیں بدعت و جرمہ ذرا۔

ثالثاً:- انہوں نے مزار پر جا کر گدائی تو چھپے بتائی پہلے گھر ہی بیٹھے ارواح  
طیبہ کی طرف توجہ کر رہے ہیں اب تو اطلاق کا بانی سر سے گزر گیا۔

سوال (۱۳) انہیں شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی ہے

آنانکہ زادناس بھیجی بستند بالچہ انوار قدم پیوستند  
فیض قدس از ہمت ایشان میجو دروازہ فیض قدس ایشان بستند

اور مکتوب شرح رباعیات میں خود اس کی شرح یوں کی:-

”یعنی توجہ بارواح طیبہ مشایخ در تہذیب روح دسر نفع بلیغ دارد“

اقول۔ کیا اچھا نفع بلیغ ہے کہ بلا حصول علم اُن کی ہمت سے فیض چاہ کر مشرک

لے شاید یہاں کوئی مختصہ ہو کہ شاہ صاحب عذر کریں کہ تمیز فاقہ مردار بھی حلال ہے

۱۲ سلطان احمد خاں غفر لہ۔

۱۳ شرک یا شائبہ شرک کی تردید یاد رہے ہر جگہ ظہار کی حاجت نہیں یہ وہی مثل ہوئی

کہ آؤ پیرد گھر کی بھی لے جاؤ ۱۲ سلطان احمد خان عفا عنہ۔

مزارات پر حاضر ہو کر بھیک مانگو

اولیاء سے فیض چاہو



ہو گئے۔

سوال (۱۴)۔ یہی شاہ صاحب قول الجلیل میں لکھتے ہیں۔ اُن کی عبارت عربی لا کر ترجمہ کروں اس سے یہی بہتر کہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری مصنف نصیحتہ المسلمین کا ترجمہ نقل کروں یہ صاحب بھی عمائد کبرائے حضرات منکرین سے ہیں شفاء العلیل میں کہتے ہیں:-

”مشایخ پختیہ نے فرمایا قبرستان میں میت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دے کر بیٹھے گیارہ بار سورۃ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو پھر کہے یا روح اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشائش و نور پائے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو اس کے دل پر آہ ملخصا۔

اقول اولاً:- اس ندا سے یا روح کا حکم ارشاد ہو۔

ثانیاً:- یہ ساثلان فیض جو بتقریر و تسلیم و اشاعت و تعلیم شاہ صاحب و مترجم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سامنے یا روح یا روح کرنے اور فیض مانگنے بیٹھے گئے آپ کے طور پر اہل قبور کو سمیع و بصیر و معطی و مفیض علی الاطلاق مان کر اور ماتن و مترجم بتاجتاکر مشرک ہوئے یا نہیں۔

سوال (۱۵)۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں وہیں جہاں انہوں نے بعض خواص اولیا کو ایسی نہیادت ادراک ملنی لکھی ہے۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:-

”اویسیان تحصیل مطلب کمالات باطنی ازانہا ینمائند وارباب

حاجات و مطالب حل مشکلات خود ازانہا میطلبند و می یابند“

کیے زیادت ادراک مسلم مگر توجہ خاص کا انکشاف حال تو خارج از علم طالب و بجز اختیار پروردگار عالم ہے پھر ایسی لوگ جو بلا حصول علم مزینکب استفادہ ہوتے ہیں کیونکہ مصداق ان لفظوں کے نہ ہوئے اور ایسی نہست کہ معاذ اللہ بذریعہ



شُرک ملتی ہے کیونکہ صحیح و مقبول ٹھہری یہی شاہ صاحب اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب سے ناقل ادبیت کی نسبت قوی اور صحیح ہے شیخ ابو علی فارمدی کو ابو الحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اور ان کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور ان کو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے اھ نقلہ البدھودی فی شفاء العلیل۔

ثانیاً:- ذرا شاہ صاحب کے پچھلے لفظ کہ اہل حاجت اپنی مشکلوں کا حل ان سے مانگتے اور پاتے ہیں ملحوظ خاطر رہیں کس دھوم دھام سے ارواح ادلیا کو حاجت روا مشکل کشا بتایا ہے واللہ کما سچ اگرچہ بڑا مانیں نا واقف مع الناس اعداء لما جھلوا ۵

غوث اعظم بن بیسرو سامان مددے  
قبلہ دین مددے کعبۂ ایمان مددے

سوال (۱۶)۔ اسی تفسیر عزیز می میں دفن کو نعمت الہی ٹھہرا کر اس کے منافع و فوائد میں لکھتے ہیں:-

”از اولیائے مدفونین انتفاع و استفادہ جاریست“

اقول:- انتفاع تک خیر تھی کہ بے قصد منتفع بھی ممکن استفادہ نے غضب کر دیا کہ وہ نہیں مگر طلب فائدہ پھر کیا اچھا نفع دفن میں نکالا کہ بندگان خدا بے حصول علم مرتکب سوال ہو کر معاذ اللہ مشرک ہوتے ہیں۔

ثانیاً:- لفظ جاریست پر لحاظ رہے کہ اس سے مراد نہیں مگر مسلمانوں میں جاری ہونا اور جو مسلمانوں میں جاری ہو گزشتہ مشرک نہیں کہ جن میں مشرک جاری ہو گزشتہ مسلمان نہیں۔

سوال (۱۷)۔ مرزا مظہر جانجانا صاحب جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکاتیب میں قیم طریقہ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات دلولیہ پر انہیں شاہ صاحب سے ان کی نسبت منقول ہند و عرب و ولایت میں ایسا متبع کتاب و سنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے اھ ملحوظاً متوجہاً یہ



مرزا صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:-

”نسبت بآجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ میرسد و فقر

را نیازی خاص بآجناب ثابت است در وقت عروض عارضہ جسمانی

توجہ بآنحضرت واقع میشود و سبب حصول شفا میگردد“

سوال (۱۸)۔ آگے فرماتے ہیں:-

”یکبار قصیدہ کہ مطلعش اینست

فرغ چشم آگاہی امیر المومنین حیدر

ز انگشت ید اللہ امیر المومنین حیدر

بجناب ایشان عرض نمودم نواز شہا فرمودند اھ

اقول اولاً:- جب جناب مرزا صاحب امراض میں بارہ گاہ مشکل کشائی کی

کی طرف توجہ کرتے تھے انہیں کیا خبر تھی کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اللہ سے

اس وقت میری طرف متوجہ ہیں یا میری طرف توجہ سے التفات فرمالیں گے۔

ثانیاً:- یونہی جب قصیدہ عرض کرنے بیٹھے کیا جانتے تھے کہ حضرت والا

اس وقت سن لیں گے تو ان سب اوقات میں بے حصول علم مرتکب عرض و توجہ

ہو کر انہوں نے جناب اسد اللہی کو سمیع و بصیر علی الاطلاق ٹھہرایا اور حضرت

کے طور پر وہ بڑا لقب پایا یا نہیں۔

ثالثاً:- مزار پر جا کر کلام و خطاب تو وہ آفت تھا مرزا صاحب جو بے حضور

مزار ہی توجہیں کرتے قصیدے سناتے ہیں۔ ان کے لیے حکم کچھ زیادہ

سخت ہوگا یا نہیں۔

رابعاً:- اس نیازی خاص پر بھی نظر ہے کہ یہ معاملہ کرے گا ان بھال

کے دہم کا جو لفظ نیاز کو خاص بجناب بے نیاز مانتے اور اسی بنا پر

فاتحہ فاتحہ حضرات اولیا کو نیاز کہنا شرک و حلام جانتے ہیں۔

خاصاً:- یہ بڑی گنہگار ش تو باقی ہی رہ گئی کہ دفع امراض کے لیے ارواح

رضی مولیٰ علی کی طرف توجہ

مولیٰ علی کی نوازش



طیبہ کی طرف توجہ استدلال بالغیر تو نہیں اور جناب کے نزدیک بھلا ایسا شخص اتباع شریعت میں یکتا و بے نظیر جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا تھا باللہ طاق سرے سے متبع سنت بلکہ از روئے ایمان تقویۃ الایمان را سائنو حد و مسلم کہا جائے گا یا نہیں۔

سوال (۱۹) شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کی نسبت کیا حکم ہے وہ بھی اس شرک عالمگیر سے محفوظ نہ رہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب قول الجلیل میں لکھتے ہیں:-

”وایضا نادب شیخنا عبدالرحیم علی روح جدہ لامہ

الشیخ رفیع الدین محمد

شفاء العلیل میں اس کا ترجمہ یوں کیا:-

”اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبدالرحیم ادب آموز نہ ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین کی روح سے اور حاشایہ فیض یوں نہ تھا کہ ازھر سے بے طلب آیا ہو بلکہ یہی جا کر قبر پر متوجہ ہوا کرتے“

خود شاہ ولی اللہ اپنے والد ماجد سے انفاس العارفین میں ناقل:-

”میسر موز تدمر ادر مبدء حال بمزار شیخ رفیع الدین الفتی پیدا

شد آنجا میر فتم و بقبر شان متوجہ میشدم الخ“

یا رب جب مولوی اسماعیل کے اساتذہ و مشائخ سب گرفتار شرک تھے یہ کہ انہیں کے خوشہ چین انہیں کے نام لیوا ان کے مداح ان کے مقلد کیونکر مومن موصد

رہے و حسن نبات اکا رض من کوم البذر

## صنفِ آخر من ہذا النوع

اس میں وہ سوالات مذکور ہوں گے جو مولوی صاحب کے استدلال



دوم یعنی تمک بحدیث من حلف الخ سے متعلق ہیں۔

سوال (۲۰) حدیث من حلف بخیر اللہ فقد اشرك کی جو عمدہ شرح افادہ فرمائی ذرا کتب ائمہ و حدیث و فقہ پر نظر کر کے ارشاد ہو جائے کہ کلمات علما سے کہاں تک موافق ہے فقیر بہت ممنون احسان ہو گا اگر ایک عالم معتمد کی تحریر سے بھی آپ نے اپنا بیان مطابق کر دکھایا الفاظ شریفہ پیش نظر رہیں کہ اس حرمت کا سبب سوا اس کے نہیں الخ۔

سوال (۲۱)۔ اعتقاد نفع و ضرر پر قسم کی دلالت کس قسم کی دلالت آیا لغت اس کے معنی سے یہ امر مفہوم یا عقلاً خواہ عرفاً لازم و ملزوم کہ آدمی اسی کی قسم کھائے جس سے نفع و ضرر کی امید رکھے صدر اسلام میں جو صحابہ کرام کعبہ معظمہ کی قسم کھاتے کما ہوا والنساک فی وغیرہ اس وقت وہ کعبہ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے تھے۔  
بینوا تو جہدوا۔

سوال (۲۲)۔ غیر خدا کو کسی طرح نافع یا ضار جاننا مطلقاً شرک ہے یا خاص اس صورت میں کہ اسے نفع و ضرر میں مستقل بالذات مانے بر تقدیر اول یہ وہ شرک ہے جس سے عالم میں کوئی محفوظ نہیں جہاں شد کو نافع نہ ہو کو مضر جانتا ہے سچے دوست سے نفع کی امید پکے دشمن سے ضرر کا خوف رکھتا ہے۔ عالم کی خدمت حاکم کی اطاعت اسی لیے کرتے ہیں کہ دینی یا دنیوی نفع کی توقع ہے مخالف مذہب سے احتیاط سانپ سے احتراز اسی لیے رکھتے ہیں کہ روحانی یا جسمانی ضرر کا اندیشہ ہے خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے:-

اباؤکم و ابناؤکم کا تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم  
تدرون ایہم اقرب لکم نہیں جانتے ان میں کون تمہیں نفع  
نفعاً دینے میں زیادہ نزدیک ہے۔

لہ ذکر لیس نافع نہ ہو گا کیا شرک و توحید میں بھی نسخ جاری ہے ۱۲ منہ



اور فرماتا ہے:-

وَمَا هُمْ بِضَآدِّنَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ      وہ اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچائیں گے  
إِلَّا بِأَذْنِ اللَّهِ -      بے حکم خدا کے

صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخًا      تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع  
فَلْيَنْفَعْ -      دے سکے وہ نفع دے۔

امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و بسند حسن مالک بن قیس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں:-

مَنْ ضَارَّ ضَارًّا اللَّهُ بِهِ وَمَنْ      جو کسی کو ضرر دے گا اللہ تعالیٰ اسے  
شَاقَّ شَقًّا اللَّهُ عَلَيْهِ -      نقصان پہنچائے گا اور جو کسی پر سختی  
کریے گا اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں  
ڈالے گا۔

حاکم کی حدیث میں ہے مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فیہ امیر المؤمنین فاروق  
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجر اسود کی نسبت فرمایا:-

بَلَىٰ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَضُرُّ      کیوں نہیں اسے امیر المؤمنین یہ پتھر  
يَنْفَعُ      نقصان دے گا اور نفع پہنچائے گا۔

الحديث بر تقدیر ثانی واقع و نفس الامر اس گمان کے خلاف پر شاہد عدل  
لاکھوں آدمی اپنے یا اپنے محبوب کے سر یا آنکھوں یا جان کی قسم کھاتے ہیں اور  
ہرگز ان کے خواب میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ چیزیں بالاستقلال ہمارے نفع و  
ضرر کی مالک ہیں نہ ہرگز سامع کا ذہن اس طرف جاتا ہے بھلا حضرت نابغہ جعدی  
رضی اللہ عنہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں؟



لعمری وما عمری علی بہین

لقد نطقت بطلا علی الاقارع

اور جناب کے نزدیک اس سے کیا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) و ام المومنین صدیقہ (رضی اللہ عنہا) وغیرہما پیشوا یا ان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین سے اپنے باپ اور اپنی جان کی قسم کھانی مروی کہ خادم حدیث پر مخفی نہیں۔

سوال (۲۳)۔ غیر قسم غیر سے تو آپ کے نزدیک یہ صرف ظاہر ہی ہوتا تھا کہ وہ اپنے عقیدے میں غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رسان جانتا ہے گمان جناب اتنی ہی بات پر شرع مطہر میں بنائے تحریم ہوئی حالانکہ اس کے دل کا حال خدا جلنے اب اُن کی نسبت حکم ارشاد ہو جو صاف صاف بالتصریح غیر خدا کو نہ فقط نفع و ضرر رسان بلکہ مالک نفع و ضرر بتائیں اور وہ بھی کہے اس شقی کو جو مدعی الوہیت رہا ہو اور برسوں خزان بے عقل نے اسے پوچھا ہو وہ کون فرعون بے عون لساں اللہ عن حالہ الصنوت شاہ عبدالعزیز صاحب اس امر کے ثبوت میں کہ سامری والوں کی گوسالہ پرستی قبیلوں کی فرعون پرستی سے بدتر تھی تفسیر عزیزہ می میں فرماتے ہیں:۔  
”تعظیم بادشاہ صاحب اقتدار کہ مالک نفع و ضرر باشد فی الجملہ وجہ معقولیت دارد گوسالہ لا یعقل کہ در بلاد ت و محقق ضرب المثل ست بیچ وجہ شایان تعظیم نیست“

سوال (۲۴) یہ تو آئینہ عرض کروں گا کہ طلب دعا کو اعتقاد نفع و ضرر سے کتنا تعلق۔ بالفعل اسے یونہی فرض کر کے گزارش کروں کہ دعا منگوانے میں تو وہ اعتقاد نفع و ضرر نکالا جو معنی شرک حالانکہ وہ خود اُن سے کسی حاجت کی خواستگاری نہیں پھر۔

۱۔ ان کے مزارات عظیمۃ البرکات پر حاضر ہو کر خود ان سے بھیک مانگنا۔

۲۔ یا ماردح یا روح پکار کر ان کے فیض کا منتظر رہنا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرعون کو مالک نفع و ضرر کہا



۳۔ اپنی مشکلوں کا ان سے حل چاہنا۔

۴۔ بیمار پڑیں تو شفا ملنے کو ان کی طرف توجہ کرنا کہ ابھی صفت سابق میں منقول ہوئے ان میں کتنا اعتقاد نفع و ضرر ثابت ہوتا ہے اور۔

۵۔ لفظ انتفاع و استمداد تو خود بخود نفع یافتن و فائدہ خواستن اس کا قصد ہے اعتقاد نفع کس عاقل سے معقول ہاں ہاں انصاف کیجئے تو دعا طلبی سے در یوزہ گری و حاجت عوامی کیس زیادہ ہے اس میں صرف نیت سائل پر مدار تفرقہ ہے اگر سبب ظاہری و منظر محض باری جاننا تو خالص حق اور معاذ اللہ مستقل مانا تو زائے شرک بخلاف طلب دعا کہ وہاں نفس کلام مطلوب منہ کی غلامی و بندگی اور حضرت غنی جل جلالہ کی طرف محتاجی پر دلیل واضح یہاں تک کہ توہم استقلال سے اس کا اجتماع محال کمالاً یغنی علی اولی الذہی بایں ہمہ اگر یہ شرک ہے تو اس کے لیے تو مجھے کوئی لفظ شرک سے بدتر ملتا بھی نہیں جس کا مصداق اسے مہر ازل ع

حذائق عن وصفکم نطق الہیان۔

سوال (۲۵) اگر مان بھی لیں کہ غیر خدا کی قسم اسی لیے حرام ہوئی تو اس کو مسئلہ دائرہ سے کیا علاقہ کیا کسی سے دعا کے لیے کہنے میں بھی اسی طرح کے نفع و ضرر کا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے جو معنی شرک ہے۔

(۱) خود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا چاہی جب وہ مکہ معظمہ جاتے تھے ارشاد فرمایا:۔

لا تنسنا کیا اخی من دعاک

اے بھائی اپنی دعائیں ہمیں نہ

بھول جانا۔

۷۱۰ ابو داؤد عنہ رضوان اللہ عنہ

احمد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے فرمایا:۔

بھائی اپنی نیک دعائیں ہیں ابھی شرک

اشکرنا کیا اخی فی صالحم دعاک ولا

کر لینا اور بھول نہ جانا۔

تنسنا۔

ادب و صلہ سے طلب دعا حلت ہے



(۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر ٹھہر کر صحابہ کرام سے ارشاد فرماتے:-

استغفروا لالاخیکم واسئلوا اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور  
لرالثبیت فانه الان اس کے ثابت رہنے کی دعا مانگو کہ  
یسأل اب اس سے سوال ہوگا۔

(۳) ابو داؤد والحاکم والبیہقی بسند حسن عن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۳) امام احمد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا لقیتم الحاکم فسلم علیہ و جب تو حاجی سے ملے سلام و صاف  
صاف کہو و مرہ ان یتغفر لک کہ اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں  
قبل ان یدخل بیتہ فادعہ جائے اپنی مغفرت کی دعا اس سے  
مغفور لہ۔ منگو کہ وہ بخشا ہوا ہے۔

(۴) حضور نے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم کو حکم دیا:-

فمن لقیہ منکم فلیک مرہ تم میں جو اسے پائے اپنے لیے اس سے  
فلیستغفر لہ۔ دعائے بخشش کرائے۔

(۵) أخرجه مسلم والبیہقی عن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ایک روایت میں ہے حضرت فاروق کرایا تھیں بھی حکم ہوا ان سے دعا کرنا کہ وہ اللہ کے حضور  
عزت والا ہے۔ أخرجه الخطیب وابن عساکر۔

(۵) حسب الحكم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دعا چاہی أخرجه  
ابن سعد والحاکم وابوعوانة والرویان والبیہقی فی الدلائل وابونعیم  
فی الحلیۃ کلہم من طریق اسیر بن جابر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
(۶) ایک روایت میں ہے امیر المؤمنین فاروق و امیر المؤمنین مرتضیٰ رضی اللہ



تعالیٰ عنہما دونوں کو حضرت اویس سے طلب دعا کا حکم تھا دونوں صاحبوں نے اپنے لیے دعا کرائی اخرجہ ابن عساکر۔

(۷۷)۔ امام ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوة کی مجلد یازدہم میں بسند صحیح بطریق ابو معاذ دینہ عن الاعش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... روایت کرتے ہیں۔

قال اصاب الناس قحط في	یعنی عہد معدلت مہد فاروقی میں
زمان عمر ابن الخطاب ف جاء	ایک یار قحط پڑا ایک صاحب یعنی
رجل الى قبر النبي صلى الله	حضرت بلال بن عمارت مزنی صحابی
تعالى عليه وسلم فقال يا	رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزار اقدس
رسول الله استسق الله لامتك	محضور ملجاء بیکساں صلی اللہ تعالیٰ
فانهم قد هلكوا فاتاك رسول	علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول
الله صلى الله عليه وسلم في	اللہ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے
المنا مرفقا انت عمر	پانی مانگیجے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے
فاقرأه السلام واخبرهم	ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان
ان هم سيسقون	صحابی کی خواب میں تشریف لائے اور
(الحديث)	ارشاد فرمایا عمر کے پاس جا کر اسے
	سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ
	اب پانی آیا چاہتا ہے۔

لے نصر علی صحیحۃ الامام القسطلانی فی المواہب ۱۲ منہ۔

علہ ہو بلال بن عمارت المزنی الصحابی کما عند سیف فی کتاب الفتوح ۱۲ زرقانی

شرح مواہب۔



شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں یہ حدیث نقل کر کے کہتے ہیں (ماواہ ابو عمرو فی الاستیعاب)

تنبیہ نلیہ :-

یہ چند حدیثیں ہیں احیائے حقیقی سے طلب دعائیں اور اموات سے طلب کی قدر سے بحث کہ اصل مسئلہ سائل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد سوم میں مذکور ہوگی۔

ہیاں ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات و انس و جن و ملک و غیر ہم تمام مخلوق الہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا تو امور شرک میں حیات و موت سے تفرقہ جیسا کہ اس طائفہ جدیدہ کا شیوہ قدیمہ ہے دائرہ عقل و شرع و دلوں سے خروج کیا زندہ سے خدا کے شریک ہو سکتے ہیں صرف شرکت اموات ہی ممنوع ہے۔ مولوی صاحب اپنی مقیس علیہ یعنی قسم غیر ہی کو ملا حفظہ کریں کہ حلال نہیں تو مردے زندہ کسی کی حلال نہیں یونہی اگر طلب دعائیں شرک ہو تو ہرگز یہ حکم فقط اموات سے خاص نہ ہوگا بلکہ یقیناً احیاء سے دعا کرانی بھی حرام ٹھہرے گی کہ خدا کا شریک نہ ہو سکنے میں زندہ سے مردے سب ایک سے ولہذا شیخ شیوخ علماء الہند مولینا و برکتنا سیدی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے مشرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا :-

”اگر انیمعنی کہ درامداد و استمداد ذکر دیم موجب شرک و توجہ بامولک حق باشد چنانکہ منکر زعم میکنند پس باید کہ منع کردہ شود تو تسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و ای ممنوع نیست بلکہ مستحب و مستحسن است باتفاق و شائع است در دین“ عزیزان یہ نکتہ بہت بکار آمد ہے اور اکثر اوہام و شبہات کا رد و حفظ تحفظ و تحفظی من الرشد باؤ فی حظ۔



## نوع دوم:-

”مخالفت مولوی صاحب وہم مذہبان مولوی صاحب ہیں“

یہاں اس امر کا ثبوت ہو گا کہ مولوی صاحب کی تحریر مذہب حکمرین سے بھی موافق نہیں بلکہ عہدہ و اصول و فروع طائفہ جدیدہ سے مزین مخالفت اور مذہب مذہب اہل حق سے بعض باتوں میں گونہ موافقت فرماتی ہے پھر یہی نہیں کہ صرف ہم مذہبوں ہی سے خلاف ہو اور خود مولوی صاحب ان مخالفت کا بخوبی التزام فرمالیں نہیں بلکہ بہت وہ بھی ہیں جو نادانستہ سرزد ہو گئیں کہ ظاہر ہوئے پر خونہ بھی آپ کو گوارا نہ ہوں اور اگر تسلیم فرمالیں تو اس سے کیا بہتر دیکھیے تو یہیں کتنے مسائل نزاعیہ طے ہوئے جاتے ہیں۔

مخالفت (۱)۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں زیارت قبور مومنین خاصہٗ بزرگان دین مندوب و مسنون ہے یہ خصوصیت ہمارے طور پر بیشک حق مگر صاحب مائتہ مسائل کے بالکل خلاف انہوں نے جو قسم زیارت شرعاً بلا کراہت جائز مانی اس میں مزارات عالیہ حضرات اولیا اور ہر شرابی زنا کار کی قبر یکساں جانی حیثیت قال:-

”دریں قسم زیارت کردن قبر ولی وغیر ولی و شہید و غیر شہید و

صالح و فاسق و غنی و فقیر برابر است“

پھر اس برابری پر بھی صبر نہ آیا آگے الٹی ترقی معکوس کر کے فرمایا:-

”بلکہ از زیارت قبور اغنیاء و ملوک زیادہ تر عبرت حاصل میگردد“

مطلب یہ کہ جس فائدہ کے لیے شرع نے زیارت قبور جائز کی ہے وہ مزارات

سہ اقوال و بالشد التوفیق ان مرد عاقل محرر مائتہ مسائل سے پوچھا چاہیے کہ اگر تمہارا بیان حق

ہے تو واجب تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر قبور احد و بقیع پر سوار و رونق

افروز ہوئے تو بادشاہوں جہانوں کے مقابلہ پر دوسو بار تشریف لے گئے (باقی بر صفحہ آئندہ)



اولیاء میں برگزایا نہیں جیسا روپے والوں کی قبروں میں ہے تو آدمی کو چاہیے وہیں  
جلے جہاں دو آنے زیادہ پائے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**مخالفت (۲)** مولوی صاحب وقت زیارت قبور درود و وفا تحہ پڑھ کر  
اموات کو ثواب بخشنا مندوب و مستنون فرماتے ہیں۔ بہت اچھا قرآن و حدیث  
سے درود و وفا تحہ کی خصوصیت ثابت کر دکھائیں یا قرون ثلث میں اس تخصیص  
کا رواج بتائیں ورنہ لُذیب استنان درکنار اصول طائفہ پر ملبد عہ ضلالہ  
وکل ضلالہ فی النار میں داخل ٹھہرائیں۔

**مخالفت (۳)** سوال سائل میں درود و وفا تحہ دونوں کا معاً پڑھنا مذکور  
تھا اور اُسی پر حضرت کا جواب وارد بالعرض اگر فرداً فرداً ان کا پڑھنا ثابت بھی  
فرمائیں تو اصول طائفہ پر ہیأت اجتماعیہ محل کلام رہے گی اس بنا پر آپ کو حکم بدعت  
دینا تھا یا تسلیم فرمائیے کہ بعد حسن احاد حسن مجموع میں کلام نہیں جب تک خصوص  
اجتماع میں کوئی مفسدہ نہ ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ہوتے تاکہ امت کو اختیار نفع و منفعت کی طرف ارشاد فرماتے یا یہ وہی  
برابر ہی سہی کم ہی سہی کبھی جی سہی ایک ہی بار ثابت کر دے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کسی بادشاہ کی خاک پر تشریف فرما ہوئے ہوں یا قبر غنی کی بوجہ غنا تخصیص فرمائی ہو پھر سخت  
عجب ہے کہ جس خاص امر کے لیے حضور نے زیارت قبور جائز فرمائی اس کا حصول جہاں بیشتر اور  
منفعت شرعیہ قائم وافر اسی کو دائم تک فرمائیں نہ وہ صحابہ کرام میں برگزیدہ رواج پائے پھر ہر قرن و  
طبقہ کے اہل اسلام ہمیشہ زیارت مزارات صلحا کا اہتمام و اعتنا رکھیں نہ یہ کہ فلاں بادشاہ یا  
سیٹھ کی گور پر چلو وہاں نفع زائد نہ ملے گا حتیٰ یہ ہے کہ مزارات عالیہ حضرات اویلیائے کرام قدس سرابم  
پر امر عبرت میں بھی ترجیح ممنوع اور مشروعیت زیارت کی غرض اس میں بحضور ہونا قطعاً باطل و مدفوع  
معدا نہیں حضرت کی مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ کی بعض عبارات مقصد سوم میں ملیں گی جو ظاہر کر دیں گی کہ صاحب  
مائیسائل نسى ما قدمت یداہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔



**مخالفت (۴)** متکلمین طائفہ کی تقریریں گواہ کہ جو فعل فی نفسہ حسن ہو مگر عوام میں ان کے زعم پر غلط مفاسد کے ساتھ جاری وہ اصل کو ممنوع ٹھہراتے ہیں نہ کہ مفاسد سے منع اور اصل کی تجویز کریں جب آپ کے نزدیک زیارت مزارات متبرکہ بطور شرک رائج کہ استمداد مذکور شائع و مشہور تو اصول طائفہ پر اصل زیارت کو حرام کہنا کھانا مندوب و مسنون۔

**مخالفت (۵)** مولوی اسماعیل مائتہ مسائل میں لکھتے ہیں:-

”اذان دادن بعد از دفن بدعت و مکروہ است زیرا کہ محمود از سنت نیست و آنچه محمود از سنت نیست بموجب روایات کتب فقہ مکروہ میباشد و عبارتہ الکتب هكذا یکرہ عند القبر ما لیس یجہد من السنة والعہود منها لیس الا زیارتہ والدعاء عندہ قائما کما فی فتح اقدیر والبحر الرائق والنہر الفائق والفتاوی العالمگیری۔“

اگرچہ ان عبارات کا مطلب جو صاحب مائتہ مسائل نے ٹھہرایا انہیں کتابوں کی بہت عبارتوں سے مردود مگر عجیب ہے کہ جناب نے اس کلیہ پر عمل فرما کر وقت زیارت درود و فاتحہ پڑھ کر ثواب بخشنے کو کیوں نہ مکروہ فرمایا۔

**مخالفت (۶)** جناب نے امتناع روایت و سماع کو ان حجب عدیدہ کی جیلولت پر مبنی فرمایا یہ ابتنا با علی ندا منادی کہ اموات کو فی انفسہم قوت سمع و ابصار حاصل ہے مگر ان حائلوں کے سبب باہر کی صوت و صورت کا ادراک نہیں ہوتا ورنہ اگر خود ان میں راسا یہ قوتیں نہ ہوتیں تو بناٹے کار جیلولت پر رکھنی محض بے معنی دیوار بیت کی نسبت کوئی نہ کہے گا کہ باہر کی چیزیں اس وجہ سے نہیں دیکھتے کہ بیچ میں آڑ ہے اب متکلمین طائفہ سے استفسار ہو جائے کہ وہ اس تخصیص کے مقرر ہوں گے یا راسا منکر معلم ثانی منکرین ہند یعنی مولوی اسماعیل دہلوی سے سوال ہوا سماعت موتی سوائے سلام جائز است جواب دیا ثابت نیست کہ کیا آدمی اسی وقت میت ہوتا ہے جب قبر میں رکھ کر مٹی دے دیں۔



**مخالفت (۷)** جب آپ کے نزدیک مانع ادراک حیلولت خاک تو جب تک مٹی زدی ہو یا جہاں دفن ہے اسی طرح کرتے ہوں کہ باہر کی آواز اندر جانے سے روک نہ ہو جیسے علامہ ابن الحاج مدخل میں اہل مصر کا رواج بتاتے ہیں کہ اموات کی قبریں نہیں بناتے بلکہ تہ خانوں میں رکھ آتے ہیں اور ان کے لیے دروازے ہوتے ہیں کہ جب چاہو اندر جاؤ باہر آؤ یہاں کے لیے حکم شرعی ارشاد ہوا اگر ایسی جگہ کوئی یوں پکارے اور اموات سے دعا کرنے کو کہے تو قطعاً مشرک یا شائبہ و شبہ مشرک میں گرفتار ہو گا یا نہیں متکلمین طائفہ تو ہرگز نہ مانیں گے۔ آپ اپنے کلام کا لحاظ فرمائیں۔

**مخالفت (۸)** الحمد للہ کہ جناب کا طرز کلام اول سے آختک شاید عدل کہ آیت کریمہ انک لا تسمع الموتی کو نفی سماع سے کچھ علاقہ نہیں نہ ہرگز اس سے یہ معنی مفہوم ورنہ کلام جناب کلام اللہ کے صریح خلاف ہو گا۔

اولاً: آیہ کریمہ یقیناً عام پس اگر اس سے نفی سماع مستفاد ہو تو قطعاً سلب کلی پر دلالت کرے گی پھر آپ ارشاد ربانی کے خلاف بعض اموات کے لیے ایجاب کیونکر کہہ سکتے۔

ثانیاً: اس تقدیر پر مفاد آیت یہ ہو گا کہ نفس موت منافی سماع ہے نہ یہ کہ موتی کو اصل قوت حاصل اور عدم ادراک بوجہ عاقل پھر آپ کیونکر بہ خلاف قرآن حیلولت حجب پر بنائے کار رکھتے لاجرم واضح ہوا کہ آیت کریمہ کے صحیح معنی ذہن سامی میں ہیں اور آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ اس میں نفی سماع کا اطلاق نہیں کیا ہوا الحق الناصع اور عجب نہیں کہ اسی لیے آپ نے آیہ کریمہ کا ذکر نہ فرمایا ورنہ اس کے ہوتے بیگانہ باتوں کی کیا حاجت ہوتی لہذا فقیر نے بھی اس بحث کو بشرطیکہ مولوی صاحب جواب میں اس کی طرف رجعت فرمائیں جواب الجواب پر محول رکھا واللہ الموفق مگر ازاں جا کہ مقام خالی نہ ہے بتوفیقہ تعالیٰ بعض جوابوں کی طرف اشارہ کروں



فاقول وبالله استعین۔

**جواب اول:**۔ آیت کا صریح منطوق نفی سماع ہے نہ نفی سماع پھر اسے محل

نزاع سے کیا علاقہ۔ نظیر اس کی آیہ کریمہ انک لا تہدی من احببت ہے اسی لیے جس طرح وہاں فرمایا و لکن اللہ یہدی من یشاء یعنی لوگوں کا ہدایت پانا نبی کی طرف سے نہیں خدا کی طرف سے ہر جو نہی یہاں بھی ارشاد ہوا ان اللہ یسمع من یشاء وہی حاصل ہوا کہ اہل قبور کا سننا تمہاری طرف سے نہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ہے مرقاة مشرع مشکوٰۃ میں ہے الا یہ من قبیل انک لا تہدی من احببت و لکن اللہ یہدی من یشاء۔

**جواب دوم:**۔ نفی سماع ہی مانو تو یہاں سماع قطعاً بمعنی سماع قبول و

انتفاع ہے باپ اپنے عاق بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے وہ میری نہیں سنتا کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقتہً کان تک اواز نہ نہیں جاتی بلکہ صاف یہی مقصود کہ سنتا تو ہے مانتا نہیں اور سننے سے اسے نفع نہیں ہوتا۔ آیہ کریمہ میں اسی معنی کے ارادے پر ہدایت شاہد کہ کفار سے انتفاع ہی کا انتفاع ہے نہ اصل سماع کا خود اسی آیہ کریمہ انک لا تسمع انموث کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے عزوجل ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فہم مسلمون۔ تم نہیں سناتے مگر انہیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں، اور پھر ظاہر کہ پسند و نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی زندگی دنیا ہے مرنے کے بعد نہ کچھ مانتے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل قیامت کے دن بھی کافر ایمان لے آئیں گے پھر اس سے کیا کام اذن وقد عصیت قبل تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح اموات کو وعظ سے انتفاع نہیں یہی حال کافروں کا ہے کہ لاکھ سمجھائیے نہیں مانتے۔ علامہ حلبی نے سیرت انسان العیون میں فرمایا:۔

«السماع المنفی فی الآیۃ بمعنی السماع النافع وقد اشکرا فی ذلك

الحافظ الجلال الدین السیوطی بقولہ»



۵ سماع موتی کلام الخلق حق قد ۛ جائت به عندنا الاثار فی الكتب  
 وایقالتو معاًها اسماع هدی ۛ لا یقبلون ولا یصغون للادب  
 امام ابوالبرکات نسفی نے تفسیر ملائک التنزیل میں زیر آیہ سورۃ فاطر فرمایا ہے  
 ”شبهه الکفار بالموتی حیث لا ینتفعون بسموٰعهم“  
 مولانا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے:-

”النفی منتصب علی نفی النفع لا علی مطلق السمع“

جواب سوم:- مانا کہ اصل سماع ہی منفی مگر کس سے۔ موتی سے۔ موتی کون ہیں  
 ابدان کہ روح تو کبھی مرقی ہی نہیں اہلسنت وجماعت کا یہی مذہب ہے جس کی  
 تصریحات بعونہ تعالیٰ تمہید و فصل اول و دوم نوع اقل مقصد سوم میں آئیں گی۔  
 ہاں کس سے نفی فرمائی ہے من فی القبور یعنی جو قبر میں ہے۔ قبر میں کون ہے  
 جسم کہ روحیں تو علیین یا جنت یا آسمان یا چادر مزمر وغیرہا مقامات عز و اکرام میں  
 ہیں جس طرح ارواح کفار سجین یا نار یا چاہ وادی بہ ہوت وغیرہا مقامات ذلت  
 و آلام میں امام علامہ سبکی شفاء السقام میں فرماتے ہیں:-

”لاندعی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد

الموت لعی هو الروح“

شاہ عبدالقادر صاحب برادر شاہ عبدالعزیز صاحب موضح القرآن میں زیرہ کریمہ  
 وما انت بسمع من فی القبور فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے  
 سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے  
 کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے وھڑوہ نہیں سن سکتا ہے۔ یہ تینوں  
 جواب بتوفیق الہی باب قبل مطالعہ کلام علماء ذہن فقیر ہیں آٹھ تھے پھر ان کی تصریحیں  
 کلمات علما میں دیکھیں کما سمعت واللہ الحمد اور ابھی ائمہ وعلما کے جواب اور بھی ہیں  
 وفيما ذکرنا کفایۃ لمن اتق السمع وھو شہید ان اللہ یرسم من یشاء و

لیدی الی الصراط الحیدر۔



مخالفت (۱۰) سائل نے مطلق کہا تھا ایک جرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا جہاں اپنے ارسال و اطلاق سے شہر میں جانے اور سفر کر کے جانے دونوں کو شامل کمالا بخفی اور آپ نے بھی یونہی برسبیل اطلاق زیارت قبور کی تحسین فرمائی اور سند میں حدیث بھی وہ ذکر کی جس میں امر بن زیارت مطلق وارد یہ اطلاقات مذہب جمہور المحقق سے تو بیشک موافق مگر مشرب طائفہ میں آپ پر لازم تھا کہ بلا سفر کے قید لگا دیتے ورنہ سائل و دیگر ناظرین اگر اطلاق دیکھ کر زیارت مزارات کو جانا مطلقاً جائز سمجھے تو مانعین کے نزدیک ان کا یہ وبال اطلاق فتوے کے ذمے رہے گا فقیر اگر تدقیق نظر سے کام لے تو ابھی بہت کچھ ہے مگر نگاہ انصاف مبذول ہو تو چودہ سطروں پر عینتیں کیا کم ہیں واللہ اعلم۔





# المقصد الثانی

(فی الأحادیث)

اگر چہ حیات و ادراک و سماع و البصار و روح میں احادیث و آثار اس درجہ کثرت و وفور سے وارد جن کے استیعاب کو ایک مجلد عظیم و دفتر ضخیم درکار اور خود ان کے احاطہ و استقصا کی طرف راہ کہاں مگر یہاں بقدر حاجت صرف ساٹھ حدیثوں پر اقتصار اور مثل مقصد اول اس میں بھی دو نوع پر انقسام گفتار۔

نوع اول :-

بعد موت بنقلے روح و صفات و افعال روح میں یہاں وہ حدیثیں مذکور ہوں گی جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال و ادراکات جیسے دیکھنا، سننا، بولنا، سمجھنا، آنا، جانا، چلنا، پھرنا سب بدستور رہتے ہیں بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف و تیز ہو جاتی ہیں حالت حیات میں جو کام ان آلات خاکی یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں زبان سے لیتے تھے اب بغیر ان کے کرتی ہے اگر چہ جسم مثالی کی یادری سہی ہر چند اس مطلب نفیس کے ثبوت میں وہ بیشمار احادیث و آثار سب حجت کافیہ و دلائل شافیہ جن میں :-

(۱) بعد انتقال عقل و ہوش بدستور رہنا۔

(۲) روح کا پس از مرگ آسمانوں پر جانا۔

(۳) اپنے رب کے حضور سجدے میں گرنا۔

(۴) فرشتوں کو دیکھنا۔

(۵) ان کی باتیں سنا۔

(۶) ان سے باتیں کرنا۔



- (۷) اپنے متادل جنت کا پیش نظر رہنا۔  
 (۸) نیک ہمسایوں سے نفع پانا۔  
 (۹) بد ہمسایوں سے ایذا اٹھانا۔  
 (۱۰) ملائکہ کا ان کے پاس تحفے لانا۔  
 (۱۱) ان کی مزاج پر سی کو آ یا کرنا۔  
 (۱۲) ان کا منتظر صدقات رہنا۔  
 (۱۳) قبر کا ان سے بزبان فصیح باتیں کرنا۔  
 (۱۴) ان کے منتہائے نظر تک وسیع ہونا۔  
 (۱۵) زندوں کے اعمال انہیں سناٹے جانا۔  
 (۱۶) نیکیوں پر خوش ہونا برا بیویوں پر غم کرنا۔  
 (۱۷) پسماندوں کے لیے دعائیں مانگنا۔  
 (۱۸) ان کے ملنے کا مشتاق رہنا۔  
 (۱۹) روحوں کا باہم ملنا جلنا۔  
 (۲۰) ہرگز نہ کلام کے دفتر کھلنا۔  
 (۲۱) منزلوں کے فصل سے آپس کی ملاقات کو جانا۔  
 (۲۲) اگلے اموات کا مردہ لو کے استقبال کو آنا۔  
 (۲۳) اس کا گزرے قریبوں کو دیکھ کر بچا پنا ان سے مل کر شاد ہونا۔  
 (۲۴) ان کا اس سے باقی عزیزوں دوستوں کے حال پوچھنا۔  
 (۲۵) آپس میں خوبی کفن سے مفاخرت کرنا۔  
 (۲۶) بُرے کفن والے کا بچشموں میں شرماتا۔  
 (۲۷) اپنے اعمال حسنہ یا سیئہ کو دیکھنا۔  
 (۲۸) ان کی صحبت سے انس و فرح یا محاذالشخوف و وحشت پانا۔  
 (۲۹) عالم دین کا علم شریعت۔



(۳۰) اہلسنت کا مذہب سنت۔

(۳۱) مسلمان کے دل خوش کرنے والے کا اس سرور و فرحت۔

(۳۲) تالی قرآن کا قرآن عظیم کی پاکیزہ طلعت سے صحبت دل کشار کھنا۔

(۳۳) دشمنان عثمان کا اپنی قبروں میں عیاذاً بالشہ جال لعین پر ایمان لانا۔

(۳۴) نیک بندوں کا خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عباد اللہ

الصالحین میں حاضر ہونا۔

(۳۵) اپنی قبور میں نمازیں پڑھنا۔

(۳۶) حج کرنا بیک کھنا۔

(۳۷) تلاوت قرآن میں مشغول رہنا۔

(۳۸) بلکہ ملائکہ کا انہیں تمام و کمال قرآن عظیم حفظ کرانا۔

(۳۹) اپنے رب جل جلالہ سے باتیں کرنا۔

(۴۰) رب تبارک و تعالیٰ کا ان سے کلام جانفزا فرمانا۔

(۴۱) بیل اور مچھلی کا لڑتے ہوئے ان کے سامنے آنا تماشا دیکھ کر جی بہلانا۔

(۴۲) جنت کی نہروں میں غوطے لگانا۔

(۴۳) جو تلاوت قرآن میں مشغول مرے قرآن عظیم کا ہر وقت ان کی دلجوئی فرمانا

ہر صبح و شام ان کے اہل و عیال کی خبریں انہیں پہنچانا۔

(۴۴) دوزخ پیتے شہزادے کا انتقال ہوا جنت کی دایاں مقرر ہونا مدت

رضاعت تمام فرمانا۔

(۴۵) نیکوں کا شوق قیامت میں جلدی کرنا۔

(۴۶) بدوں کا نام قیامت سے گھبراننا۔

(۴۷) مقتولان راہ خدا کی دل میں دوبارہ قتل کی آرزو ہونا۔

(۴۸) مسلمانوں کا سبز یا سپید پرندوں کے روپ میں جہاں چاہنا

اڑتے پھرننا۔



(۴۹) جنت کے پھل پانی کھانا پینا۔

(۵۰) سونے کے قندیلوں میں عرش کے نیچے بسیرالینا اللہ عزوجل وقتاً اور ان کے سوا بہت امور وارد ہوئے جو ان کے علم و ادراک و سمع و بصر و کلام و سیر و غیرہا صفات و احوال حیات پر یہاں ساطع بلکہ تمام آیات و احادیث عذاب قبر و نعیم قبر اس مدعا پر حجت قاطعہ جسے ان باتوں پر اطلاق تفصیلی منظور ہو تصانیف ائمہ دین خصوصاً کتاب مستطاب شرح الصدور بکشف حال الموتی و القبور تصنیف لطیف امام اجل خاتمة الحفاظ المحققین امام علامہ جلال الملہ والدین سیوطی قدس سرہ الملکین کی طرف رجوع کرے مگر میں اس نوع میں صرف وہ چند حدیثیں ذکر کر دوں گا جن میں ارواح کا بعد انتقال اہل دنیا کو دیکھنا ان سے باتیں کرنا ان کی باتیں سننا اور اسی قسم کے امور متعلقہ بدنیہ مذکور ہیں اور ان میں بھی وقائع جزئیہ نہ لکھوں گا کہ کوئی کسے واقفہ حال لاعلم لہا اگرچہ دقیق النظر کو ان سے دلیل کی ترتیب اور اتمام تقریب دشوار نہ ہو۔ محمد پھر ان میں وہ کثرت جن کا ایسا موجب اطالت لہذا صرف انہیں بعض امور کلیہ کی روایت پر اقتصار چاہتا ہوں جو ایک عام طور پر حال ارواح میں وارد ہوئے۔ میرے لیے ان احادیث نوع اول میں دو غرضیں ہیں۔

۱۔ جب بعد فراق بدن ان کا علم و ادراک و سمع و بصر ثابت ہوا تو یہ بعینہ مشد مقصودہ کا ثبوت ہے کہ اسی وقت سے نام میت ان پر صادق ہوتا ہے قبر میں بند ہونے نہ ہونے کو اس میں دخل نہیں تو عام منکرین پر حجت ہوں گے۔

ثانیاً:۔ جب ان سے ثابت ہو گا کہ روح بعد موت اپنے صفات و افعال پر باقی اور ان آلات جسمانیہ سے مستغنی تو اس وقت خاص مولوی صاحب کے مقابل یوں گواہی ہو سکتی ہے کہ جس پر جناب مٹی و غیرہ کے حائل و حجاب دیکھ رہے ہیں وہ جسم خاکی ہے۔ نہ روح پاک اور سمع و بصر و علم و غیر جس کے اوصاف ہیں وہ جان پاک ہے نہ کہ تودہ خاک و حسنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث (۱) امام اجل عبداللہ بن مبارک والہو بکر بن ابی شیبہ عبداللہ بن عمرو



بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوف اور امام الکمل احمد بن حنبل اپنی مسند اور  
طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم علیہ میں بسند صحیح حضور پر نور سید  
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعہ عاروی و الموقوف ابسط لفظاً و اتم معنی  
وانت تعلمونه فی الباب کمثل المرفوع و هذا اللفظ للامام ابن المبارک

قال ان الدنيا جنة الكافر

بیشک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کی

و سبعين المؤمن و انما مثل

زندان ہے اور ایمان والے کی حب

المومن حين تخرج نفسه

جان نکلتی ہے تو اس کی کماؤت ایسی

کمثل رجل كان في سبعين فخرج

بے جیسے کوئی قید خانہ میں تھا اب اس

منه فجعل يتقلب في الارض

سے نکال دیا گیا کہ زمین میں گشت کرتا

و يتفسح فيها

اور بیا فراغت چلتا پھرتا ہے۔

ولفظ ابی بکر هكذا

الدنيا سبعين المؤمن وجنة

دنیا مسلمان کا قید خانہ اور کافر کی بہشت

الكافر فاذا مات المؤمن يغلي

ہے جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ

سربه يسرح حيث شاء۔

کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے

سیر کرے۔

حدیث (۲) سیدی محمد بن علی ترمذی انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے

راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ما شبهت خروج المؤمن

یعنی دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا

من الدنيا الا مثل خروج

ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے

الصبي من بطن امه من ذلك

نکلنا اس دم گھٹنے اور اندھیری کی

لے فائدہ:۔ اسی کے مؤید دو حدیثیں اور ہیں مرسل سلیم بن مامر و عمرو بن دینار

سے ماخوذ ہما ابن ابی الدنیا ۱۲ منہ۔



الغدر والظلمة الى روح الدنيا۔ جگہ سے اس نعلنے وسیع دنیا میں آنا

اس لیے علما فرماتے ہیں دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے اب اس سے برزخ و دنیا کے علوم و ادراکات میں فرق سمجھ لیجئے وہی نسبت چاہیے جو علم جنین کو علم اہل دنیا سے واقعی روح طائر ہے اور بدن قفس اور علم پستانہ بنجر سے میں پسند کی پرقتانی کتنی یاں جب کھڑکی سے باہر آیا اس وقت اس کی جو لائیاں قابل دید ہیں۔

حدیث (۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اذا وضعت الجنائز كما واحتملها	جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اسے
الرجال على اعناقهم فان كانت	اپنی گزندوں پر اٹھاتے ہیں اگر نیک
صالحه قالت قد مولیٰ ان كانت غيرة	موتے ہوئے تو کتا ہے مجھے آگے بڑھاؤ
صالحه قالت يا ويلها اين	اور اگر بد موتے ہوئے کتا ہے ہائے
تذهبون بها يسمع صوتها	خوابی اس کی کہاں سے جاتے ہو ہر
كل شيء الا الانسان ولو سمع	شے اس کی آواز سنتی ہے مگر آدمی
صعق	کہ وہ سنے تو بہموش ہو جاتے۔

اقول:- اگرچہ اہل سنت کا مسلک ہے کہ نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول ہونگے جب تک اس میں مخدور نہ ہو لہذا ہم اس کلام جنازہ کو یوں بھی کلام حقیقی پر محمول کرتے مگر بحمد اللہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پچھلے لفظوں سے نفس کو مفسر فرمادیا کہ ہر شے اس کی آواز سنتی ہے اب کسی طرح مجال تاویل و تشکیک باقی نہ رہی و اللہ الحمد۔

حدیث (۴) ابو داؤد طیالسی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کیا اذا وضع الميت على سريره الحديث مانند حدیث ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔



حدیث (۵) امام احمد ابن ابی الدنیا و طبرانی و مروزی و ابن منذر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ان المیت يعرف من يغسله  
و یجمله و من یکفنه و من یدلہ  
فی حفرتہ۔  
بیشک مردہ پہچانتا ہے اسے جو اس کو  
غسل دے اور جو اٹھائے اور جو کفن  
پہنائے اور جو قبر میں اتارے۔

حدیث (۶) ابوالحسن بن البراء کتاب الروضہ میں بسند خود عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مکن میت یموت الا ہو یعرف  
غاسلہ ویناشد حاملہ ان کان  
بشر بروح وریحان وجنة نعیم  
ان العجلة وان کان بشر بنزل  
من حمیم و تصلیہ جعیم  
ان یحبہ۔  
ہر مردہ اپنے نہلانے والے کو پہچانتا  
اور اٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے اگر  
اسے آسائش اور پھولوں اور آرام  
کے باغ کا مزدہ ملا تو قسم دیتا ہے  
مجھے جلد لے چل اور اگر آب گرم کی  
سہانی اور بھڑکتی آگ میں جانے  
کی خبر ملتی ہے قسم دیتا ہے مجھے

روک رکھ۔

حدیث (۷) ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من میت یوضع علی سریرہ  
فیخطی بہ ثلاث خطا لا تکلم  
بکلام یسمعه ما شاء اللہ  
الا الثقلین الجن والانس یقول  
یا اخوتناہ ویا حملة نعشاہ لا  
جب مردے کو جنازہ پر رکھ کر تین  
قدم لے چلتے ہیں ایک کلام کرتا ہے  
جسے سب سنتے ہیں جنہیں خدا چاہے  
سوا جن و انس کے کتا ہے اے بھائیو  
اے نش اٹھانے والو تمہیں دنیا فریب



تغفرکمال دنیا کما غرتفی و  
لا تلعبن بکم کما لعبت بی خلقت  
ما ترکتم لودثق والدیان یوم  
القیمة یغاکمفی ویغاکمبنی  
وانتم تشیعونی و  
تدعونی۔

نہ وہ جیسے مجھے دیا اور تم سے نہ کھیلے  
جیسا مجھ سے کھیلی اپنا ترکہ تو میں مار لوں  
کے لیے چھوڑ چلا اور بدلا دینے والا  
قیامت میں مجھ سے جھگڑے گا اور  
حساب لے گا تم میرے ساتھ چل رہے  
ہو اور اکیلا چھوڑاؤ گے۔

**حدیث (۸)۔** ابن مندہ راوی حبان بن ابی حیلہ نے فرمایا:-

بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم قال ان  
الشہید اذا استشهد ازل  
اللہ تعالیٰ جسدا کا حسن  
جسد ثم یقال لروحہ ادخلی  
فیہ فینظر الی جسده الاول  
ما یفعل بہ و یتحکم  
فیظن الہم یرسمون  
کلامہ وینظر الیہم فیظن  
انہم یرونہ حتی یتبہ  
از واجہ یعنی من العور  
العین فیدہبن بہ۔

مجھے حدیث پہنچی کہ سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کے لیے  
ایک جسم نہایت خوبصورت یعنی اجسام  
مثالیہ سے اترتا ہے اور اس کی روح  
کو کہتے ہیں اس میں داخل ہو پس وہ  
اپنے پہلے بدن کو دیکھتا ہے کہ لوگ  
اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور کلام کرتا  
اور اپنے ذہن میں سمجھتا ہے کہ لوگ  
اس کی باتیں سن رہے ہیں اور آپ حمد  
انہیں دیکھتا ہے تو یہ گمان کرتا ہے کہ  
لوگ بھی اسے دیکھ رہے ہیں یہاں  
تک کہ حور عین سے اس کی بہیمیاں اُ  
کر اسے جاتی ہیں۔

**حدیث (۹)۔** ابن ابی الدنیا و ہیثمی سعید بن مسیب سے راوی:-

لہ یہ تابعی ثقہ ہیں رجال بخاری سے کتاب الادب المفرد میں ۱۲ منہ۔



ان سلمان الفارسی و عبد  
الله بن سلام التقی فقال  
احدهما لصاحبه ان لقیت  
ربك قبلی فاخبرنی ماذا  
لقیت فقال او تلقی الاحیاء  
الاموات قال نعم اما  
المؤمنون فان ادوا حهم  
فی الجنة وهی تذهب حیث  
شاءت۔

سلمان فارسی و عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک صاحب نے  
دوسرے سے فرمایا اگر آپ مجھ سے پہلے  
انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا  
پیش آیا دوسرے صاحب نے پوچھا  
کیا زندہ اور مردے بھی آپس میں  
ملتے ہیں فرمایا ہاں مسلمانوں کی روہیں  
تو جنت میں ہوتی ہیں اور انہیں اختیار  
ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

مغیرہ بن عبد الرحمن کی روایت میں تصریح آئی کہ یہ ارشاد فرمانے والے حضرت  
سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن جریر طبری کتاب الادب میں ان سے راوی :-  
قال لقی سلمان الفارسی  
عبد الله بن سلام فقال له  
ان مت قبلی فاخبرنی بما کلف  
وان مت قبلک اخبرک  
الحديث

یعنی سلمان فارسی نے عبد اللہ بن سلام  
سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے مرد تو  
مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا اور  
اگر میں تم سے پہلے مردوں کا تو میں  
تمہیں خبر دوں گا۔

حدیث (۱۰)۔ ابن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم اپنی مصنف میں  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا :-  
لا یقبض المؤمن حتی یرى البشرى مسلمان کی روح نہیں نکلتی جب تک

۱۔ صحابی عظیم الشان جلیل القدر ان چار میں سے جن کی طرف جنت مشتاق ہے ۱۲ منہ سلمہ۔  
۲۔ صحابی جلیل القدر رفیع الذکر ہیں جنہ کی عام شہرت ان کی تعریف سے معنی ۱۲ منہ۔



فاذا قبض نادى فليس في  
الدار دابة صغيرة ولا كبيرة  
الا وهي تسع موتة الا الثقلين الحي  
والانس تعجلوا الى ارحم الراحمين  
فاذا وضع على سريره قال ما ابطاء  
ما تشنون الحديث .

بشارت نہ دیکھ لے پھر جب نکل چکتی ہے  
تو ایسی آواز سے جسے انس و جن کے سوا  
گھر کا ہر چھوٹا بڑا جانور سن سکتا ہے ندا  
کرتی ہے مجھے جلد لے چلو ارحم الراحمین  
کی طرف پھر جب جنازے پر رکھتے ہیں  
کتنی ہے کتنی دیر لگا رہے ہو چلنے میں۔

حدیث (۱۱) امام احمد کتاب الزبد میں ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے  
راوی کہ فرماتیں :-

ان الميت اذا وضع على سريره  
فانه ينادى يا اهلا و  
يا جيرانا ويا حيلة سريره  
لا تغرنكم الدنيا كما غررتني  
الحديث .

بیشک مردہ جب چار پائی پر رکھا جاتا  
ہے پکارتا ہے اے گھر والو اے  
ہمسایو اے جنازہ اٹھانے والو دیکھو  
دنیا تمہیں دھوکا نہ دے جیسا  
مجھے دیا۔

حدیث (۱۲) ابن ابی الدنیا امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی :-

اذا مات الميت فملك قبض  
نفسه فاما من شيء الا  
وهو يراه عند غسله و  
عند حمله حتى يوصله  
الى قبره .

جب مردہ مرتا ہے ایک فرشتہ اس  
کی روح ہاتھ میں لیے رہتا ہے نہلاتے  
اٹھاتے وقت جو کچھ ہوتا ہے وہ سب  
دیکھتا جاتا ہے یہاں تک کہ فرشتہ  
اسے قبر تک پہنچا دیتا ہے۔

۱۔ یہ ذہ خاتونوں کی کیفیت ہے دونوں حضرات ابو داء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویاں ہیں  
پہلی کبریٰ کہ صحابیہ ہیں غیرہ نام دوسری صغریٰ تابعیہ ثقہ فقیہہ مجتہدہ رواۃ صحاح ستہ سے بھیجہ نام رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا ۱۲ سنہ ۱۲۰۰ھ تا ۱۲۰۱ھ طبع الشان امام مجتہد مفسر ثقہ علماء مکہ معظمہ اجلہ تلامذہ (باقی برصہ آئندہ)



**حدیث (۱۳)** وہی عمر بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی:-

ما من میت يموت الا و  
هو يعلم ما يكون في اهلہ بعدہ  
وانهم ليغسلونه ويكفونہ و  
انه لينظر اليهم  
ہر مردہ جانتا ہے کہ اس کے بعد اس  
کے گھر والوں میں کیا ہو رہا ہے لوگ  
اسے نہلاتے ہیں کفلاتے ہیں اور  
وہ انہیں دیکھتا جانتا ہے۔

**حدیث (۱۴)** ابو نعیم انہیں سے راوی:-

ما من میت يموت الا و  
في يد ملك ينظر الى جسده  
كيف يغسل وكيف يكفن وكيف  
يمشى به يقال له و هو  
على سريرہ اسمع ثناء  
الناس عليك -  
ہر مردے کی روح ایک فرشتے کے ہاتھ  
میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی  
جاتی ہے کیونکہ غسل دیتے ہیں کس طرح  
کفن پہناتے ہیں کیسے لے کر چلتے  
ہیں اور وہ جنازے پر ہوتا ہے کہ  
فرشتہ اس سے کہتا ہے سن تیرے  
حق میں بھلایا بڑا کیا کرتے۔

**حدیث (۱۵)** امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن ابی الدنیا کہ امام ابن  
ماجرہ صاحب سنن کے استاذ ہیں امام اجل بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:-

بلغني انه ما من ميت يموت  
الا ودوحه في يد ملك  
الموت فهم يغسلونه و  
بجھے حدیث پہنچی کہ جو شخص مرتا ہے  
اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں  
ہوتی ہے لوگ اسے غسل و کفن دیتے

(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سب صحاح میں ان سے روایت ہے ۱۲ منہ۔

۱۔ یہ بھی تابعی جلیل ثقہ ثبت ہیں علمائے مکہ معظمہ در رجال صحاح سنہ سے ۱۲ منہ

۲۔ تابعی جلیل ثقہ ثبت ہیں رداۃ صحاح سنہ سے ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔



یکفونہ وھویزی مایصنع  
اہلہ فلم یقدر علی الکلام  
لینہا ہم عن الرنة والعویل۔  
اقول:- اس نہ بولنے کی تحقیق زیر حدیث ۵۳ مذکور ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ  
حدیث (۱۶):- یہی امام سفیان علیہ رحمۃ اللہ عنہ سے راوی:-

ان المیت لیعرف کل شیء  
حق انه لینا شد با اللہ فاسلہ  
الاحففت علی قال ذیقال  
لہ وھو علی سریرہ  
اسمع ثناء الناس  
علیک۔  
بیشک مردہ ہر چیز کو پہچانتا ہے  
یہاں تک کہ اپنے نکلنے والے  
کو خدا کی قسم دیتا ہے کہ اُسانی سے  
نکلنا اور میری بھی فرمایا کہ اس سے  
جنازے پر کہا جاتا ہے سن لوگ تیرے  
بارہ میں کیا کہتے ہیں۔

حدیث (۱۷):- یہی امام عبدالرحمن بن ابی لیل علیہ رحمۃ اللہ عنہ سے  
راوی:-

الروح حید ملکہ  
یشی بہ مع الجنازہ یقول  
لہ اسمع ما یقال لہ  
الحدیث۔  
روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی  
ہے کہ اسے جنازے کے ساتھ لے کر  
چلتا اور اس سے کہتا ہے سن تیرے  
حق میں کیا کہا جاتا ہے۔

حدیث (۱۸):- یہی ابن ابی نجیح سے راوی:-

ما من میت یموت الا وروحہ  
جو مردہ مرتا ہے اس کی روح ایک فرشتے

۱۔ یہ تبع تابعین و مجتہدان کوفہ و رجال صحاح ستہ سے ہیں امام ثقہ حجت محدث مجتہد عارف باللہ امام

۲۔ یہ تابعی عظیم القدر جلیل الشان ہیں رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ۔

۳۔ تبع تابعین و علمائے مکہ و رواۃ صحاح ستہ سے ۱۲ منہ۔



فی ید ملک ینظر الی جسدہ  
کیف یغسل و کیف یکفن و کیف  
یمشی بہ الی قبرہ  
الحدیث -  
کہا تھا میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو  
دیکھتی ہے کیونکہ نہ لایا جاتا ہے کیونکہ نہ  
کفن پنا یا جاتا ہے کیونکہ قبر کی طرف  
لے کر چلتے ہیں۔

حدیث (۱۹) یہی ابو عبد اللہ بکر بن زنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی :-  
حدث ان المیت یستبشر  
بمجيئہ الی المقابر۔  
مجھ سے حدیث بیان کی گئی کہ دفن  
میں جلدی کرنے سے مردہ خوش  
ہوتا ہے۔

جعلنا اللہ بمنہ و کرمہ من المسرورین المستبشرین برحمته  
المستبشرین بالموت بجوده و سا بفرغته آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف  
الرحیم علیہ و علی آلہ و صحبہ و اولیاء امرتہ افضل الصلوة و التسليم۔

## نوع دوم احادیث

سمیع و ادراک اہل قبور میں اور اس میں چند فضیلتیں ہیں  
فصل اول :- ۱۔ صحاب قبور سے حیا کرنے میں۔

حدیث (۲۰) ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد  
جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت امام احمد منقول اور اسے حاکم نے بھی صحیح مستدرک میں  
روایت کیا اور بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا کہ فرماتیں :-

كنت ادخل بيتي الذي فيه  
میں اس مکان جنت آستان میں جہاں حضور

۱۔ تابعی جلیل القدر کما مر ۱۲ منہ۔

۲۔ تنبیہ اس نوع کی بعض احادیث بوجہ مناسبت نوع دوم میں مذکور ہوئیں

واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی واضع  
ثوبی و اقول انما هو  
زوجی و ابی فلما دفن  
عمر فواللہ ما دخلتہ  
الا و انما مشد و دة  
علی ثیابی حیاء من  
عمر۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار پاک  
ہے یونہی بے لحاظ حورو حجاب چلی جاتی  
اور جی میں کتنی دہاں کون ہے یہ میرے  
شوہر یا میرے باپ صلی اللہ تعالیٰ علی  
نوح و آلہ علیہم السلام و بارک وسلم جب  
سے عمر دفن ہوئے خدا کی قسم میں بغیر  
سراپا بدن چھپائے نہ گئی عمر سے شرم  
کے باعث رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

فرمائیے اگر ارباب مزارات کو کچھ نظر نہیں آتا تو اس شرم کے کیا معنی تھے اور  
دفن فاروق سے پہلے اس لفظ کا کیا منشا تھا کہ مکان میں میرے شوہر صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے سوا میرے باپ ہی تو ہیں غیر کون ہے۔

حدیث (۲۱)۔ ابن ابی شیبہ و حاکم حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے راوی:-

ما ابالی فی القبور قضیت  
حاجتی ام فی السوق بین ظہوانیہ  
والناس ینظرون

یعنی میں ایک سا جاتا ہوں کہ گورستان  
میں قصے حاجت کو بیٹھوں یا بیچ  
بازار میں کہ لوگ دیکھتے جائیں۔

مقصد ثالث میں اس کے مناسب سلیم بن عمر سے مذکور ہو گا کہ شرم اموات کے  
باعث مقابر میں پیشاب نہ کیا حالانکہ حاجت سخت تھی۔

فصل دوم:- احیاء کے آنے پر اس بیٹھنے، بات کرنے سے مردوں کے جی  
بہلنے میں۔

ظاہر کہ اگر دیکھتے سنتے سمجھتے نہیں تو ان امور سے جی بہلنا کیسا۔

حدیث (۲۲)۔ شفاء السقام امام سبکی و اربعین طائیفہ پیر شرح الصدور  
میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی:-



النس ما يكون الميت في قبره      قبر میں مردے کا زیادہ جی بھلنے کا وقت  
اذا اذارسه من كان يحبه في      وہ ہوتا ہے جب اس کا کوئی پیارا  
دار الدنيا۔      زیارت کو آتا ہے۔

حدیث (۲۳) :- ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبدالحق کتاب  
العاقبہ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پر نور سرور عالم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مکمن رجل يزور قبر      جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت  
اخيه ويجلس عليه الا      قبر کو جاتا اور وہاں بیٹھتا ہے میت کا  
استانس ورد عليه حتى      دل اس سے بہتا ہے اور جب تک  
يقوم۔      وہاں سے اٹھے مردہ اس کا جواب  
دیتا ہے۔

حدیث (۲۴) :- صحیح مسلم شریف میں ہے عمرو بن العاص رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہیں  
نزع میں فرمایا :-

اذا دفنتموني فشنوا      جب مجھے دفن کر چکو مجھ پر غم نہ کر آہستہ  
على التراب شنأنا قميوا      آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد  
احول قبري قد رما ينحور      اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ  
جزور ويقسم لحمها      ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو  
حتى استانس بحكم      یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں  
واعلم ما اذا راجع به      اور جان لوں کہ اپنے رب کے رسولوں  
يسل ربی۔      کو کیا جواب دیتا ہوں۔

فصل سوم :- احیا کی بے اعتدالی سے اموات کے ایذا پانے میں۔

ظاہر ہے کہ افعال و احوال احیا پر انہیں اطلاع نہیں تو ایذا پانی محض بے معنی



حدیث (۲۵) امام احمد بسند حسن عمار بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا:-  
لا تؤذ صاحب هذا القبر - اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔

یا فرما لا تؤذوا اے تکلیف نہ پہنچا۔

حاکم و طبرانی کی روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ ایک  
قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا:-

یا صاحب القبر اتزل من علی القبر لا تؤذ صاحب القبر  
یا صاحب القبر ولا تؤذیک - کو ایذا نہ دے نہ وہ تجھے

مقصد سوم میں اس حدیث کی شرح امام اجل حکیم ترمذی سے منقول ہوگی۔  
روایت مناسبہ:-

ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری سے راوی میں ملک شام سے بعمرہ کو جاتا تھا رات  
کو خندق میں اترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کے سو گیا جب  
جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا اور کہتا ہے لقد اذیتنی منذ اللیلۃ  
اے شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی۔

روایت دوم:-

امام بیہقی دلائل النبوة میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نمدی سے  
وہ ابن مینا تابعی سے راوی میں مقبرے میں گیا دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹ رہا خدا  
کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے قم فقد اذیتنی  
اٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی پھر کھاتم عمل کرتے ہو اور ہم نہیں کرتے خدا کی قسم اگر  
تیری طرح دو رکعتیں میں بھی پڑھ سکتا مجھے تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہوتا۔

۱۲۰۰ سالہ تابعی ثقہ فاضل رجال صحاح ستہ سے ۱۲۰۰ء۔

۱۲۰۰ء اجلا اکابر تابعین سے ہیں زمانہ رسالت پائے ہوئے تھے ثبت علماء رجال صحاح ستہ ۱۲۰۰ء



## روایت سوم:-

حافظ ابن مندہ امام قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی اگر میں تپائی ہوئی بحال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پاؤں ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ کسی قبر پر پاؤں رکھوں۔

پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا جاگتے میں سنا:-

الیک عنی یا رجل ولا تؤذی . اے شخص الگ ہٹ بھاگے ایذا نہ دے۔

حدیث (۲۶) امام مالک و امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن منصور و ابن جبان و دارقطنی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

واللفظ لاحمد کسر عظم مردے کی ہڈی توڑنی اور اسے ایذا دینی

البیت اذا ککسرت حیا۔ ایسی ہے جیسی زندہ کی ہڈی توڑتی۔

بعض روایات دارقطنی میں لفظ فی الالم اور زائد یعنی درد پہنچنے میں زندہ و مردہ برابر ہیں ذکرہ فی المقاصد المحسنہ مقصد سوم میں اس کے متعلق امام ابو عمر کا قول آئے گا۔

حدیث (۲۷) دہلی و ابن مندہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

احسن الکفن ولا تؤذ

امواتکم بعویل ولا ماخیر

وصیۃ ولا بقطیعة وعجلوا

قضاء دینہ واعد لواعن

جیران السوء۔

کفن اچھا دو اور اپنی میت کو چلا کر

رونے یا اس کی وصیت میں دیر لگانے

یا قطع رحم کرنے سے ایذا نہ پہنچا اور

اس کا قرض جلد ادا کر دو اور برے ہمسائے

سے الگ رکھو۔

لہ تابہ ثقہ فاضل رواۃ صحاح ستہ سے



یعنی قبور کفار و اہل بدعت و فسق کے پاس دفن نہ کرو۔

**حدیث (۲۸)۔** امام احمد ابو الزبیر سے راوی:-

کنت مع ابن عمر فی جنازة  
فسمعت صوت انسان یصیح  
فبعث الیہ فاسکتہ فقلت  
لہ اسکتہ یا ابا عبد الرحمن  
قال انہ یتاذی بہ  
للہ حتی یدخل فی  
قبرہ۔

میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
کے ساتھ ایک جنازہ میں تھا کسی کے  
چلانے کی آواز سنی اُنکی بھیج کر اے  
خاموش کرادیا میں نے عرض کی اے  
ابو عبدالرحمن آپ نے اے کیوں چپایا  
فرمایا اس سے مردے کو ایذا ہوتی ہے  
یہاں تک کہ قبر میں جلمے۔

**حدیث (۲۹)۔** امام سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:-

انہ دأی نسوة فی جنازة  
فقال ارجعن ما ذوہرات  
غیر ما جوہرات انک حق  
لتفتن الاحیاء وتوذین  
الاموات۔

یعنی انہوں نے ایک جنازے میں کچھ  
عورتیں دیکھیں ارشاد فرمایا پلٹ جاؤ  
گناہ سے جو جعل ثواب سے اور جعل  
تم زندوں کو فتنے میں ڈالتی اور  
مردوں کو اذیت دیتی ہو۔

**تنبیہ:-** سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو حدیث صحیح مشہور میں فرمایا  
المیت یعدب ببکاء  
الہی علیہ۔

زندوں کے رونے سے مردے پر

غداپ ہوتا ہے۔

جسے امام احمد و شیخین نے عمر فاروق و عبداللہ بن عمر و مغیرہ بن شعبہ اور ابو علی  
نے ابو بکر صدیق و ابو ہریرہ اور ابن عباس نے انس بن مالک و عمران بن حصین اور  
طبرانی نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایک جماعت  
ائمہ کے نزدیک اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ زندوں کے چلانے سے مردے کو



صدہ ہوتا ہے۔

امام اجل سیوطی نے شرح الصدور میں اس معنی کو ایک حدیث مرفوع سے مؤید کر کے فرمایا امام ابن جریر کا یہی قول ہے اور اسی کو ایک گروہ ائمہ نے اختیار فرمایا پھر اس کی تائید میں یہ دو حدیثیں ابن مسعود و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کہ ہم نے بیان کیں ذکر فرمائیں اس تقدیر پر ارشاد اقدس السمیت یجذب الحدیث کی آٹھوں روایتیں بھی یہاں شمار کے قابل تھیں مگر ازاں جا کہ علما کو اس کے معنی میں بہت اختلاف ہے نہ ہمارا قصد حصروا استیعاب لہذا انہیں معدود نہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

**حدیث (۳۰)** ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:-

اذی المؤمن فی مותہ کاذا  
فی حیاتہ۔

**حدیث (۳۱)** سعید بن منصور اپنے سنن میں راوی کسی نے اس جناب سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا:-

کما کرہ اذی المؤمن فی حیاتہ  
فانی کرہ اذا بعد موتہ۔

**حدیث (۳۲)** طبرانی عبد الرحمن بن عمار بن لجلج سے ان کے والد  
عمار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا:-

یا بنی اذا وضعتنی فی لحدی  
فقل بسم اللہ علی ملۃ  
رسول اللہ شوشن علی

اے میرے بیٹے جب مجھے لحد میں  
رکھے بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ  
کہنا پھر مجھ پر آمین آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا

۱۔ تابعی ثقہ ہیں اور ان کے بیٹے عبد الرحمن تبع تابعین مقبول الروایتہ سے دونوں صاحب  
رجال جامع ترمذی میں ہیں ۱۲ منہ سلمہ۔



الترب شناً شواقرأ عند أُمّو  
بفأنتحة البقرة وأخانتها فاني  
سمعت رسول الله صلى الله عليه  
وسلم يقول ذلك -  
پھر میرے سرانے سونے بقر کا شروع  
یعنی مفلحوں کے صفات میں سے  
ہوں رسول سے پڑھا کہ میں نے  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ  
فرماتے سنا۔

اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد صحیح مسلم سے ابھی گریزا کہ مجھ پر  
مٹی عجم تھم کر بہ زنی ڈالتا۔  
شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث  
کے نیچے لکھتے ہیں:-

”چوں دفن کنید مرا پس بہ زنی و سہولت میندازید بر من خاک را یعنی  
اُمّ اکامک اندازید و ای اشارت است بآنحضرت احواس میکند و صدمہ  
میشود بآنحضرت صدمہ بآں زندہ۔

فصل چہارم:- میں وہ احادیث میں مراجعہ وارد کر دے اپنے  
زائرین کو پہچانتے اور ان کا سلام سننے اور انہیں جواب دیتے ہیں۔  
حدیث (۳۳) امام ابو عمر ابن عبد البر کتاب الاستدلال کا رد التعمید میں حضرت  
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ما من احد یمر بقبر اخیه  
المومن کان یعرفہ فی  
الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ  
وہ علیہ السلام۔  
جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر  
گنہگار سلام کرتا ہے اگر وہ اسے  
دنیا میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا  
اور جواب سلام دیتا ہے۔

امام ابو محمد عبدالحق کہ اجلہ علمائے حدیث سے ہیں اس حدیث کی تصحیح  
کرتے ہیں:-



”ذکرہ الامام السیوطی فی شرح الصدور والفاصل  
الزرقانی فی شرح المواهب“

اسی طرح امام ابو عمرو سید علامہ سمعونی نے اس کی تصحیح فرمائی:-

”ذکرہ الشیخ المحقق فی جامع البرکات وجذب القلوب“

امام سبکی خفاء السقام میں یہ حدیث لکھ کر فرماتے ہیں:-

”ذکرہ جماعة وقال القرطبی فی التذکرۃ ان عبد الحق صحیحہ روینا“

فی الخلیا من حدیث ابو ہریرۃ ایضا انتہی قلت وستسمع ذلك“

حدیث (۳۴):- ابن ابی الدنیا و یحییٰ و صابونی و ابن عساکر و خطیب بغدادی و غیرہم

محدثین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا مر الرجل بقبر يعرفه	جب آدمی ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے
فسلم علیہ رد علیہ	دنیا میں شناسائی تھی اور اسے سلام
السلام وعرفه و اذا مر	کرتا ہے میت جواب سلام دیتا اور
بقبر لا يعرفه فسلم	اسے پہچانتا ہے اور جب ایسی قبر پر
علیہ رد علیہ	گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی
السلام۔	اور سلام کرتا ہے میت جواب سلام دیتا

حدیث (۳۵):- امام عقیلی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:-

قال قال ابو ذر بن یاسر رسول	یعنی ابو ذر بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الله ان طریق علی الموقی فقل	نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا راستہ
من کلامہ ائکم بہ اذا مریت	مقابر پر ہے کہ مٹی کلام ایسا ہے کہ

لے ف سمودی گریہ کہ احادیث دریں معنی بسیار است و این معنی در احادیث و عموم  
مومنین متحقق ۱۲ جلد ب القلوب۔



عليه وقال قل السلام عليكم  
يا اهل القبور من المسلمين  
والثومنين انتم ولنا سلف و  
نحن لكم تبع وانا انشاء الله  
بكم لا حقون قال ابو  
زريين يا رسول الله يسمعون  
قال يسمعون ولكن  
لا يستطيعون ان  
يجيبوا۔

جب ان پرگز رسول کما کر دیں فرمایا یوں  
کہ سلام تم پر ہے قبر والو اہل اسلام  
اور اہل ایمان سے تم ہمارے آگے  
ہو اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم ان شاء  
اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں ابو  
زریں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی  
یا رسول اللہ کیا مردے سنتے ہیں  
فرمایا سنتے ہیں مگر جواب نہیں  
دے سکتے۔

تنبیہ نبیہ :- امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں اس حدیث کے  
نیچے فرماتے ہیں :-

ای جواباً یسمعه  
الحی والاک فہم  
بردون حیث لا  
یسمعون۔

یعنی حدیث کی یہ مراد ہے کہ مردے  
ایسا جواب نہیں دیتے جو زندہ سن  
لیں ورنہ وہ ایسا جواب تو دیتے ہیں جو  
ہمارے سننے میں نہیں آتا۔

اقول :- یہ معنی خود اس فصل کی دو حدیث سابق سے واضح کہ ان میں تصریحاً  
فرمایا مردے جواب سلام دیتے ہیں اور اس کی نظیر وہ ہے جو حدیث ۵۱ میں بکر بن  
عبداللہ مزنی سے گزرا کہ روح سب کچھ دیکھتی ہے مگر بول نہیں سکتی کہ شور و فریاد  
سے منع کرے اس کے معنی بھی وہی ہیں کہ اپنی بات احیا کو سنا نہیں سکتے ورنہ صحیح  
حدیثوں میں اس کا کلام کرنا فارغ جیسا کہ حدیث ۳ وغیرہ میں گزرا۔

تنبیہ دوم :- فقیر کتاب ہے پھر یہ ہمارا نہ سنا بھی دائمی نہیں صد ہا بندگان خدا  
نے اموات کا کلام سنا ہے جن کی بکثرت روایات خود شرح الصدور وغیرہ میں مذکور  
اور بعض اسی مقصد میں فقیر نے بھی نقل کیں اور عجب نہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے



محل پر اور بھی مذکور ہوں۔

**تنبیہ سوم :-** بس نافع دوم اقول وبالله التوفیق طرفہ یہ ہے کہ جواب سوال نوزدہم میں صاحب مائتہ مسائل نے بھی اس حدیث کو عن القاری عن السیوطی عن العقیلی نقل کیا اور اموات کے لیے سلام احیا کا سننا مسلم رکھا اسی قدر سے اپنی وہ سب جولانیاں جو زیر سوال ۲۶ کی ہیں باطل مان لیں کہ وہاں جن پانچ عبارتوں سے استناد کیا ان سب میں نفی مطلق ہے۔

اسی طرح آیہ کریمہ بفرض غلط نافی سماع ہو تو وہاں بھی سلام و کلام کی کچھ تخصیص نہیں۔

اور عبارت دوم میں تو صاف منافات موت و افہام مذکور کیا بعض جگہ متنافیٰ بھی جمع ہو جاتے ہیں۔

اور عبارت پنجم میں صریحاً لفظ جمادات موجود پھر پتھروں کے آگے سلام کلام سب ایک سا۔

عرض اگر آیت اور ان عبارات کا وہی مطلب تو سماع سلام کی تسلیم میں ان سب استنادوں کو دفعۃً سلام ہوا جاتا ہے پھر ناحق آپ نے یہاں حدیث عقیلی سے استناد اور کلمات قاری و سیوطی پر اعتماد کیا۔ قاری و سیوطی نے سنیے گا تو بہت کچھ ماننا پڑیگا ان کی تحقیقات قاہرہ و تصریحات باہرہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد ثالث میں جگر شگاف مکابرہ و اعتسفات ہوتے ہیں۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثوں پر کان رکھا اور ارواح گزشتگان کو جہاد و سنگ ماننے کا دھرم گیا ذرا خدا لگتی کہنا ایک عقیلی کی حدیث سے آپ نے سماع سلام تو تسلیم کیا بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث کثیرہ سے جو توں کی پھل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز اور سلام کے سوا اور انواع کلام بھی سننا اور ان پتھروں کا اپنے زائروں کو پہچاننا ان کا جواب سلام دینا ان سے انس حاصل کرنا اور ان کے سوا صد ہا امور جو ثابت و مذکور وہ کس جی سے ماننے گا یا وہاں پھر اَخَالَفَ بَعْضُ الْحَدِيثِ وَكَافَى بَعْضُ کی ٹھہرے گی



علاوہ بریں خود یہ حدیث عقلی اس تخصیص سلام کے رد کو کیا تھوڑی سی یہاں بھی اموات سے فقط السلام علیکم نہ کہا گیا ذرا آنکھیں مل کر ملاحظہ ہوا گے ان پتھروں سے کچھ اور کلام و خطاب بھی نظر آتے ہیں کہ تم ہمارے سلف ہم تمہارے خلف ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تم سے ملیں گے۔

اس سارے کلام پر ابو زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتے ہیں فرمایا ہاں سنتے ہیں اور لطف یہ کہ اس حدیث کے بعد امام سیوطی کا وہ قول بھی نقل کر گئے کہ حدیث میں جواب نہ دینے سے یہ مراد ہے وہ نہ اموات واقع میں جواب دیتے ہیں سبحان اللہ سلام بھی نہیں کلام بھی نہیں جواب بھی دیں اور پھر پتھر کے پتھر ان اللہ و ان الیہ راجعون سچ فرمایا مولوی معنوی قدس سرہ نے ۵

ما سمیعیم و بصیریم و خورشیم  
باشمنا: محرو بن ماخاشیم

**حدیث (۳۶):**۔ طبرانی معجم اوسط میں عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کے قبور پر ٹھہرے اور فرمایا:۔

والذی نفسی بیدہ لا یسلو  
علیہم احداً کارد والے  
قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان  
ہے قیامت تک جو ان پر سلام کرے گا  
یہ جواب دیں گے۔  
یوم القیمة۔

**حدیث (۳۷):**۔ بعینہ اسی طرح حاکم نے صحیح مستدرک میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے تصحیح کی۔

**حدیث (۳۸):** حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوة میں بطریق عطا بن خالد مخزومی عبد اللہ بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد ماجد عبد اللہ بن ابی فروہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیارت شہداء کے احکام کو تشریف لے گئے اور عرض کی:۔



اللهم ان عبدك و ذيلك  
يشهد ان هو لا شهادة  
وانه من زارهم اوسلم عليهم  
يوم القيمة ردوا عليه۔  
اللی تیرا بندہ اور تیرا بنی گواہی دیتا ہے  
کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو ان کی  
زیارت کو آئے گا وہ ان پر سلام کرے گا  
یہ جواب دیں گے۔

**تتمہ حدیث:**۔ عطات کہتے ہیں میری خالہ مجھ سے بیان کرتی تھیں میں ایک  
بار زیارت قبور شہدا کو گئی میرے ساتھ دو لڑکوں کے سوا کوئی نہ تھا جو میری سواری کا  
جائزہ تھامے تھے میں نے مزارات پر سلام کیا جواب سنا اور آواز آئی:۔  
والله انا نعرفکوکما یعرف  
بعضنا بعضا۔  
خدا کی قسم ہم تم لوگوں کو ایسا پہچانتے  
ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو۔

میرے بدن پر بال کھڑے ہو گئے سوار ہوئی اور واپس آئی۔  
**روایت دوم مناسب او:**۔ امام بیہقی نے ہاشم بن محمد عمری سے روایت  
کی مجھے میرے باپ مدینہ طیبہ سے زیارت قبور احد کو لے گئے جمعہ کا دن تھا صبح ہو  
چکی تھی آفتاب نہ نکلا تھا۔ میں اپنے باپ کے پیچھے تھا جب مقابر کے پاس پہنچے  
انہوں نے یا اواز کہا سلام علیکم بسا صبرتو فنعو عقبی الدار جواب آیا و علیک  
السلام یا ابا عبد اللہ باپ نے میری طرف پھر کر دیکھا اور کہا اے میرے بیٹے تو  
نے جواب دیا میں نے کہا نہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر لیا اور کلام مذکور  
کا اعادہ کیا دوبارہ دیا ہی جواب ملا سہ بارہ کیا پھر وہی جواب ہوا میرے باپ اللہ  
تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر میں گر پڑے۔

**روایت سوم:**۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی دلائل میں انہیں عطات مخزومی  
کی خالہ سے راوی ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس  
نماز پڑھی اس وقت جنگل بھر میں کسی آدمی کا نام نشان نہ تھا بعد نماز مزار مطہر پر سلام  
کیا جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ فرمایا:۔

من یخرج من تحت القبر  
جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے میں



اعرفہ کما اعرف ان الله  
 خلقنی و کما اعرف اللیل  
 والنہار۔  
 اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں  
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے  
 حدیث (۳۹) ابن ابی الدنیا اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت محمد بن واسع  
 سے راوی:-

قال بلغنی ان الموت  
 یعلمون بزوارہم یوم  
 الجمعة ویوماً قبلہ و  
 یوماً بعدہ۔  
 مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مردے اپنے  
 زائروں کو جانتے ہیں جمعہ کے دن اور  
 ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس  
 سے بعد۔

تنبیہ:- اس حدیث کے یہ معنی کہ بوجہ برکت جمعہ ان تین دن میں ان کے  
 علم و ادراک کو زیادہ وسعت دیتے ہیں جو معرفت و شناسائی انہیں ان روزوں  
 میں ہوتی ہے اور دنوں سے بیش و افزون ہے نہ یہ کہ صرف یہی تین دن علم و ادراک  
 کے مہوں ابھی سن چکے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کثیرہ مطلق ہیں جن  
 میں بلا تخصیص ایام ان کا علم و ادراک ثابت فرمایا تصریح اس معنی کی ان شاء اللہ  
 مقصد سوم میں مذکور ہوگی۔

فصل پنجم:- میں وہ جلیل حدیثیں جن سے ثابت کہ سماع اہل قبور سلام ہی پر  
 مقصود نہیں بلکہ دیگر کلام و اصوات بھی سنتے ہیں۔

حدیث (۴۰):- بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی اپنے صحاح اور  
 امام احمد سند میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور پر سید العالمین  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

۱۔ یہ تابعی ہیں ثقہ عابد عارف باللہ کثیر المناقب رجال صالح سنہ سے الا الطرفین



واللفظ المسلم ان الميت اذا وضع  
في قبره انه ليسمع خلق نعاله  
اذا انصرفوا -  
مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ  
دفن کر کے پلٹتے ہیں بیشک وہ ان کی  
جو تہیوں کی آواز سنتا ہے۔

حدیث (۴۱) :- احمد والبوداؤد بسند جید برادر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ان الميت ليسمع خلق نعالهم  
اذا اولواهم بدین -  
بیشک مردہ جو تہیوں کی پھل سنتا ہے  
جب لوگ اسے پیٹھ دے کر پھرتے ہیں

حدیث (۴۲) بیہقی و طبرانی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی  
سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ان الميت اذا دفن ليسمع خلق  
نعالهم اذا اولوا عنه  
منصرفین -  
بیشک جب مردہ دفن ہوتا ہے اور  
لوگ واپس آتے ہیں وہ ان کی جو تہیوں  
کی آواز سنتا ہے۔

حدیث بیہقی کو امام سیوطی نے شرح الصدور میں فرمایا یا بکستہ الحسن اور  
سند طبرانی کو علامہ مناوی نے تیسیر میں کہا دجا کالہ ثقات۔

حدیث (۴۳) ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف اور ابن حبان نے صحیح  
مسلم بالتقاسیم والا نواع اور حاکم نیشاپوری نے الصحیح المستدرک علی البخاری  
وسلم اور بغوی نے شرح السنہ اور طبرانی نے معجم اوسط اور منہاجتے کتاب الزہد  
اور سعید بن السکن نے اپنی سنن اور ابن جریر ذہابن منذر و ابن مردودہ و بیہقی نے  
اپنی اپنی تصانیف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

والذي نفسي بيدك ان الميت  
اذا وضع في قبره انه ليسمع  
خلق نعالهم حين يولون  
قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری  
جان ہے جب مردہ قبر میں رکھا جاتا  
ہے کفش پائے مردم کی آواز سنتا



عنه۔

۷۔ جب اس کے پاس سے پٹتے ہیں۔

حدیث (۴۴) :- جو پیر نے اپنی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث طویل روایت کی جس میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :-

یسرے خفق نعالہم ونفہس  
ایدیکم اذا ولیتم  
عنه مدبرین۔

بیشک وہ یقیناً تمہارے جوتوں کی  
پہچل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز  
سنائے جب تم اس کی طرف سے  
پیٹھ پھیر کر چلتے ہو۔

حدیث (۴۵) طبرانی وابن مردویہ ایک حدیث طویل میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن مروی :-

قال شہدا جنازة مع  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فلما فرغ من دفنها و  
انصرف الناس قال انه  
الآن یسمع خفق نعالہم  
الحدیث۔

ہم ایک جنازہ میں حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب حاضر  
تھے جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے  
اور لوگ پیٹھے حضور نے ارشاد فرمایا  
اب وہ تمہاری جوتیوں کی آواز  
سن رہا ہے۔

فائدہ جلیلہ :- چالیسویں سے پینتالیسویں تک جو چھ حدیثیں مذکور ہوئیں  
پہلے ہی لا جواب ٹھہر چکی ہیں آج تک کوئی جواب معقول ان سے نہ ملا نہ ملے غایت  
سعی ان کی طرف سے یہ ہے کہ سماع مذکور کو اول وضع فی القبر سے تخصیص کریں یعنی  
جب قبر میں رکھ کر مٹی دیتے ہیں اس وقت میت کو ایسی قوت سامعہ ملتی ہے کہ اب  
میں قریب سوال منکر نکیر ہونے والا ہے اس کے لیے بیشتر سے ایسے حواس عطا  
ہو جاتے ہیں پھر بعد سوال یہ قوت نہیں رہتی حالانکہ عند الانصاف یہ ادعا محض  
بے دلیل و لا طائل ہے۔



**اولاً:** یہ تخصیص ظاہر حدیث کے خلاف جس پر کوئی دلیل قائم نہیں حدیثیں صاف صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ میت کی قوت سامعہ قبر میں اس درجہ قوی اور تیز ہے کہاں سے جانا کہ یہ اسی وقت کے لیے ملتی اور پھر جاتی رہتی ہے۔  
**ثانیاً:** مقدمہ سوال کے لیے پیشتر سے جو اس مل جانا کیا معنی کیا فوراً وقت سوال نہ مل سکتی تھی یا عطائے الہی میں محاذ الشد کچھ دیر لگتی ہے کہ پہلے سے اہتمام ہو رہنا ضرور ہوا یہ دونوں اعتراض شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدارج النبوة میں افادہ فرمائے حیث قال:-

”ایں تخصیص خلاف ظاہر است و دلیلی نیست برآں و ظاہر حدیث آنست کہ ایں حالت حاصلست میت را در قبر و زندہ گردانیدن میت در وقت سوال است و پیش از اں زندہ گردانیدن برای مقدمہ سوال

چہ معنی دارد

**ثالثاً** کما اقول سلمنا:- کہ پہلے ہی سے ہوش و حواس مل جانا ضرور تھا مگر حاجت اسی قدر کی تھی جس میں وہ نیکو زمین کی بات سن سمجھ لیتا اس قدر قوت عظیمہ کی کیا ضرورت تھی کہ باوجود اتنے حائلوں کے ایسی ہلکی آوازیں بے تکلف سننے خود یہ حضرات مسئلہ میں فی الضرب کی یہی توجیہ کرتے ہیں کہ ہمارے سمارے سے مردہ کو تکلیف یعنی ایذا نہیں ہوتی اس کا ادراک عذاب الہی کے واسطے ہے۔  
یونہی چاہیے تھا کہ اس کا سماع سوال نیکو زمین کے لیے ہو نہ ان اصوات خارجہ کے واسطے۔

**رابعاً** کما اقول:- ایضاً اگر مسئلہ میں فی الکلام عدم سماع پر معنی ہو کما زعموا اور اب آپ نے بھی بشوکت احادیث قاہرہ اتنی دیر کے لیے سماع تسلیم کیا تو واجب

۱۔ تنبیہ یہ بات بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ بیشک ایذا ہوتی ہے دیکھو اس مقصد کی فصل سوم اور مقصد سوم کی انجمن ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔



کہ اس وقت میت سے کلام کرنے والا حادث ہو کہ وہ مبنی آپ ہی کے اقرار سے  
 یہاں منتفی حالانکہ مسئلہ قطعاً مطلق ہے لاجرم ماننا پڑے گا کہ ایمان عرف پر  
 مبنی اور عرفا اس قسم سے بعد موت کلام کرتا نہیں سمجھا جاتا لہذا حالت حیات سے  
 منقید رہا ہم کہیں گے اب حق کی طرف رجوع ہوئے واقعی اس مسئلہ کا یہی مبنی ہے  
 اور اب انکار سماع موتی سے اسے کچھ علاقہ نہ رہا

اسی طرح حضرات نجدیہ سے کہا جائے گا اگر آپ بھی احادیث صحیحہ مصطفیٰ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لا کر سماع میت تسلیم کرتے ہیں اگرچہ اس وقت خاص ہی میں بھی  
 نواب حکم ارشاد ہوا اگر کوئی بندہ مسلمان کسی عبد صالح کے دفن ہوتے ہی فوراً اس سے  
 استمداد و طلب دعا کرے تو ابھی وہ بنائے انکار یعنی عدم سماع متحقق نہ ہوا دراجی کر اگر  
 اس وقت خاص ہی میں اجازت دے دیجئے۔

**خامساً کما قول ایضاً:**۔ موت کو تمام حواس و ادراکات و دیگر اوصاف  
 حیات سے یکساں نسبت ہے۔ معاذ اللہ اگر پتھر ہونا ٹھہرا تو سنا۔ دیکھنا۔  
 سمجھنا۔ بو لگنا سب کا بطلان لازم اور یہ حضرات کرام خود فرما چکے کہ موت منافی فہم ہے  
 اب کیا جواب ہے ان حدیثوں سے جو فصل اول و دوم و سوم میں گزریں جن سے  
 ثابت کہ اموات ہمیشہ اپنے زائرین کو پہچانتی اور ان سے مانس حاصل کرتی اور  
 ان کے سلام کا جواب دیتی اور ان کی بے اعتدالیوں سے ایذا پاتی ہیں الی غیر ذلک  
 من الامور المذكورۃ بطلا یہاں تو مقدمہ سوال کی تخصیص نکلی تھی ان احادیث میں  
 کوئی خصوصیت آئے گی۔

**تنبیہ:**۔ میرا یہ سب کلام حقیقتہً ان حضرات منکرین سے ہے۔ جو عبارات  
 علماء کے یہ معنی سمجھے در نہ فقیر کے نزدیک ان کے ارشاد کا وہ محل ممکن جو عقیدہ  
 اہل حق سے مخالف نہ ہو مولوی صاحب اگر جواب فقیر میں ان عبارات کو یاد کریں  
 گے اس وقت ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تحقیق دقیق و تدقیق انیق حاضر کروں گا۔  
 اور عجیب نہیں کہ مقصد سوم میں اس کی بعض کی طرف مہموا العود احمد و باللہ



سبحانہ و تعالیٰ التوفیق ۔

حدیث (۴۶) :- صحیح بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :-

اطلع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اهل القلیب فقال وجدتم ما وعد بکم حقاً فقیل له اتدعوا امواتاً فقال ما انتم با سماع منہم ولکن لا یجیبون ۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ بدر پر تشریف لے گئے جس میں کفار کی لاشیں پڑی تھیں پھر فرمایا تم نے پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا یعنی عذاب کسی نے عرض کی حضور مردوں کو پکارتے ہیں ارشاد فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ سننے والے نہیں پردہ جواب نہیں دیتے ۔

حدیث (۴۷) :- صحیح مسلم شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :-

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یومنا مصارع اهل بدر فحاق الحدیث الی ان قال (فلنطلق رسولنا للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اتی الیہم فقال یا فلان بن فلان و یا فلان بن فلان هل وجدتم ما وعد کما اللہ ورسولہ حقاً فانی قد وجدتم ما

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہو گیا اور یہاں فلاں جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں پھر بحکم حضور وہ جیفے ایک کومش میں بھر دیے گئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دہاں تشریف لے گئے اور نام بنام ان کفار لیا م کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا اور فرمایا تم نے



وعدنی اللہ حقا قال عمر  
یا رسول اللہ کیف تکلم  
اجساد الا ووح فیہا  
قال ما انتہ باسمع  
لما اقول منهم  
غیر انہم لا  
یستطیعون ان یردوا  
علی شیئا۔

بھی پایا جو سچا وعدہ خدا در سول نے  
تمہیں دیا تھا کہ میں نے تو پایا جو حق  
وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا۔  
امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
عرض کی یا رسول اللہ حضور ان جہوں  
سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن کو رد میں  
نہیں فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں اسے کچھ  
تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں یہ  
طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔

**حدیث (۴۸):**۔ یونہی صحیح مسلم وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے مروی اور اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن بعد اس کو یمن پر تشریف  
لے گئے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں فرمایا:۔

والذی نفسی بیدہ ما  
انتہر باسمع لما اقول  
منہم ولکنہم لا یقدرون  
ان یجیبوا۔

قسم اس کی جس کے دست قدرت میں  
میری جان ہے میں جو فرما رہا ہوں اس  
کے سننے میں تم اور وہ برابر ہو مگر وہ  
جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

**حدیث (۴۹):**۔ یونہی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث ابو طلحہ انصاری  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ۱ ما لبخاری فاقہ بطول واما مسلم  
فاحاکہ علی حدیث انس رضی اللہ عنہ۔

**حدیث (۵۰):**۔ طبرانی نے بسند صحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کی مسجد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یسمعون کما تسمعون و  
لکن لا یجیبون۔

جیسا تم سنتے ہو یونہی وہ بھی سنتے ہیں  
مگر جواب نہیں دیتے۔



**حدیث (۵۱):** اسی طرح امام سلیمان بن احمد مذکور نے حدیث عبداللہ بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

**تنبیہ نبیہ:** ان چھ حدیثوں سے جواب میں جو کچھ کہا گیا تخصیص بے تخصیص و دعویٰ بے دلیل سے زیادہ نہیں مثلاً یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص اعجاز تھا یا یہ صرف ان کفار کے لیے ان کی حسرت و ندامت بڑھانے کو واقع ہوا حالانکہ ان تخصیصوں پر صلا کوئی دلیل نہیں ایسی گنجائش ملے تو ہر نص شرعی جیسی چاہیں تخصیص ہو سکے اور ان سے بڑھ کر یہ رکیک تاویل ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ خطاب حقیقتاً اموات سے خطاب نہ تھا بلکہ زندوں کی عبرت و نصیحت کو تھا حالانکہ نفس حدیث اس کے رو پر حجت کافیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جواب میں صاف ان کا سننا ارشاد فرمایا نہ یہ کہ ہمارا یہ کلام صرف تنبیہ اسیا کے لیے ہے جیسے مرثیہ سیدنا امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں کسی کا مصرع

ای آب خاک شکوہ ترا آبرو نماند

باقی اس کے متعلق تمام ابحاث فتح الباری دارشاد الساری و عمدة القاری شروح صحیح بخاری و مرقاۃ و لمعات و اشعة اللمعات شروح مشکوٰۃ و مدارج النبوة وغیرہ تصانیف علما میں ملے ہو چکی ہیں جن کی تفصیل موجب تطویل مولوی صاحب اگر امور طے شدہ کی طرف پھر رجعت کریں تو بذراکتب مذکورہ پر نظر کر کے تقریباً وہ فرمائی جائے جس میں ان کی تنقیحات جلیلہ سے عمدہ برائی سمجھ لیں اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی وہ شوارق ساطعہ و بوارق لامعہ حاضر کرے گا جو اس وقت میرے پیش نظر جو لائینوں پر ہیں اور شاید ان میں سے چند حروف مقصد موسم میں استنظاراً مذکور ہوں و باللہ التوفیق۔

**حدیث (۵۲):** ابو الشیخ عبید بن مرزوق سے راوی:-

كانت امرأة تقوم المسجد یعنی ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی



فما كنت فله يعلم بها النبي  
 صلى الله تعالى عليه وسلم  
 فمر على قبرها فقال ما هذا  
 القبر قالوا امر محجن قال  
 التي كانت تقم المسجد  
 قالوا نعم فصفت الناس  
 فصلى عليها ثم قال اى  
 العمل وجدت افضل  
 قالوا يا رسول الله نسمع  
 قال ما انتو باسمع منها  
 فذكر انها اجابتة قبر  
 المسجد

تھیں ان کا انتقال ہو گیا نبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور  
 ان کی قبر پر گزرے دریافت فرمایا یہ  
 قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کی ام محجن  
 کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی  
 تھی عرض کی ہاں حضور نے صفت باندھ  
 کر نماز جنازہ پڑھائی پھر ان بی بی  
 کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے  
 کونسا عمل افضل پایا صحابہ نے عرض کی  
 یا رسول اللہ کیا وہ سنتی چل رہا یا کچھ  
 تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر فرمایا  
 اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی۔

حدیث (۵۳) :- طبرانی معجم کبیر و کتاب الدعایں اور ابی نعیم اور امام ضیائی  
 مقدسی کتاب الاحکام اور ابراہیم حری کتاب اتباع الاموات اور ابوبکر غلام الخلال  
 کتاب الشافی اور ابن زہیرہ و صایا العلماء عند الموت اور ابن شاہین کتاب ذکر الموت  
 اور دیگر علمائے محدثین اپنی تصانیف حدیثیہ میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اذ مات احد من اخوانکم فموتیم  
 التراب علیہ فلیقم احدکم  
 علی رأس قبرہ ثعلیقاً یأ  
 فلان بن فلانة فانه یسمعه

جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے  
 اور اس کی قبر پر مٹی برابر کر چکونم میں  
 کوئی اس کے سرھانے کھڑا ہو اور  
 فلاں بن فلانة کہہ کر پکارے کہ بیشک

لہ یعنی اسے اس کی ماں کی طرف نسبت کر کے مثلاً اسے زبید بن جندہ اور اگر (باقی بر صفحہ آئندہ)



فلا یجیب شریقول یا فلان  
بن فلانة فانه یستوی قاعدا  
ثوبقول یا فلان بن فلانة فانة  
یقول ارشدنا ورحمک اللہ  
ولکن لا تشعرون فلیقل  
اذکر ما خرجت علیہ من  
الدنیا شہادۃ ان لا الہ  
الا اللہ وان محمد عبدا  
ورسولہ وانک وضیت  
باللہ ربا وبالا سلام  
دینا وبعحمد نبیا و  
بالقرآن اماما فان منکرا  
ونکیرا یاخذ کل واحد  
منہا بید صداجہ ویقول  
انطلق بنا ما نقعد  
عند من القن حجة  
الحديث

وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا دوبارہ پھر  
یونہی نہ کرے و سید صاحب بیٹھے گا دوبارہ  
پھر اسی طرح آواز دے اب وہ جواب  
دے گا کہ میں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم  
کرے مگر تمہیں اس کے جواب کی خبر نہیں  
ہوتی اس وقت کہ یاد کرو وہ بات جس  
پر تو دنیا سے نکلا تھا گو اسی اس کی کہ اللہ  
کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے  
اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نے  
پسند کیا اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور  
اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو نبی اور قرآن کو پیشوا۔  
منکر و نکیر ہر ایک دوسرے کا ہاتھ  
پکڑ کر کہیں گے چلو ہم کیا بیٹھیں اس  
کے پاس جسے لوگ اس کی حجت  
سکھا چکے۔

قائدہ:- امام ابن الصلاح وغیرہ محدثین اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:-  
اعتضد بشواہد وبعمل اہل الشام قدیمایعنی اسے دو وجہ سے قوت ہے ایک  
تو احادیث اس کے مؤید دوسرے زمانہ سلف سے علمائے شام اس پر عمل کرتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ماں کا نام نہ معلوم ہو تو بن حوا کہے کہ وہ سب کی ماں ہیں خود اسی حدیث میں  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ معنی مروی ۱۲ منہ۔



آئے۔ نقل علامہ ابن امیر الحاج فی الحلیۃ۔ اسی طرح امام نقاد الحدیث ضیائی مقدسی و امام خاتم الحفاظ حافظ الشان ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی نے اس کی تقویت اور امام شمس الدین سخاوی نے اس کی تقریر فرمائی۔ اور اس باب میں خاص ایک سال تالیف فرمایا۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عمل کرنا علمائے شام سے نقل فرمایا۔ اور امام ابوبکر ابن العربی نے اہل مدینہ اور بعض دیگر علماء نے اہل قرطبہ وغیرہ سے اس کا عمل نقل کیا۔ میں کہتا ہوں یہ عمل زمانہ صحابہ و تابعین سے ہے۔ حضرت ابو امامہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے لئے تلقین کی وصیت فرمائی۔ کہا اخرجہ ابن مندۃ من وجہ أخر كما ذكره الامام السيوطي في شوح الصدور۔

قلت بل والطبرانی ايضا على ما ساق لفظه البدر الممجد في البناء شوح الهداية۔ اور تین تابعیوں سے عنقریب منقول ہوگا کہ اے مستحب کہا جاتا تھا ظاہر ہے کہ ان کی یہ نقل نہ ہوگی مگر صحابہ یا اکابر تابعین سے جو ان سے پہلے ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ علامہ ابن حجر مکی کی شرح مشکوٰۃ میں ہے:

اعتضد ابشواهد يرتقي بها الى درجة الحسن؟

یہ حدیث بوجہ شواہد درجہ حسن تک ترقی کیے ہے، اسی طرح ذیل مجمع بحار الانوار میں تصریح کی کہ اس نے شواہد سے قوت پائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث (۵۴ تا ۵۶)۔ امام سعید بن منصور شاگرد امام مالک سے استاذ امام احمد اپنے سنن میں راشد بن سعد و ضمرو بن حبیب و حکیم بن عمیر سے راوی۔ ان سب نے فرمایا:

اذا سوي على الميت قبره و	جب میت پر مٹی کے کبر و دست کر
انصرف الناس عنه كان	پھیں، اور لوگ واپس آجائیں تو مستحب

۱۵ تا بی ثقہ رجال سنن اربعہ کے ۱۲۔

۱۶ تا بی ثقہ رجال صحاح ستہ کے ۱۲۔

۱۷ تا بی صدوق رجال ابوداؤد ابن ماجہ کے ۱۲ منہ۔



یستحب ان یقال لمیت عند قبره یا فلان قل لا اله الا الله ثلاث مرات یا فلان قل بی الله و دینی الاسلام و نبی محمد صلی الله علیه و سلم۔

سمجھا جاتا تھا کہ مٹے سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا جائے۔ اے فلان ! کہہ لا اله الا اللہ تین بار۔ اے فلان ! کہہ میرا رب اللہ ہے، اور میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

### وصل آخر من ہذا الفصل :-

فصل پنجم کی حدیثوں نے جس طرح بحمد اللہ سماع موتی کی تصریح صریح فرمائی یوں ان میں اکثر نے ثابت کر دکھایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اہل قبور سے کلام صرف سلام پر مقتصر نہ تھا۔ اور بدیہی ہے کہ جماد محض سے مخاطبہ و گفتگو معقول نہیں۔ لہذا ہم آخر فصل میں وہ بعض حدیثیں جن میں اجلہ صحابہ کا اہل قبور سے سوائے سلام دیگر انواع کلام فرمانا مذکور نقل کر کے مقصد ثانی کو ختم اور مقصد ثالث کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ تصحیح عزم کرتے ہیں۔ وبالله التوفیق۔

حدیث (۵۷) :- ابن ماجہ بشند حسن صحیح عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال جاء اعرابی الى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذکر الحدیث الی ان قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیثما مررت بقبر مشرک فبشره بالنار قال فاسلم الاعرابی بعد وقال لقد

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا جہاں کسی مشرک کی قبر پر گزے اسے آگ کا مزدہ دینا۔ وہ صحابی فرماتے ہیں مجھے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ارشاد سے ایک مشقت میں ڈالا کسی کافر کی قبر پر میرا زردہ ہوا مگر یہ کہ اسے آگ کا مزدہ دیا۔

لے فائدہ :- یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ۱۲ منہ۔



كَلَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَعْبًا مَأْمُورَتِ بِقَبْرِ كَافِرٍ لَا بُشْرَةَ بَالِنَا

ہر مافل جہاننا ہے کہ مژدہ دنیا بے سماع و فہم محال اور صحابی مخاطب نے ارشاد  
اقدس کو معنی حقیقی پر عمل کیا۔ ولہذا عمر بھر اس پر عمل فرمایا۔ فقصر۔

حدیث (۵۸) :- ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ

عنه سے راوی۔

انہ منوجا لبقیع فقال السلام  
علیکم یا اهل القبور اخبار ما  
عندنا ان نساءکم قد تزوجن  
ودیارکم قد سکنت و اموالکم  
قد فرقتا فاجابہ ہاتف یا  
عمر بن الخطاب اخبار ما عندنا  
ان ما قدمناہ فقد وجدناہ  
وما انفقنا فقد ربحتناہ وما  
خلفناہ فقد خسرناہ۔

یعنی ایک بار امیر المؤمنین عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ بقیع پر گزرتے اہل قبور پر  
سلام کر کے فرمایا ہمارے پاس کی خبریں  
یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے  
اور تمہارے گھروں میں اور لوگ بے تھک  
اہل تقسیم ہو گئے۔ اس پر کسی نے جواب  
دیا اے عمر بن الخطاب! ہمارے پاس  
کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو اعمال کئے  
تھے یہاں پائے اور جو راہ خدا میں آیا  
تھا اس کا نفع اٹھایا۔ اور جو چھپے چھپا  
وہ نوٹے میں گیا۔

حدیث (۵۹) :- امام احمد تارخ نیشاپور اور بیہقی اور ابن عساکر تارخ

دمشق میں سعید بن المستیّب سے راوی :

قال دخلنا مقابر المدینة  
مع علی بن ابی طالب فنادی  
یا اهل القبور السلام علیکم  
ورحمة اللہ تخبرونا باخبارکم  
یعنی ہم مع علی بن ابی طالب مدینہ منورہ  
کے قبرستان میں داخل ہوئے حضرت علی نے اہل قبرستان  
کو سلام فرمایا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے



امر ترویدون ان نخبہ کو کہ قال سمعت  
 صوتا وعلیک السلام ورحمة  
 اللہ وبرکاتہ یا امیر المؤمنین  
 خبرنا عما کان بعدنا نقال علی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما انواجمکم  
 فقد تزرجن واما اموالکم فقد  
 اقتصمت والاولاد قد حشروانی  
 زمرة لیتامی والبنات الذی  
 شید تو فقد سکفها اعداؤکم  
 فہذہ اخبار ما عندنا فما عندکم  
 فاجابہ میت قد تخرقت  
 الاکفان وانتثرت الشعور  
 وتقطعت العلود وسالت  
 الاحداق علی الخدود و  
 سالت المناخیر بالقیح و  
 الصدید وما قد مناه  
 ربحناہ وما خلقناہ خسوفا  
 ونحن مرتہنون بالاعمال  
 یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں خبر دیں۔ سعید  
 بن مسیب فرماتے ہیں۔ میں نے آواز  
 سنی کسی نے حضرت سون علی کو جواب سلام  
 دے کر عرض کی یا امیر المؤمنین! آپ بتائیے  
 ہم سے بعد کیا گزری۔ امیر المؤمنین کرم  
 اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا تمہاری عورتوں  
 نے تو نکاح کر لے۔ اور تمہارے مال، سو  
 وہ بٹ گئے، اور اولاد یتیموں کے گروہ  
 میں اٹھی، اور وہ تعمیر جس کا تم نے استحکام  
 کیا تھا اس میں تمہارے دشمن بسے۔ ہمارے  
 پاس کی خبریں تو یہ ہیں، اب تمہارے پاس  
 کی کیا خبر ہے؟ ایک سڑے نے عرض کی  
 کفن پھٹ گئے۔ بال جھڑ پڑے۔  
 کھالوں کے پڑے پڑے ہو گئے! آنکھوں  
 کے ڈھیلے بہہ کر گالوں تک آئے بھنوں  
 سے پیپ اور گندہ پانی جاری ہے اور  
 جوائے بھیجا تھا اس کا نفع سلا اور جو مجھے  
 بھجوا اس کا خسارہ ہوا۔ اور اپنے اعمال  
 میں مجبوس ہیں۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الصلوی  
 العظیم سبغ من تغرد بالبقاء وتمر عباده بالموت سبغ  
 الحق الذی لا یبوت ابدا وهو الغفور الرحیم

تنبیہ :- جن صاحبوں نے جوابِ حدیثِ پہلے میں اس خطاب جناب



تَابَ كَرَمُ اللہ وجہہ کو محض وعظ و نصیہ احیاء کے لئے قرار دیا کما نقلہ فی مائۃ مسائل غالباً انھوں نے پوری حدیث ملاحظہ نہ فرمائی ورنہ اس کے لفظ اقل سے آخر تک صاف پکار رہے ہیں کہ یہاں حقیقتاً اسماء ہی سے خطاب مقصود تھا۔ اسی قدر دیکھ لیجئے کہ جناب مولیٰ نے ابتداءً یہ لفظ ارشاد نہ کئے بلکہ اقل ان سے استفسار فرمایا کہ پہلے تم اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم شروع کریں۔ کیسے بجا ارادہ خطاب حقیقی اس دریافت کرنے اور اختیار دینے کے کیا معنی تھے۔ پھر ان کی درخواست پر حضرت نے اخبار دینا ارشاد فرما کر انھیں حکم دیا۔ اب تم اپنی خبریں بتاؤ چنانچہ انھوں نے عرض کیں۔ پھر مخاطبہ حقیقی میں کیا شک ہے۔ واللہ الموفق۔

حدیث (۶۰) :- ابن عباس نے ایک حدیث طویل روایت کی۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ عہدِ معدلت متجددونی میں ایک جوان عابد تھا۔ امیر المؤمنین اس سے بہت خوش تھے۔ دن بھر مسجد میں رہتا، بعد عشاء باپ کے پاس جاتا۔ راہ میں ایک عورت کا مکان تھا، اُس پر عاشق ہو گئی، ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی۔ جوان منظر نہ فرماتا۔ ایک شب قدم نے لغزش کی۔ ساتھ ہو لیا، دروازے تک گیا۔ جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بسیاختہ یہ آیت کریمہ زبان سے نکلی:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ  
طَائِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذٰکُرًا  
فَاِذَا هُمْ بِصُرُوفٍ ۝  
ذُرِّمَ اُولٰٓئِکَ کُحِبٌ کُوْنٌ جَیْثُ  
شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے  
ہیں۔ اُسی وقت اُن کی آنکھیں کھل  
جاتی ہیں۔

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا۔ عورت نے اپنی کنیز کے ساتھ اٹھا کر اس کے دروازے پر ڈال دیا۔ باپ منتظر تھا۔ آنے میں دیر ہوئی دیکھنے نکلا، دروازے پر بیہوش پڑا پایا، گھر والوں کو بلا کر اندر اٹھوایا۔ رات گئے ہوش آیا۔ باپ نے حال پوچھا کہا خیر ہے۔ کہا بتاؤ۔ ناچار قصہ کہا۔ باپ بولا جان پدر! وہ آیت کونسی ہے؟ جوان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا۔ جنبش دی، مڑوہ پایا۔ رات ہی کو ہلاک فناء کر



دفن کروایا۔ صبح کو امیر المؤمنین نے خبر پائی۔ باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی۔ عرض کی یا امیر المؤمنین رات بھٹی۔ پھر امیر المؤمنین ہمراہیوں کو لے کر قبر پر تشریف لے گئے۔ آگے لفظ حدیث یوں ہیں:

نقال عمر یا فلان ولسن خافیه  
مقام رتبہ جنش قاجا بہ الفقی  
من داخل القبر یا عمر قد  
اعطا ینہا ربی نے الجنة  
مرتین۔

یعنی امیر المؤمنین نے جوان کا نام لے کر  
فرمایا۔ اے فلاں! جو اپنے رب کے پاس  
کھڑے ہونے کا ذکر کرے۔ اس کے لئے  
دو باغ ہیں۔ جوان نے قبر میں سے آواز دیا  
اے عمر! مجھے میرے رب نے یہ دولت  
عظمتی جنت میں دو بار عطا فرمائی۔

نسأل الله الجنة له الفضل ومنه وصلى الله تعالى على نبي الانس  
والجنة والموصبيه واصحاب السنة آمين آمين آمين



# المَقْصِدُ الثَّالِثُ

فِي أَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ

قَالَ الْفَقِيرُ مُحَمَّدُ السُّطُورُ غُفْرَ لَهُ الْمَوْلَى الْغَفُورُ رَأْسُ مَسْئَلَةٍ فِي بَهَارِ مَذْهَبِ  
كِي تَصَرِّحَ وَتَلْوِيحَ وَتَنْصِيصَ وَتَلْيِصَ وَتَأْيِيدَ وَتَرْجِيحَ وَتَسْلِيمَ وَتَصَحِّحَ فِي ارشادات متکاثره  
واقوال متواتره ہیں حضرات عالیہ صحابہ کرام و تابعین فخام و اتباع اعلام و مجتہدین  
اسلام و سلف و خلف علمائے عظام سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و حشرنا  
فی ذمہرتہم یوم الدین آمین۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ اگر بقدر قدرت ان کے  
حصر و استقصا کا ارادہ کرے موجبہ عجلالہ حد سے مجلد سے گزرے لہذا اولاً صرف  
سوائے دین و علمائے کاملین کے اسمائے طیبہ شمار کرتا ہوں جن کے اقوال اس  
وقت میرے پیش نظر اور اس رسالہ کے فصول و مقاصد میں جلوہ گرہ و فضاء اللہ  
سبحانہ ادمع و اکثر پھر دس نام ان عالموں کے بھی حاضر کر دیں گا جن پر اعتماد  
میں مخالف مضطر و ہذا لہذا دیہم ادا ہی و امر و الحمد للہ العلی الاکبر  
فمن الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱) امیر المومنین عمر فاروق اعظم۔

(۲) امیر المومنین علی مرتضیٰ۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود۔

(۴) حضرت سلمان فارسی۔

(۵) عمرو بن عاص۔

(۶) عبداللہ بن عمر۔

(۷) عبداللہ بن عمرو۔



(۸) ابو ہریرہ۔

(۹) عقبہ بن عامر۔

(۱۰) ابو امامہ باہلی۔

(۱۱) صحابی اعرابی صاحب حدیث جیٹما مررت وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔  
اور میں ان کے سوا ان صحابہ کرام کے نام یہاں شمار نہیں کرتا جنہوں نے سماع و  
ادراک میری حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا یا حضور کی زبان  
پاک سے سنا مثل ۱۔ عبد اللہ بن عباس و (۲) انس بن مالک۔ ۳۔ ابو زریر۔ (۴) براء  
بن عازب۔ ۵۔ ابو طلحہ۔ ۶۔ عمارہ بن حزم۔ ۷۔ ابو سعید خدری۔ ۸۔ عبد اللہ بن  
سیلان۔ ۹۔ ام سلمہ۔ ۱۰۔ قیلہ بنت مخزومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ یقیناً معلوم کہ  
ارشاد والائے حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر ان کے خلاف پر اعتقاد  
حضرات صحابہ سے معقول نہیں نہ مقام مقام احکام کہ احتمال خلاف بعلم ناسخ ہو۔  
تاہم جب قصد استیعاب نہیں تو انہیں پر اقتصار سہی جن کے خود افعال و اقوال  
دلیل مسئلہ میں دیا اللہ تعالیٰ التوفیق۔

ومن التابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱۲) مجاہد مکی

(۱۳) عمرو بن دینار۔

(۱۴) بکر بن مزنی۔

(۱۵) ابن ابی لیلی۔

(۱۶) قاسم بن خیمہ۔

(۱۷) اشعث بن سعد۔

(۱۸) ضمہ بن حبیب۔

(۱۹) حکیم بن عمر۔

(۲۰) علاء بن الجلاح۔



(۲۱) بلال بن سعد

(۲۲) محمد بن واسع

(۲۳) ام الدرداء وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ومن تبع التابعین لطف الله بهم يوم الدين -

(۲۴) عالم قریش سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی۔

(۲۵) عالم کوفہ نقیہ مجتہد امام سفیان۔

(۲۶) عبد الرحمن بن العلاء وغیرہم روح اللہ تعالیٰ ارواحہم۔

ومن اعظم السلف واکرام الخلف نور الله

تعالیٰ مراقدهم۔

(۲۷) عالم اہلبیت رسالت حضرت امام علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

بن علی وبتول بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

(۲۸) امام اجل عارف باللہ محمد بن علی حکیم ترمذی۔

(۲۹) امام محدث جلیل کبیر اسمعیلی۔

(۳۰) امام فقیہ عابد وزاہد احمد بن عصمہ ابو القاسم صفاء خفی بدو واسطہ شاگرد

امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳۱) امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی شافعی۔

(۳۲) امام ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی۔

(۳۳) امام ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد حاکم شہید خفی صاحب کافی۔

(۳۴) امام ابو الفضل قاضی عیاض یحصبی مالکی۔

(۳۵) امام حجتہ الاسلام مرشد الانام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی۔

(۳۶) امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن فرح قرطبی صاحب تذکرہ۔

(۳۷) امام شمس الائمہ حلوانی خفی۔

(۳۸) امام عارف باللہ اسمعیلی نقیہ زاہد۔



- (۳۹) امام محدث محبت الدین طبری شافعی۔
- (۴۰) امام ربانی سیدنا علاء الدولہ سمنانی۔
- (۴۱) امام ابوالحسن حسن بن علی ظہیر الدین کبیر مرغینانی حنفی استاذ امام قاضی خان و صاحب خلاصہ۔
- (۴۲) بقیٰ اساتذہ امام شیخ الاسلام علی بن ابی بکر بریلان الدین فرغانی حنفی صاحب التجنیس والمزید۔
- (۴۳) امام فقیہ النفس قاضی خان حسن بن منصور فرغانی اوزجندی حنفی۔
- (۴۴) امام ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی شارح صحیح مسلم۔
- (۴۵) امام فخر الدین محمد رازی شافعی۔
- (۴۶) امام سعد الدین تفتازانی مصنف و شارح مقاصد۔
- (۴۷) امام ابوسلیمان احمد بن ابراہیم خطابی۔
- (۴۸) امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد سہیلی صاحب الروض۔
- (۴۹) امام عمر بن محمد بن عمر بلال الدین خبازی حنفی صاحب فتاویٰ بخاریہ۔
- (۵۰) صاحب عباب حنفی تلمیذ امام اجل قاضی خان۔
- (۵۱) علامہ محمود بن محمد لوئی بخاری حنفی صاحب حقائق شرح منظومہ نسفیہ تلمیذ التلمیذ امام شمس الائمہ کردی۔
- (۵۲) سیدی یوسف بن عمر صوفی حنفی صاحب مضمحل۔
- (۵۳) امام عارف باللہ صدر الدین قونوی۔
- (۵۴) امام شہاب الدین فضل اللہ بن حسین توریشتی حنفی۔
- (۵۵) امام ملک العلماء عز الدین بن عبدالسلام شافعی۔
- (۵۶) امام محدث زین الدین ملرخی۔
- (۵۷) امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن علی بن جابر اندلسی۔
- (۵۸) قاضی ناصر الدین بیضاوی شافعی صاحب تفسیر۔



(۵۹) امام ابو عبد اللہ بن النعمان صاحب سفینۃ النجاہ لابل الالتماء فی کرامات الشیخ ابی النجاہ۔

(۶۰) امام عارف باللہ عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب روض التیامین۔  
(۶۱) امام علامہ سید الحافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری۔

(۶۲) امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی حنفی صاحب کواکب التدری شرح صحیح بخاری۔

(۶۳) امام علامہ تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی شافعی صاحب شفاء السقام۔  
(۶۴) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی شافعی صاحب ارتیاح الاکباد بفقد الاولاد۔

(۶۵) امام خاتم الحافظ مجدد المائۃ التاسعہ ابو الفضل بلال الدین بن عبدالرحمن سیوطی صاحب شرح القدور و بدور سافره و انیس الغریب و زہر الربی شرح سنن نسائی وغیرہ۔

(۶۶) امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی شافعی صاحب مواہب لدینہ و ارشاد الساری شرح صحیح بخاری۔

(۶۷) امام شہاب الدین ربیع انصاری شافعی۔

(۶۸) سیدی ولی اللہ احمد زروق۔

(۶۹) سید عارف باللہ ابو العباس حضرمی۔

(۷۰) امام احمد بن محمد ابن حجر مکی شافعی شارح مشکوٰۃ۔

(۷۱) محقق علامہ محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حنفی صاحب حلیہ شرح فیہ۔

(۷۲) امام محمد عبدی مکی مالکی۔

(۷۳) امام صدر کبیر حسام الدین شہید عمر بن عبدالعزیز صاحب فتاویٰ کبری حنفی۔

(۷۴) امام محمد بن محمد بن شہاب الدین بزاز حنفی صاحب بزازیہ۔



(۷۵) علامہ نور الدین سمہودی شافعی صاحب خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۷۶) علامہ رحمۃ اللہ ہندی حنفی صاحب متاسک ثلثہ۔

(۷۷) علامہ نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد حلبی شافعی صاحب سیرۃ انسان العیون

(۷۸) امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرائی شافعی صاحب میزان الشریعۃ الکبریٰ

(۷۹) علامہ محمد بن یوسف شامی صاحب سبیل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۸۰) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب۔

(۸۱) علامہ عبدالرؤف محمد مناوی شافعی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر۔

(۸۲) امام ابوبکر بن محمد بن علی حلاوی حنفی صاحب جوہرہ نیرہ شرح قدوری۔

(۸۳) علامہ ابراہیم بن محمد ابراہیم حلبی حنفی صاحب غنیہ شرح منیہ۔

(۸۴) فاضل علی بن سلطان محمد قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔

(۸۵) علامہ محمد بن احمد حموی حنفی اُستاذ محقق شربنالی۔

(۸۶) علامہ ابوالاُخلاص حسن بن عمار مصری شربنالی حنفی صاحب نور الایضاح

وامداد الفتح وھدای الفلاح۔

(۸۷) علامہ خیر الدین ربیعی حنفی صاحب فتاویٰ استاذ صاحب درمختار۔

(۸۸) فاضل مدقق محمد بن علی دمشقی حنفی شارح تنویر

(۸۹) سیدی عارف باللہ عبدالغنی بن اسمعیل بن عبدالغنی نابلسی حنفی صاحب

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ۔

(۹۰) سید عسکرامہ ابوالسعود محمد حنفی۔

(۹۱) مولانا عارف باللہ نور الدین جامی حنفی صاحب نفحات وغیرہ۔

(۹۲) شیخ محقق برکتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الہند مولانا عبدالحق

بن سیف الدین محدث دہلوی حنفی صاحب لمعات وانشۃ اللغات وجامع البرکات



وَجَذِبَ الْقُلُوبَ وَمَدَارِجَ النَّبَوَةِ.

(۹۳) فاضل محدث مولانا محمد طاہر نقشبندی، محمد آبادی حنفی صاحب مجمع بحار الانوار۔

(۹۴) فاضل شیخ الاسلام دہلوی حنفی صاحب کشف القطا۔

(۹۵) مولانا شیخ جلیل نظام الدین وغیرہ جامعان فتاویٰ عالمگیری حنفیان۔

(۹۶) بحر العلوم ملک العلماء مولینا ابوالعیاش محمد عبدالعلی لکھنوی حنفی۔

(۹۷) خاتمة المحققين علامہ غنیمی حنفی۔

(۹۸) فاضل سید احمد مصری طحطاوی حنفی۔

(۹۹) سیدی امین الدین محمد شامی حنفی محشیان شرح علانی۔

(۱۰۰) سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر کی حنفی و غیر جم - برد اللہ تعالیٰ مضاجہم۔

تنبیہ: فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے ان ائمہ سلف و علمائے خلف سے مروت  
انہیں اکابر کے اسمائے طیبہ گئے جن کے کلام میں خاص سماع و ادراک و علم و شعور  
اہل قبور کے نعوسِ قاہرہ یا دلائلِ باہرہ ہیں۔ پھر ان میں بھی حصراً استیعاب کا قصد  
نہ کیا کہ اس کی راہ میں بلاد شام و براری و اسعہ و جبال شامقہ و کارزار آخرہ میں،  
بلکہ حاشا وہ بھی بالتمام ذکر نہ کئے۔ جن کے اقوال ہدایت اشتمال اس وقت

۱۵ قولہ وہ بھی بالتمام ذکر نہ کئے۔ اقول۔ اس دعویٰ کی صحت پر خود یہی رسالہ دلیل کافی ہے۔ ناظر اول تا آخر اس کے مقامات کو مطالعہ کرے گا تو ائمہ مذکورین کے سوا بہت علماء مشائخ کے اسماء دیکھے گا۔ میں اتمام کلام کو ان کے نام بھی شمار کرتا اور عدد کو پونے دو سو نام تک پہنچاتا ہوں۔ جن میں تنو ائمہ، سلف و خلف اور دش معتمدین مخالف کے اسماء گنائے کہ سب ایک تسو دس ہوئے۔ آگے چلے من الصحابة والتابعین واتباعہم۔

(۱۱۱) حضرت عبداللہ بن سلام۔

(۱۱۳) حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۱۳) حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۱۴) حضرت امام حسن غفری ابن حسن مجتبیٰ ابن سولی مشککشاصلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم وابلک وسلم واثما ابدا

(باقی صفحہ آئندہ)



میرے سامنے جلوہ فرماؤ متیسرے حالت ماضیہ ہیں۔  
 فتلك مائة كاملة وفيهم وفاء لقلوب عاقلة  
 اولئك ساداتي فجعني بشاهم  
 اذا جمعتنا يا جدير المجامع  
 والحمد لله اولاً و آخراً وباطناً وظاهراً۔  
**تمام الكلام بمسلك الالزام۔**  
 اب انھیں لیجئے جن پر اعتماد مخالف کو ضرور۔  
 (بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

(۱۱۵) افضل التابعین امام سعید بن المسیب۔

(۱۱۶) جان بن ابی حیلہ۔

(۱۱۷) ابن مینا۔

(۱۱۸) ابو قلابہ بصری۔

(۱۱۹) سلیم بن عبید۔

(۱۲۰) عبداللہ بن ابی نجیح کئی من العلماء والادباء من کل النوعین المنکدرین فی المتن۔

(۱۲۱) امام محدث مفسر مجتہد ابن جریر طبری۔

(۱۲۲) امام محدث اجل ابو محمد عبدالحق صاحب احکام کبریٰ و احکام صغریٰ۔

(۱۲۳) امام ابو عمرو بن القلاح محدث۔

(۱۲۴) امام قاضی مجد الشریعہ کمرانی۔

(۱۲۵) امام اجل ابوابرکات عبداللہ نسفی صاحب تصانیف مشہورہ۔

(۱۲۶) امام علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی صاحب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔

(۱۲۷) علامہ ابن ملک شارح مشارق الانوار۔

(۱۲۸) علامہ فضل اللہ بن الفوری حنفی۔

(باقی صفحہ آئندہ)



- (۱) شاہ ولی اللہ صاحب۔
  - (۲) اُن کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب۔
  - (۳) اُن کے فرزند ارجمند مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب۔
  - (۴) ان کے برادر نامور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب۔
  - (۵) ان کے محمود و مدوح جناب میرزا مظہر جان جاناں صاحب۔
  - (۶) اُن کے مرید رشید قاضی شمس الدین صاحب پانی پتی۔
  - (۷) مولوی اسحاق صاحب دہلوی۔
  - (۸) ان کے شاگرد نواب قطب الدین خان دہلوی۔
  - (۹) مولوی خرم علی صاحب بلہوری۔ تجاوزا اللہ عنا وعن کل من صح ایمانہ فی  
النشأتین و رحم کل من یشہد صدقاً بالشہادتین۔
  - (۱۰) ان سب سے قوی مجتہد نوی میاں اسماعیل دہلوی۔
- واللہ الہادی الی النہج السوی و هو المستعان علی کل غی و لاجل  
ولا قوۃ الا باللہ الغالب العلی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

- (۱۲۹) امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زلیعی صاحب تبیین الصحائف شرح کنز الدقائق۔
- (۱۳۰) محمد بن محمد مانظلی بحاری صاحب فصل الخطاب۔
- (۱۳۱) امام شہاب الدین شامی منہاج استفادہ استاذ ابن حجرؒ۔
- (۱۳۲) حضرت سیدی علی قرشی قدس سرہ العرش۔
- (۱۳۳) امام جلیل نور الدین ابوالحسن علی مصنف بہجۃ الاسرار۔
- (۱۳۴) امام عبداللہ بن محمود موسیٰ حنفی صاحب مختار و اختیار۔
- (۱۳۵) صاحب مطالب المؤمنین۔
- (۱۳۶) صاحب خزائن الروایات۔

(باقی صفحہ آئندہ)



(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

(۱۳۷) صاحب کنز العباد ہر سہ از مستندان متکلمین طائفہ۔

(۱۳۸) علامہ اجہوری صاحب تصانیف کثیرہ۔

(۱۳۹) علامہ زیادی۔

(۱۴۰) علامہ داودی شارح منہج۔

(۱۴۱) علامہ حللی محشی در مختار۔

(۱۴۲) شیخ احمد غلی۔

(۱۴۳) شیخ احمد ثنوی۔

(۱۴۴) شیخ احمد قشاشی ہر سہ محدثان مشائخ حدیث شاہ ولی اللہ۔

(۱۴۵) مولانا ابراہیم کردی استاذ الاستاذ شاہ ولی اللہ۔

(۱۴۶) مولانا ابوطاہر مدنی قاص استاذ شاہ ولی اللہ۔

(۱۴۷) مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی مکی۔

(۱۴۸) مولانا حسین بن ابراہیم مالکی مکی۔

(۱۴۹) حضرت مولانا شیخ الحرم احمد زین دحلان شافعی مکی معصفت سیرت نبویہ درود و ہایہ وغیرہ تصانیف علیہ۔

(۱۵۰) مولانا محمد بن محمد غرب شافعی مدنی۔

(۱۵۱) مولانا عبد الجبار عنابی بصری مدنی۔

(۱۵۲) مولانا ابراہیم بن خیال شافعی مدنی۔

(۱۵۳) عبد صالح ہاشم بن محمد۔

(۱۵۴) اُن کے والد ماجد محمد عمری مدنی۔

(۱۵۵) حضرت سیدی ابو یزید بیطامی۔

(۱۵۶) حضرت سیدی ابوالحسن خرقانی۔

(باقی صفحہ آئندہ)



(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

(۱۵۷) حضرت سیدی ابوعلی نامدی -

(۱۵۸) حضرت سیدی ابوسعید غراز -

(۱۵۹) حضرت استاذ امام ابوالقاسم قشیری -

(۱۶۰) حضرت عارف باللہ سیدی ابی علی -

(۱۶۱) حضرت سیدی ابراہیم بن شیبان -

(۱۶۲) حضرت سیدی ابویقوب -

(۱۶۳) حضرت سیدی علی خواص شیخ امام شعرانی -

(۱۶۴) حضرت میر ابوعلی اکبر آبادی سردار سلسلہ نقشبندیہ ابوعلانیہ -

(۱۶۵) شاہ محمد غوث گوالیاری صاحب جواہر خسر -

(۱۶۶) مولانا حمید الدین علوی شیخ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی -

(۱۶۷) حضرت سیدہ صبغۃ اللہ بروہی -

(۱۶۸) شیخ بایزید ثانی -

(۱۶۹) مولانا عبدالملک -

(۱۷۰) شیخ اشرف لاہوری -

(۱۷۱) شیخ محمد سعید لاہوری کہ ساتوں صاحب مشائخ شاہ ولی اللہ ہی ہیں -

(۱۷۲) جناب شیخ مجدد الف ثانی -

(۱۷۳) شیخ عبدالاحد پیر سلسلہ مجددیہ -

(۱۷۴) شیخ ابوالرضا محمد جد شاہ ولی اللہ -

(۱۷۵) سید احمد بریلوی پیر میاں اسمعیل دہلوی کہ صراط المستقیم جن کی ملفوظات قرار دی گئی -

یہ مجموعہ پرنے دو سو ہوا -

من بعضهم صویح البیلین ومن بعضهم افادۃ البرہان ومن بعضهم التقریر والادعان و

لبعضهم لیس الخیر کا بیان والحمد للہ فی کل حین وان - اور ہنوز کتاب میں اور باقی ہیں -

(باقی صفحہ آئندہ)



واضح ہو کہ ارشادات علیہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مقصد احادیث میں مذکور ہوئے کہ حدیث اصطلاح محدثین میں انھیں بھی شامل معنیٰ امور قبور و احوال ارواح مفارقہ میں رائے کو دخل نہیں تو یہاں موقوف بھی مرفوع میں داخل ہاں بعض اقوال تابعین مثل بلال بن سعد اس مقصد سوم میں مذکور ہوئے۔ اور اس کی وجہ اقوال باب سے مناسبت جس طرح مثلاً امام سفیان کا قول ایسے ہی تناسب کے سبب اقوال تابعین کے ساتھ منقول ہوا۔ اب بقیہ حضرات کے کلمات طیبات و اقوال و تصریحات اگر بوجہ استیعاب لکھنے پھر دفتر ہوتا ہے۔ لہذا صرف تین سو قول پر اقتصار کرتا ہوں۔ علمائے صنف اول کے دو سو اور اہل صنف دوم کے تسو کہ دیدہ انصاف صاف ہو تو اتنے کیا کم ہیں ع  
در نعانہ اگر کس است یک حرف بس است

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)۔

اور جو حصہ استیعاب کی طرف راہ کیا ہے۔ بلکہ استقصائے تمام قدرت خاصہ و وسعت کافہ سے رہا ہے۔ آخر فرع اول مقصد سوم میں ارشادات علماء سے مذکور ہو گا کہ علم وسیع و بصر منیٰ پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے تو آج تک جس قدر علماء اہل سنت گزرے ہیں سب کے نام اسی فہرست میں اندراج کے قابل۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کے لاکھ ہیں۔ و الحمد للہ رب العالمین۔ اور لطف یہ کہ ان مذکورین میں گنتی کے بعض ایسے بھی ہیں جن کے در ایک طواہر کلمات سے و ابیہ اس مسئلہ میں استناد کرتے اور انہی کے باقی اقوال کو پس پشت ڈال کر مقام تحقیق و ازم توہیق و نظام تطبیق اور موافق و مبائن جمہور کی تفریق سے محض غافل یا اغوائے عوام کو متغافل گزرتے ہیں۔

واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم ۱۱ منہ دامت فیوضہ ۛ

حواشی صفحہ ۱۱۱۔

۱۱ علامہ سید شریعت رحمہ اللہ تعالیٰ مقدمہ مصطلحات الحدیث میں فرماتے ہیں:- الحدیث العلم من ان یكون قول الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والصحابی والتابعی وفعلمہم وتقریہم۔

۱۲ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی ارجوزہ منشی بالتبیت عند التثبت میں فرماتے ہیں:

(باقی صفحہ آئندہ)



تنبیہ:

مدت قول جَدّت مقول یا تعدد قائل سے ہے۔ ابتداء خواہ تقریاً اور درصوت  
انخیر بر عالم کی عبارت جدا جدا لکھنا باعث طول لہذا انھیں ایک ہی سرخی میں گن کر  
اسامی علماء پر مندرجہ لگا دیا جائے گا۔ یہ مقصد بھی مثل اپنے دو برادر پیشین کے دوزخ  
پر منقسم۔ واللہ سبحنہ هو الموفق للحق والصلوب فی کل مہم۔

نوع اقل:

اقوال علمائے سلف و خلف میں ایک تہید اور پندرہ فصل پر مشتمل تمہید  
اس میں کہ روحيں موت سے نہیں مرتیں۔

۱۔ ابن عساکر تاریخ دمشق میں امام محمد بن وضاح سے راوی امام اجل سحنون بن  
سعید قدس سرہ سے کہا گیا۔ ایک شخص کتا ہے بدن کے مرنے سے روح بھی  
مر جاتی ہے، فرمایا:

معاذ اللہ هذا من قول اهل  
البدع۔ خدا کی پناہ: یہ بدعتیوں کا قول ہے۔

۲۔ امام ابن ابییر الحاج غاتمہ علیہ میں دربارہ فوائد غسل میت فرماتے ہیں:

اذا اعتنى المولى بتطهير جسد  
يلقى في التراب تنبيه العبد الى  
یعنی جب بندہ دیکھے گا کہ مٹی تبارک و  
تعالیٰ نے ہم پر اس بدن کی تطہیر فرض کی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

یکر السوال للانام

کذا رواه احمد بن حنبل

وحکمہ الرفق کما قد قالوا

ولیس للقیاس فی ذالالباب

وانما التسليم نية اللائق

(۱۲ منہ)



تطهير ما هو باق وهو النفس  
فانه لا يبق عند اهل السنة و  
الجماعة -

جو خاک میں ڈالا جائے گا تو متنبہ ہو گا کہ اسکی  
تطہیر اور بھی ضرور ہے، جو باقی رہنے والا  
ہے یعنی روح کہ اسسنت والجماعت کے نزدیک  
قنا نہیں ہوتی۔

۳۔ امام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں:

لا تموت ارواح الحیاة بل ترفع  
الى السماء حیة -

روحیں مرقی نہیں بلکہ زندہ آسمان کی طرف  
اٹھالی جاتی ہیں۔

۴۔ امام جلال الحق والدین سموی شرح القدر میں ناقل ہیں:

باقیة بعد خلقها بالاجماع -  
روحیں پیدائش کے بعد بالاجماع جاؤں  
رہتی ہیں۔

۵۔ خود امام مکرر اس امر کی تائید میں کہ شہداء کی زندگی صرف روحانی نہیں۔ بلکہ  
روح و بدن دونوں کے ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

لو كان المراد حياة الروح  
نقط لو يحصل له تميز عن  
غيره لمشاركة سائر الاموات  
له في ذلك ولعلوا المؤمنين  
بانه هو حياة كل الارواح فلو  
يكن قوله تعالى ولكن لا  
تشعرون - معنی -

یعنی اگر آیت کریمہ میں حیات شہید سے  
صرف زندگی روح مراد ہوتی تو اس میں  
اس کی کیا خصوصیت ہوتی۔ یہ بات تو ہر  
مردم کو حاصل ہے۔ اور تمام مسلمان جانتے  
ہیں کہ سب کی روحیں بعد موت زندہ رہتی  
ہیں۔ حالانکہ حیات شہداء کی نسبت آیت  
میں فرمایا تمہیں خبر نہیں۔

یہاں سے اجماع صحابہ ثابت ہوا۔

فصل اول:

موت صرف ایک مکان سے دوسرے میں چلا جانا ہے نہ کہ معاذ اللہ جاد ہو جانا۔

۱۔ نقلہ فی شرح القدر عن الآية ۱۲ منہ :



قول (۱) :- امام ابو نعیم علیہ میں بلال بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی کہ اپنے وعظ میں فرماتے :

یا اهل الخلود یا اهل البقاء انکم لو  
تخلقوا الفناء وانما خلقتم للخلود  
والابد ولکنکم تنتقلون من دایرۃ  
لے ہمیشگی والو! اے بقا والو! تم فنا کر بنے  
دوام و ہمیشگی کے لئے بنے ہو۔ اں ایک گھر  
سے دوسرے گھر میں چلے جلتے ہو۔  
دایرہ -

قول (۲) :- شرح القدر میں ہے :

قال العلماء الموت لیس بعدم  
محض ولا فناء صوت وانما هو  
انقطاع تعلق الروح بالبدن و  
مفارقة وحیلولة بينهما وتبدل  
حال وانتقال من دایرۃ الی  
علماء نے فرمایا موت کے یہ معنی نہیں کہ آدمی  
محض نیست و نابود ہو جائے۔ بلکہ وہ تو  
یہی روح بدن کے تعلق چھوٹنے اور بدن  
میں حجاب و جدائی ہو جانے اور ایک طرح  
کی حالت بدلتے اور ایک گھر سے دوسرے  
گھر چلے جانے کا نام ہے۔  
دایرہ

تنبیہ :

تعلق چھوٹنے کے یہ معنی کہ وہ علاقہ معبودہ جو عالم حیات میں تھا جاتا رہا۔ اور  
اسی طرح حجاب و جدائی ہو جانے سے یہ مراد کہ ویسا اتصال تمام باقی نہیں ورنہ مذہب  
اہلسنت میں روح کو بعد موت بھی بدن سے ایک تعلق و اتصال رہتا ہے۔ جیسا  
کہ فصول آئندہ کے اقوال کثیرہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قول (۳) :- جامع البرکات میں فرمایا :

”موت عدم محض نیست چنانکہ دہریان و طبعیان گویند بلکہ انتقال  
است از حالے بحالے و از دارے بدارے“

قول (۴) :- اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا :

لے تابعی میں ماہد فاضل ثقہ رجال نسائی و غیرہ سے ۱۲۰ منہ سلمہ۔



اولیائے خدا نقل کردہ شدند از بس دار فانی بدار بقا و زندہ اند نزد  
پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را ازاں شعور نیست۔  
**قول (۵):** مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرمایا :-

لا فرق لہم فی المحالین ولذا اولیاء کی دونوں حالت حیات و ممات  
قیل اولیاء اللہ لا یموتون لکن میں اصلاً فرق نہیں اسی لئے کہا گیا کہ وہ  
ینقلبون من دار الی دار۔ مرتے نہیں، بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر

میں تشریف لیجاتے ہیں، اے

**روایت مناسبہ :** امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہ  
اپنے رسالہ میں بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خراز قدس اللہ سرہ الممتا  
سے راوی، کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مُردہ پڑا پایا۔  
جب میں نے اُس کی طرف نظر کی، مجھے دیکھ کر سُکرایا، اور کہا :

یا اباسعید اما علمت ان اے ابوسعید، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے  
الاحباء احیاء وان ماتوا پیارے زندہ ہیں اگرچہ مر جائیں، وہ تو  
وانما ینتقلون من دار، یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں ملتے  
الی دار۔ جاتے ہیں۔

**روایت دوم :** وہی عالیجناب حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہ سے راوی  
میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا، جب کفن کھولا اُن کا سر خاک نہ رکھ دیا، کہ اللہ  
انکی عزت پر رحم کرے، فقیر نے آنکھیں کھول دیں، اور مجھ سے فرمایا :

یا اباعلی تذللنی بین یدی اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل  
من ید للنی۔ کرتے ہو، جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔

میں نے عرض کی، اے سردار میرے، کیا موت کے بعد زندگی؟ فرمایا :-

بلی انا حی وکل محب نصرک میں زندہ ہوں، اور خدا کا ہر پیارا

لہ هذه والاربعة بعد اکل ذلك۔ فی شرح الصدور ۱۲۷ منہ



بجا ہی غذا۔

زندہ ہے، بیشک وہ وجاہت و عزت

جو مجھے روز قیامت ملے گی، اس سے میں تیری

مدد کروں گا۔

**سراویت سوم:** وہی جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے راوی، میرا ایک مرید جوان مر گیا، مجھے سخت صدمہ ہوا، نہلا نے بیٹھا۔ گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتدا کی، جوان نے وہ کروٹ بٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی، میں نے کہا جان پدر! تو سچا ہے مجھی سے غلطی ہوئی۔

**سراویت چہارم:** وہی امام حضرت ابو یعقوب سوہی نہر جوہری قدس سرہ سے راوی، میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لیے تختہ پر لٹایا۔ اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا، میں نے کہا جان پدر! میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں، یہ تو صرف مکان بدلنا ہے اے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

**روایت پنجم:** جناب ممدوح انھیں عارف موصوف سے راوی، کہ مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا، پیرو مرشد! میں کل ظہر کے وقت مرچاؤنگا حضرت یہ اشرفی لیں، آدمی میں میرا دفن، آدمی میں میرا کفن کریں، جب دوسرا دن ہوا، اور ظہر کا وقت آیا، مرید مذکور نے اگر طواف کیا، پھر کعبہ سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اوتارا، آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا موت کے بعد زندگی، کہا:۔ انا حی وکل محبت اللہ حی (میں زندہ ہوں، اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے) اس قسم کی صد ہا روایات کلمات ائمہ کرام میں مذکور ہیں، ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور۔

## فصل دوم: موت سے روح میں اصلاً تغیر نہیں آتا، اس کے علوم و افعال

۱۔ امام سیوطی شرح الصدور میں مذہب اہل سنت کتاب الروح سے یوں نقل فرماتے ہیں: ان الروح ذات قائمہ بنفسہا فصعد و تنزل و تنقل و تنفصل و تدبیر تجلی و تحریک و تسکن و علی ذلک اکثر من مائتہ دلیل مقررہ۔ یعنی روح ایک مستقل ذات ہے، کہ چڑھتی اترتی، رہتی جدا ہوتی، آتی جاتی حرکت کرتی، ساکن ہوتی ہے اور اس پر ستوا سے زیادہ دلائل ثابت ہیں مائتہ



بدستور رہتے ہیں، بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں، پھر جہادیت کیسی اور اثبات تخصیص اور اک ذمہ منحصر۔

**قول (۶):** امام سبکی شفاء السقام شریف میں فرماتے ہیں :-

النفس باقية بعد موت  
البدن عالمة باتفاق  
المسلمين بل غير المسلمين  
من الفلاسفة وغيرهم ممن  
يقول ببقاء النفوس يقولون  
بالعلم بعد الموت ولم يخالف  
في بقاء النفوس الا من لا  
يعتد به اهل ملتقطاً۔

یعنی مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح بعد  
مرگ باقی اور علم و ادراک رکھتی ہے،  
بلکہ فلاسفہ و غیر ہم کفار بھی جو بقائے  
ارواح کے قائل ہیں وہ بھی موت کے  
بعد علم مانتے ہیں، اور بقائے روح میں  
کسی نے خلاف نہ کیا۔ مگر ایسوں نے  
جو کسی گنتی اور شمار میں نہیں ہیں۔

**قول (۷):** تفسیر بیضاوی میں ہے :-

فيها دلالة على ان الارواح  
جواهر قائمة بانفسها مغايرة  
لما يحس به من البدن  
تبقى بعد الموت ذرأة و  
عليه جمهور الصحابة و  
التابعين وبه نطقت الايات  
والسنن۔

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ رو میں جو ہر  
قائم بالذات ہیں، یہ بدن جو نظر آتا  
ہے، اس کے سوا اور چیز میں، موت  
کے بعد اپنے اسی جوش اور اکت رہتی  
ہیں۔ جمہور صحابہ و تابعین کا یہی  
مذہب ہے۔ اور اسی پر آیات و احادیث  
ناطق ہے۔

**قول (۸):** امام غزالی احیاء میں فرماتے ہیں :-

لا تظن ان العلم يفارقك  
بالموت فالموت لا يهدم محل  
العلم اصلاً وليس الموت عداً

یہ گمان نہ کرنا کہ موت سے تیرا علم تجھ  
سے جدا ہو جائے گا، کہ موت محل علم  
یعنی روح کا تو کچھ نہیں بگاڑتی، نہ وہ



محضاً حق تظن انك اذا  
نست نابود ہو جائیگا نام ہے کر تو  
عدمیت عدمیت صفتك  
سمجھے جب تھے نہ رہا تیرا وصف یعنی علم  
و ادراک بھی نہ رہا۔

قول (۱۰ و ۹) : امام نسفی عمدة الاعتقاد پھر علامہ نابلسی حلیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں :-

الروح لا يتغير بالموت۔  
مرعی روح میں کچھ تغیر نہیں آتا۔

قول (۱۱) : علامہ تورپشتی فرماتے ہیں :-

الروح الانسانية متميزة  
فراق بدن کے بعد بھی روح انسانی  
مخصوصة بالادراكات بعد  
متمیز و مخصوص بہ ادراکات ہے  
مفارقة البدن۔  
نقد المنادی۔

قول (۱۲) : علامہ منادی کی شرح جامع صغیر میں ہے :-

الموت ليس بعدم محض  
موت بالکل عدم نہیں اور شعور باقی  
والشعور باق حتى بعد الدفن  
ہے یہاں تک کہ بعد دفن بھی۔

قول (۱۳) : اُسی میں ہے :-

ان الروح اذا انخلعت من  
بے شک روح جب اس قالب بجا  
هذا الهيكل وانفكت من  
اور موت کے باعث قیدوں سے  
القيود بالموت تجول الى  
ہوتی ہے، جہاں چاہتی ہے جولان  
حيث شاءت۔  
کرتی ہے۔

قول (۱۴) : شرح الصدور میں منقول کہ دلائل قرآن و حدیث لکھ کر کہا:

فصح ان الارواح اجسام  
ان سے ثابت ہوا کہ (روحیں اجسام  
حاملة لا عرضها من  
ہیں۔ اپنے اوصاف شناخت و ناشناخت  
التعارف والتناكر وانها  
وغیرہ کی حامل جو بذات خود ادراک و  
عارفة متميزة۔  
تمیز رکھتی ہیں۔



یہاں وہ تقریر یاد کرنی چاہیے جو زیر حدیث دوم گزری۔  
**قول (۱۵):** مقاصد و شرح مقاصد علامہ تفتازانی میں ہے :-

عند المعتزلة وغيرهم	معتزلہ وغیرہم کے مذہب میں یہ بن
البنية المخصوصة شرط	شرط ادراک ہے، تو ان کے نزدیک
في الادراك فعندهم لا يبقى	جب اُس کے آلات نہ رہے ادراک
ادراك الجنائيات عند	جزئیات بھی نہ رہا۔ اور ہم اہل سنت
فقد الالات وعندنا	و جماعت کے مذہب میں باقی رہا
يبقى وهو الظاهر من قواعد	ہے، اور یہی ظاہر ہے قواعد دین
الاسلام۔	اسلام سے۔

**قول (۱۶):** لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے :-

سببية الحواس للاحاساس	حواس کا سبب احساس د ادراک ہوتا
الادراك عادية كما تقر	ایک مرعادی ہے، جیسا کہ مذہب
في المذهب ما العلم في الروح	اہل سنت میں ثابت ہو چکا۔ اور علم تو
وهو باق اھ ملتقطا۔	روح سے ہے وہ باقی ہے۔

**قول (۱۷):** امام سیوطی فرماتے ہیں :-

ذهب اهل الملل من المذاهب	تمام اہل ملت مسلمین اور ان کے
وغيرهم الى ان الروح	سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ روحیں
يبقى بعد موت البدن	بعد موت بدن باقی رہتی ہیں، ہاں
وخالف فياء الفلاسفة	فلاسفہ یعنی بعض مدعیان حکمت
دليلنا ما تقدم من الايات	نے اس میں خلافت کیا۔ ہمارے دلیل
والاحاديث في بقائها و	وہ آیتیں حدیثیں جن سے ثابت
وتصرفها الخ۔	ہے کہ روح بعد موت باقی رہتی اور
	تصرفات کرتی ہے۔



**قول (۱۸):** ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے :-

قد انكر عذاب القبر بعض      بعض معتزلة اور روافض عذاب  
المعتزلة والرافض محتجبين      قبر سے منکب ہو گئے یہ حجت لا کر کہ  
بان الميت جماد لا حياة      مردہ جماد ہے، نہ اُس کیلئے حیات  
لہ ولا ادراك الخ۔      ہے نہ ادراک۔

**قول (۱۹):** کشف الغطا مستند مولوی اسحق دہلوی میں ہے :-  
نذیب اعتراف است کہ گویند میت جماد محض است۔

**قول (۲۰):** اسی میں ہے :-

فرقے نیست در ارواح کا ملان در حین حیات وبعد از ممات مگر ترقی کمال  
**فصل سوم :-**

ان تصریحوں میں کہ اموات کے علم و ادراک دنیا و اہل دنیا کو بھی شامل ہیں  
**قول (۲۱):** امام جلال الدین سیوطی رسالہ منظومہ انیس الغریب میں  
فرماتے ہیں :-

يعرف من يغسله ويحمل      مردہ اپنے پہلانے والے اٹھانے والے  
ويلبس الاكفان ومن ينزل      کفن پہنانے والے اور قبر میں اتارنے  
والے سب کو پہچانتا ہے۔

**قول (۲۲ تا ۲۴):** امام ابن الحاج مدخل اور امام قسطلانی مواہب اور علامہ  
زرقانی شرح میں تقریر فرماتے ہیں :-

واللفظ لاحد من اتصل      جو مسلمان برزخ میں ہیں اکثر احوال  
الى عالم البرزخ من المؤمنين      احیاء پر علم رکھتے ہیں، اور یہ امر  
يعلم احوال الاحياء غالباً      بکثرت واقع ہے، جیسا کہ کتابوں میں  
وقد وقع كثير من ذلك كما      اپنے محل پر مذکور ہے۔  
هو مستطوف في مظنة ذلك من الكتب



قول (۲۵) : اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں علم و ادراک موقی کی تحقیق و تفصیل لکھ کر فرماتے ہیں :-

بالجملة کتاب و سنت مملو و مشحون اند باخبار و آثار کہ دلالت میکند بر وجود علم موقی بدنیہ و اہل آن پس منکر نشود آن را مگر جاہل باخبار و منکر دین۔

فصل چہارم :- (اموات سے جہا کرنے میں)

قول (۲۶) :- ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں سلیم بن عمیر سے راوی وہ ایک مقبرہ پر گزے، پیشاب کی حاجت سخت تھی، کسی نے کہا یہاں اتر کے قضائے حاجت کر لیجے، فرمایا :-

سُبْحَنَ اللّٰہُ واللّٰہُ اَفْلاَسْتَخِیَ  
سبحن اللہ! خدا کی قسم میں مڑوں سے  
من الاموات کما استعین من  
ایسی ہی شرم کرتا ہوں، جیسی کہ  
الاحیاء۔  
زندوں سے۔

قول (۲۷) : جب سیدنا امام شافعی مزار فائض الانوار حضرت امام اعظم پر تشریف لے گئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن اتباعہما نماز صبح میں قنوت نہ پڑھی لوگوں نے سبب پوچھا، فرمایا :-

کیف اقلت بحضرة الامام  
میں امام کے سامنے کیونکر قنوت پڑھوں  
وهولا يقول به۔  
حالانکہ وہ اُس کے قائل نہیں۔

ذکرہ سیدی علی الخواص والامام الشعرا فی المیزان ونحوہ  
العلامۃ ابن حجر المکی فی الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم  
ابی حنیفۃ النعمان فی اولہا واعادۃ فی آخرہا عن بعض شارح منہاج  
الامام النووی وعن غیرہ ونحوہ فی عقود الجمان فی مناقب النعمان عن  
شیخ شبوخہ الامام الزاہد لولی شہاب الدین شارح المنہاج۔ بعض  
روایات میں آیا، بسم اللہ شریف بھی جہر سے نہ پڑھی، نقلہ الفاضل الشاہی



فی رد المحتار عن بعض العلماء وکذا الامام ابن حجر فی الخیرات الحسان  
بعض میں ہے، تبکیرات انتقال میں رفع یدین نہ فرمایا، سبب ریافت ہوا جواب  
دیا:-

ادبت مع هذا الامام اکثر اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس کے  
من ان نظهر خلافة بحضرة زائد ہے کہ انکے حضور ان کا خلاف ظاہر کریں  
ذکرہ علی القاری فی المرقاة شرح لباب میں خاص بلفظ استیذان نقل کیا  
کہ امام شافعی نے فرمایا:-

استحیی ان اخالف مذهب مجھے شرم آتی ہے کہ امام کے سامنے  
الامام فی حضورہ۔ انکے مذہب کے خلاف کروں۔

ذکرہ فی باب الزیارة النبویة فصل المقام بالمدينة المنورة  
سبحان اللہ اگر اموات دیکھتے سنتے نہیں، تو جبر و اخفاء یا رافع و ترک، یا  
کلمت قنوت و تعجیل سجود میں کیا فارق تھا، لہذا انصاف اگر نبلے قبر حجاب مانع  
ہو، تو امام ہمام کا سامنا کہاں تھا، اور اس ادب لحاظ کا کیا باعث ہوا۔

قول (۲۸ تا ۳۱): علامہ فضل اللہ بن غوری حنفی وغیرہ ایک جہانت  
علماء نے تصریح فرمائی، کہ زیارت بقیع شریف میں قبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ  
سے ابتدا کرے کہ پہلے وہی ملتا ہے، تو بے سلام کے وہاں سے گذر جانا بہت  
بے ادبی ہے، اسی طرح اس بقعہ پاک میں جو مزار پہلے آتا جائے اُس پر سلام  
عرض کرنا جائے، کہ جو ذرا بھی عزت و عظمت رکھتا ہے اُس کے سامنے سے بے سلام  
چلے جانا مردّت و ادب کے بعید ہے۔

مولانا علی قاری نے شرح لباب میں اسے نقل فرما کر مسلم رکھا۔ شیخ محقق  
نے جذب القلوب میں بعض دیگر علماء سے اسکی تحسین نقل کی کہ یہ ایک عمدہ  
مقصد ہے جس کے ساتھ افضل و اشرف کی رعایت نہ کرنی کچھ مفدا نقہ نہیں  
مسک مفقسط میں ہے:-



ذكر العلامة فضل الله بن الغوري من اصحابنا ان البداوة بقبة العباس الختم بصفية رضى الله تعالى عنهما اولى لان مشهد العباس اول ما يلقي الخارج من البلد عن يمينه فمجاوزته من غير سلام عليه جفوة فاذا سلم عليه وسلم على من يمر به اولا فيختم بصفية رضى الله تعالى عنها في رجوعه كما صرح به ايضا كثير من مشائخنا الخ تاريخ مدينة ميں ہے :-

متاخرين علماء اختلاف کرده اند کہ ابتدا بزیارت کہ کند طائفہ برانند کہ ابتدا بزیارت حضرت عباس کند و برکہ باقی در یک قبہ آسودہ اند از ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین زیرا کہ اسہل و اقرب است و از پیش ایشان در گذشتن و زیارت دیگران متوجہ شدن نوعی از جفا و سوء ادب باشد الخ اسی میں ہے :-

محصل کلام بعضے از علماء آنست کہ ابتدا از قبہ عباس کند رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن معہ بعد از ان بہر کہ پیش آید زیرا کہ ہر کردنی جلالت شان بود بے سلام از پیش شے گذشتن و جائی دیگر رفتن از عالم مردت و حفظ طریقہ ادب بغایت دور است۔

قال بعضهم وهو مقصد صالح لا يضر معه عدم رعاية الافضل والا شئت الخ

فصل پنجم : ملافعال احيائے تاذی اموات میں

قول (۳۲ تا ۳۴) : مراقی الفلاح میں فرمایا :-

اخبرني شيني العلامة محمد محمدي ميرے استاذ علامہ محمد بن احمد بن احمد الحموي حنفی رحمہ اللہ حنفی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ جوئی کی پہل



تعالیٰ یا نہمیتاً ذونِ مَخْفُوعِ سے مرعے کو ایذا ہوتی ہے، علامہ  
النعال۔ طحاوی نے اس پر تقریر فرمائی۔

قول (۳۵): حدیث میں جو قبر پر ترکیہ لگانے سے ممانعت فرمائی، اور اے  
ایذائے میت ارشاد ہوا، جیسا کہ حدیث ۲۵ میں گذرا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ  
اُس پر شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:-

شائد کہ مراد آنست کہ روح دی ناخوش میدارد و راضی نیست بکیہ کرد  
بر قبر و سے از جہت تضمن وی ایانت و استخفاف رابوے و اللہ اعلم۔  
قول (۳۶ و ۳۷): عارف باللہ حکیم ترمذی پھر علامہ نابلسی حدیث میں  
فرماتے ہیں:-

معناه ان الاواح تعلم بترك  
اقامة الحرمه والاستمهانة  
فتأذى بذلك۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ رو میں جان  
لیتی ہیں، کہ اُس نے ہماری تعظیم میں  
قصور کیا، لہذا ایذا پاتی ہیں۔

قول (۳۸ و ۳۹): حاشیہ طحاوی ورد المحتار وغیرہ میں ہے، مقابر  
میں پشاب کرنے کو نہ بیٹھے۔

لان الميت يتأذى بما يتأذى  
به الحي۔ اس لیے کہ جس سے زندوں کو اذیت  
ہوتی ہے اس سے مرعے بھی ایذا پاتے ہیں۔

اقول: بلکہ دیلمی نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس  
کلمہ کی تصریح روایت کی، کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
الميت يؤذيه في قبره ميت كوجس بات سے گھر میں ایذا  
ہوتی تھی، قبر میں بھی اس سے اذیت  
ما يؤذيه في بيته۔ پاتا ہے۔

قول (۴۰ و ۴۱): حدیث ۲۶ کے نیچے اشعہ میں امام ابو عمر عبد البر سے  
نقل کیا:-



انہنجاستفاد میگردد کہ میت متالم می گردد بتمام آنچه متالم میگردد  
بدان حی و لازم این است کہ متلذذ گردد بتمام آنچه متلذذ می شود  
بدان زندہ۔

تدییئل :- مسئلہ ہے کہ دارالحرب کے جن جانوروں کو اپنے ساتھ لانا  
دشوار ہو، انہیں زندہ نہ چھوڑیں، کہ انہیں حربیوں کا نفع ہے، نہ کوئیچیں کا میں  
کہ اس میں جانور کی ایذا ہے، بلکہ ذبح کر کے جلا دیں، تاکہ وہ ان کے گوشت کے  
بھی انتفاع نہ کر سکیں۔ درمختار میں ہے :-

حرم عقہ دابة شق نقلہا الی دارنا فنذبح ونحرق وبعدا  
اولا یعذاب بالنار الاربعہا۔

اس پر علامہ حلبی محشی درمختار نے شبہ کیا کہ یہاں سے لازم کہ مرقے کے حجم  
کو جو صدمہ پہنچائیں اس کے اسے تکلیف نہ ہو، حالانکہ حدیث میں اس کا خلاف وارد  
ہے، علامہ طحاوی و علامہ شامی نے جواب دیا کہ یہ بات بنی آدم کے ساتھ نہیں  
ہے کہ وہ اپنی قبور میں ثواب عذاب پاتے ہیں، تو ان کی ارواح کو ابدان سے  
ایسا تعلق رہتا ہے جس کے سبب دراک و احساس ہوتا ہے، جانوروں میں یہ  
بات نہیں، ورنہ ان کی ہڈی وغیرہ سے انتفاع نہ کیا جاتا۔ ردالمحتار میں ہے :-

اور رد المحتار علی جوانہ احراقہا بعد الذبح انہ یقتضی  
ان المیت لا یتالم مع انہ ورد انہ یتالم بکسر عظمہ  
قلت قد یجاب بان هذا خاص ببني آدم لانهم يتنعمون  
ويعذبون في قبورهم بخلاف غيرهم من الحيوانات و  
الا لزم ان لا ينتفع بعظمها ونحوه ثم رایت ذکر نحو انتھی  
اقول تخصیص بنی آدم باضافت حیوانات مراد ہے، ورنہ جن بھی بعد موت  
ادراک رکھتے ہیں، اکثرا یأتی فی القول غ ۱۹، اور خود عذاب و ثواب سے علامہ  
کی تعلیل اس پر دلیل ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔



## فصل ششم :-

ملاقاتِ احیاء و ذکرِ خدا سے اموات کا جی بہلتا ہے ۔

قول (۴۲) : امام سیوطی نے انیس الغریب میں فرمایا : -

و یأمنون ان اتی المقابرا - (جب زائرِ مقابر پر آتے ہیں، مرنے والے ان سے انس حاصل کرتے ہیں)

قول (۴۳) : امام اجل نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اقسام زیارت میں

فرمایا، ایک قسم زیارت اس غرض سے ہے کہ مقابر پر جانے سے اموات کا دل بہلاؤں کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے ۔ وسیاتی نقلہ فی النعم الثانی، انشاء اللہ تعالیٰ

قول (۴۴) : جذبِ القلوب میں فرمایا :-

زیارت گاہ ہے از جہت ادائے حق اہل قبور باشد در حدیث آمدہ نویس

ترین حالتے کہ میت را بود در وقیست کہ یکے از آشنایاں او زیارت

قبر او کند و احادیث دریں باب بسیار است ۔

قول (۴۵ و ۴۶) :- فتاویٰ قاضیخان، پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے :-

ان قرء القرآن عند القبور مقابر کے پاس قرآن پڑھنے سے اگر

نوی بذلک ان یونسہ صوت یہ نیت ہو، کہ قرآن کی آواز سے مرنے

القرآن فانہ یقرء ۔ کا جی بہلائے تو بیشک پڑھے ۔

قول (۴۷ تا ۴۹) :- رد المحتار میں غنیہ شرح فیہ سے اور طحاوی حاشیہ

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں تلقین میت کے مفید ہونے میں فرمایا :-

ان المیت یستأنس بالذکر بیشک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد

علی ما ورد فی الآثار ۔ کا جی بہلتا ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ۔

قول (۵۰ تا ۵۸) : امام قاضیخان فتاویٰ خانیہ شریعتی نور الایضاح

و مراقی الفلاح و انداد الفتاح پھر علامہ ابوالسعود فاضل طحاوی حاشیہ مراقی

میں استناداً و تقریراً اور شامی حاشیہ درمیں استناداً اور خزائنہ الروایات

فتاویٰ کبریٰ سے اور امام بزاز فی فتاویٰ بزاز یہ اور شیخ الاسلام کشف الغطاء میں



اور ان کے سوا اور علماء فرماتے ہیں :-

واللفظ للخانية يكره قطع  
الحطب والحشيش من  
المقبرة فان كان يابسًا  
لا بأس به لانه ما دام  
رطبًا يسبح فيونس الميت  
چوٹ گیا ہ سبز کا مقبرہ سے کاٹنا  
مکروہ ہے، اور خشک ہو تو مضافہ  
نہیں، کہ وہ جب تک تر رہتی ہے  
تسبیح خدا کرتی ہے، اور اس سے  
میت کا جی بھلتا ہے۔

علامہ شامی نے اس حدیث سے مدلل کر کے فرمایا کہ اس بنا پر مطلقاً گراست  
ہے، اگر یہ خود رو ہو کہ قطع میں حق بہت باضرائع کرنا ہے۔

تذکرہ :- فقیر کہتا ہے، غفر اللہ تو انہم علماء کی ان عبارات اور بر  
چار تول آئندہ دیگر تصریحات رشتہ سے دژہ بیل، فائدے حاصل ہیں۔

اولاً نباتات وجمادات وتمام اجزائے عالم میں ہر ایک کے موافق ایک  
حیات ہے کہ اسکی بقا تک ہر شجر و حجر زبانِ قال سے اس رب اکبر بل جلالہ کی پاکی  
بولتا ہے، اور سبحان اللہ سبحان اللہ یا اس کے مثل اور کلمات تسبیح الہی کہتا ہے  
نہ کہ ان میں صرف زبانِ حال ہے، جیسا کہ ظاہر مبنی کا مقام ہے کہ اس تقدیر پر تر و  
خشک میں تفرقہ محض بے معنی تھا۔ کما لا یخفی اور آیت کریمہ وان من شیء الا یسبح  
بحمدہ خود اس پر برہانِ قاطع کہ اس میں فرمایا :-

ولکن لا تفقهون تسبیحہم تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

ظاہر ہے کہ تسبیحِ حالی تو ہر عاقل سمجھتا ہے، یہاں تاکہ شعرا بھی کہہ گئے :-  
ہر گیا ہے کہ از نہ میں روید وحدہ لا شریک لہ گوید

اور خود مذہب اہل سنت میں مقرر ہو چکا، کہ تمام ذرات عالم کیلئے ایک نوعِ علم

اور خود مذہب اہل سنت میں مقرر ہو چکا، کہ تمام ذرات عالم کیلئے ایک نوعِ علم

۱۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ کے باب فصل الاذان میں ہے :- الصحیح ان للجمادات والنباتات  
والحیوانات علماء وادراکاً و تسبیحاً قال البغوی و هذا مذہب اہل سنت و تدل علیہ الآثار  
والاثار و یشہد لہ مکاشفۃ اہل المشاہدۃ والاسرار الہی کالانوار والمعتمد فی  
المعتقدان شہادۃ الاعضاء بلنا القول ما ورد عن الشارح یحمل علی طائفتہ عالم یصر عند صائر



داد آراک و تسمع و تبصر حاصل ہے مولوی معنوی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اس مضمون کو خوب مشرح ادا فرمایا اور اس پر قرآن و حدیث کے صمدانہ ناطق جنہیں جمع کر دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ پانسویسے کم نہ ہوں گے ان سب کو بلا وجہ ظاہر سے پھیر کر تاویل کرنا قانون عقل و نقل سے خروج بلکہ صراحتہ سفاہات مبتدعین ہیں و لوج ہے خصوصاً وہ نصوص جو صریح مفسر ہیں کہ تاویل کی گنجائش ہی نہیں رکھتے مقام اجنبی نہ ہوتا تو میں اس مسئلہ کا قدر سے ایضاح کرتا۔

ثانیاً:- اقوال مذکورہ سے یہ بھی منصفہ ثبوت پر جلوہ گر ہوا کہ اہل قبور کی قوت سامعہ اس درجہ تیز و صاف و قوی تر ہے کہ نباتات کی تبیح جسے اکثر احیائیں سنتے وہ بلا تکلف سنتے اور اس سے انس حاصل کرتے ہیں پھر انسان کا کلام تو واضح و اظہر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

قول (۵۹ تا ۶۲) مجمع البرکات میں مطالب المؤمنین سے اور کنز العباد و عقادی ۶۲ غرائب و غیرہا میں ہے:-

وضع الورع والریا حین علی	کلاب وغیرہ کے پھول قبروں پر ڈالنا
القبو کا حسن لانہ صا دام	خوب ہے کہ وہ جب تک تازہ رہیں گے

۱۔ فقر نے اپنے فادے میں ان سے ایک جملہ صالحہ ذکر کیا اور صمد ہا کا پتہ دیا وباللہ التوفیق ۲۔ ۳۔ مثلاً وہ حدیثیں جن میں صاف ارشاد ہوا کہ نہ کوئی جانور نہ شکار کیا جائے نہ کوئی بیڑ کاٹا جائے جب تک تبیح الہی میں غفلت نہ کرے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما صید صید ولا قطعت شجرة الا تبضیع التبیح رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ بسند حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو الشیخ نے روایت کی ما اخذ طائر ولا صوت الا تبضیع التبیح اسحاق بن راہویہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان کے پاس ایک زراغ لایا گیا جس کے شہر سالم و کامل تھے دیکھ کر فرمایا میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا الصید صید ولا



رطباً یسبح ویكون للمیت  
انس بتبیحہ۔  
تسبح الہی کریں گے تسبیح سے میت کو انس  
حاصل ہوگا۔

فائدہ:- مطالب المؤمنین و جامع البرکات دونوں کتب مستندہ مخالفین  
سے ہیں اس سے مولوی اسحاق نے مائتہ مسائل میں اور اس سے متکلم قنوجی وغیرہ  
نے استناد کیا۔

فصل ہفتم:- وہ اپنے رائروں کو دیکھتے پہچانتے اور ان کی زیارت  
پر مطلع ہوتے ہیں۔

قول (۶۳ و ۶۴):- مولینا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مسلک متقسط شرح  
منک متوسط پھر فاضل ابن عابدین حاشیہ شرح تنویر میں فرماتے ہیں:-

من ادا اب الزیارتہ ما قالوا  
من انہ یأتی الزائرون  
قبل رجلی المتوفی لا من  
قبل رأسہ لانہ انعب  
بصر المیت بخلاف  
الاول لانہ یکون مقابل  
بصرہ۔  
زیارت قبور کے ادب سے ایک  
بات یہ ہے جو علانی فرمائی کہ زیارت  
کو قبر کے پائینتی سے جائے نہ سر ہاتے  
سے کہ اس میں میت کی نگاہ کو  
مشقت ہوگی (یعنی سر اٹھا کر دیکھنا  
پڑے گا) اور پائینتی سے جائے گا  
تو اس کی نظر کے خاص سامنے ہوگا۔

قول (۶۵) مدخل میں فرمایا:-

کفی فی ہذا ابیاناً قولہ  
علیہ الصلوٰۃ والسلام  
المؤمن ینظر بنور اللہ  
انتہی ونور اللہ لا یحجبہ  
شیء ہذا فی حق الاحیاء  
من المؤمنین فکیف  
اس امر کے ثبوت میں کہ اہل قبور  
کو احوال احیاء پر علم و شعور ہے  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا یہ فرمانا بس ہے کہ مسلمان خدا کے  
نور سے دیکھتا ہے اور خدا کے نور  
کو کوئی چیز پردہ نہیں ہوتی جب



من كان منه مدرك في      زندگی دنیا کا یہ حال ہے تو ان کا کیا  
الدار الاخرۃ۔      پوچھنا جو آخرت کے گھر یعنی برزخ

میں ہیں۔

قول (۶۶) شیخ محقق جذب القلوب میں امام علامہ صدر الدین قونوی سے  
نقل فرماتے ہیں:-

”در میان قبیر سائر مومنین و ارواح ایشان نسبت خاصی است  
مستمر کہ بدان زائران راجی شناسند و سلام بر ایشان می کنند بدلیل  
استجاب زیارت در جمیع اوقات۔

شیخ فرماتے ہیں علامہ ممدوح نے بہت احادیث سے اس معنی کو ثابت کیا۔  
قول (۶۷):- انیس الغریب میں فرمایا ع

ويعرفون من اتاهم نرا شراً:-

جو زیارت کو آتا ہے مردے اسے پہچانتے ہیں

قول (۶۸) میسر میں ہے:-

الشعور باق حتی بعد الدفن      شعور باقی ہے یہاں تک کہ بعد دفن  
حتی انه يعرف نرا شراً۔      بھی یہاں تک کہ اپنے زائر کو پہچانتا ہے

قول (۶۹) لمعات واشعة اللمعات و جامع البرکات میں ہے و اللفظ

للموسطی:-

”در روایات آمدہ است کہ دادہ میشود برائے میت روز جمعہ علم و

ادراک بیشتر از آنچه دادہ میشود در روز ہائے دیگر تا آنکہ می شناسد  
زائر را بیشتر از روز دیگر۔

شرح سفر السعاده میں مفصل و منقح تر فرمایا:-

”کہ خاصیت سی ام آنکہ روز جمعہ ارواح مومنان بقبور خویش

نزدیک میشود نزدیک شدن معنوی و تعلق و اتصال روحانی نظیر و



مثابۃ اتصالی کہ بیدن دارد و زائران را کہ نزدیک قبر می آیند می شناسند و خود ہمیشہ می شناسند و لیکن دریں روز شناختن زیادت بر شناخت سائر ایام است از جهت نزدیک شدن بقبور لایذ شناخت از نزدیک بیشتر و قوی تر باشد از شناخت دور و در بعض روایات آمد کہ ایں شناخت در اول روز بیشتر است از آخر آن و لہذا زیارت قبور درین وقت مستحب تر است و عادت در حریم شریفین ہمین است۔  
**اقول :-** ولا عطر بعد عروس۔

**قول (۱، ۲) :-** شیخ و شیخ الاسلام نے فرمایا واللفظ للشيخ في جامع البركات :-  
 ”تحقیق ثابت شدہ است بآیات و احادیث کہ روح باقی است و اورا علم و شعور بزاثران و احوال ایشان ثابت است و ایں امریت مقرر در دین۔

**قول (۲) :-** تیسریں زبیر حدیث من زار قبر ابوہ نقل فرمایا :-  
 هذا نص في ان الميت يشعر بمن يزوره والالهام صح تسميته زائرا واذا لم يعلم المزور بزيارته من زاراه لم يصح ان يقال زاراه هذا هو المعقول عند جميع الامم۔  
 یہ حدیث نص ہے اس بات میں کہ مردہ زاثر پر مطلع ہوتا ہے ورنہ اسے زائر کہنا صحیح نہ ہوتا کہ جس کی ملاقات کو جائیے جب اسے خبر ہی نہ ہو تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے ملاقات کی تمام عالم اس لفظ سے یہی معنی سمجھتا ہے۔

**قول (۳ و ۴) :-** اشعة اللمعات آخر باب الجنائز میں شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی سے زبیر حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ آغا نہ نوع دوم مقصد دوم میں گزری نقل فرمایا :-

”دریں حدیث دلیل واضح است بر حیات ست و علم وی و آنکہ



واجب است احترام میت نزد زیارت دی خصوصاً صالحان و اہل عبادت  
ادب بر قدر مراتب ایشان چنانکہ در حالت حیات ایشان۔  
پھر کتاب الجہاد لمعات میں اسے ذکر کر کے لکھا:۔

هل هذا الا اثبات العلم یہ اگر میت کے لیے علم و ادراک ثابت  
والادراک۔ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

فصل ہشتم:۔ وہ اپنے زائرین سے کلام کرتے اور ان کے سلام و کلام کا  
جواب دیتے ہیں۔

قول (۷۵ تا ۷۸) امام یافعی پھر امام سیوطی امام محب الدین طبری شارح تنبیہ  
سے ناقل ہیں امام اسماعیل حضرمی کے ساتھ مقبرہ زبیدہ میں تھا:۔

فقال لی یا محب! لمدین انہوں نے فرمایا اے محب الدین  
اتؤمن بکلام الموتی قلت آپ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مردے کلام  
نعم فقال ان صاحب هذا کرتے ہیں میں نے کہا ہاں کہا اس  
القبر یقول لی انا من حشو قبردالانجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں  
الجنة۔ جنت کی بھرتی سے ہوں۔

تنبیہ:۔ اس روایت کے لانے سے یہ غرض نہیں کہ اس میت نے امام  
اسماعیل سے کلام کیا کہ ایسی روایات تو صد ہا ہیں اور ہم پہلے کہہ آئے کہ وقائع  
جنہ ثبہ شمار نہ کریں گے بلکہ محل استدلال یہ ہے کہ وہ دونوں امام احیا سے  
اموات کے کلام کرنے پر اعتقاد رکھتے تھے اور ان دونوں اماموں نے اسے  
استناداً نقل فرمایا۔

تذہیب:۔ امام یافعی امام سیوطی انہیں اسماعیل قدس سرہ البلیل سے حاکی  
بعض مقابر میں پران کا گزرا ہوا شدت روئے اور سخت مغموم ہوئے پھر کھل کھلا

سلف تنبیہ جواب سلام کا ایک قول فصل ہفتم میں علامہ قونوی سے گزرا ۱۳۱۲ھ۔



کر بنے اور نہایت شاد ہوئے کسی نے سبب پوچھا فرمایا میں نے اس مقبرہ والوں کو عذاب قبر میں دیکھا رویا اور جناب الہی سے گرد گردا گرد عرض کی حکم ہوا:-

قد شفعتک فیہم۔ ہم نے تیری شفاعت ان کے حق میں قبول فرمائی۔

اس پر قبر والی مجھ سے بولی:-

وانا معہم یا فقیہ اسمعیل مولانا اسمعیل میں بھی انہیں میں ہوں  
انا فلان المغنیہ۔ فلانی گناہ میں ہوں

میں نے کہا:-

وانت معہم؟ تو بھی ان کے ساتھ ہے۔

اس پر مجھے ہنسی آئی۔ اللہم اجعلنا ممن رحمۃہ باولیاؤک امین  
قول (۷۹) زہر الہی شرح سنن نسائی میں نقل فرمایا:-

ان للروح شانا اخو فتكون روح کی شان جدا ہے یا آنکہ ملاء اعلیٰ  
فی الرفیق الاعلیٰ وہی متصلہ میں ہوتی ہے پھر بھی بدن سے ایسی  
بالبدن بحیث اذا سلم المسلم متصل ہے کہ جب سلام کرتے والا  
علی صاجہا علیہ السلام سلام کرے جواب دہتی ہے لوگوں کو  
وہی فی مکانہا هناك الی ان دھوکا اس میں یوں ہوتا ہے کہ بے  
قال انما یاتی الغلط ہنا من دیکھی چیز کو محسوسات پر قیاس کر کے  
قیاس لغائب علی الشاہد فبعینہا روح کا حال جسم کا سا سمجھتے ہیں کہ  
الروح من جنس ما یعمد الاجسام جب ایک مکان میں ہو اسی وقت  
التي اذا اشغلت مکانا لم یکن دوسرے میں نہیں ہو سکتی حالانکہ یہ  
ان تكون فی غیرہ وهذا غلط محض محض غلط ہے۔

قول (۸۰) علامہ زرقانی شرح مواہب میں نقل فرماتے ہیں:-

سلام علی المسلم من الانبیاء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جواب



حقیقی بالروح والجسد بجملة  
ومن غیر الانبیاء والشہداء  
باتصال الروح بالجسد  
اتصالاً یحصل بواسطته  
التحکم من الرد مع کون  
اس واحده لیست فی اجسادهم  
وسواء الجمعة وغیرها علی  
الاصح لکن لا مانع من ان  
الاتصال فی الجمعة والیومین  
المکتنفین به اقوی من الاتصال  
فی غیرها من الايام ملخصاً

سلام سے مشرت فرمانا تو حقیقی ہے  
کہ روح و بدن دونوں سے جاوے  
انبیاء و شہداء کے سوا اور مومنین میں  
یوں ہے کہ ان کی روحیں اگر چہ بدن  
میں نہیں تاہم بدن سے ایسا اتصال  
رکھتی ہیں جس کے باعث جواب  
سلام پر انہیں قدرت ہے اور مذہب  
اصح یہ ہے کہ جمعہ وغیرہ سب دن  
برابر ہیں ہاں اس کا انکار نہیں کہ  
پنجشنبہ و جمعہ و شنبہ میں اور دنوں  
کی بہ نسبت اتصال اقوی ہے۔

قول (۸۱ و ۸۲) شرح الصدور و طحاوی حاشیہ مراقی میں نقل فرمایا:-  
الاحادیث والاشارات  
علی ان الزائر متی جاء علم  
به المزور و سمع سلامه و  
انس به رد علیه و هذا عام  
فی حق الشہداء وغیرهم  
وانه لا توقیت فی ذلك

احادیث و آثار دلیل ہیں کہ جب  
زائر آتا ہے مردے کو اس پر علم ہوتا  
ہے اس کا سلام سنا اور اس سے  
انس کرتا اور اس کو جواب دیتا ہے  
اور یہ بات شہداء وغیر شہداء سب میں  
عام ہے نہ اس میں کچھ وقت کی خصوصیت  
کہ بعض وقت ہو اور بعض وقت نہیں۔

قول (۸۳) بنایہ حاشیہ بدایہ میں دربارہ حدیث تلقین موتی فرمایا:-

ملہ انہیں امام جلیل نسائی الغریب میں فرمایا و سلمو اروا علی المسلم۔ فی اے یوم قالہ ابن  
القیم۔ مردے سلام کے جواب میں سلام کرتے ہیں کوئی دن ہو جیسا کہ ابن قیم نے تہذیب لی ۱۲ منہ۔



عند اهل السنة هذا على الحقيقة لانه مجيب على ما جاءت به الآثار۔  
اہلسنت کے نزدیک یہ اپنی حقیقت پر ہے اس لیے کہ مردہ تلقین کا جواب دینا ہے جیسا کہ احادیث میں آیا۔

**فصل نہم:** اولیاء کی کرامتیں اولیاء کے تصرف بعد وصال بھی بدستور ہیں۔  
قول (۸۴)۔ امام نووی نے اقسام زیارت میں فرمایا ایک زیارت بغرض حصول برکت ہوتی ہے یہ مزارات اولیاء کے لیے سنت ہے اور ان کے لیے برزخ میں تصرفات و برکات بیشمار ہیں وستقف علی ذلك اختاء الله تعالى۔  
قول (۸۵ و ۸۶)۔ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا تفسیر کردہ است بیضاوی آیہ کریمہ والتزعجت غرقاً الآیہ:-

”رابصفات نفوس فاضلہ در حال مفارقت از بدن کہ کشیدہ میشوند از ابدان و نشاط میکنند بسوی عالم ملکوت و سیاحت میکنند در آن پس سبقت میکنند بظہار قدس پس میگرددند بشرف و قوت از مدبرات۔  
قول (۸۷)۔ علامہ نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا:-

کرامات الاولیاء باقیہ بعد موتہم ایضاً ومن زعم خلاف ذلك فهو جاهل متعصب  
اولیاء کی کرامتیں بعد انتقال بھی باقی ہیں جو اس کے خلاف زعم کرے وہ جاہل مہٹ دھرم ہے ہم نے ایک رسالہ خاص اسی امر کے ثبوت میں لکھا ہے۔

قول (۸۸ و ۸۹)۔ شیخ مشایخنا رئیس المدرسین بالبلد الامین مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:-

لہذا زیارت گاہی از جست انتفاع باہل قبور بود چنانچہ در زیارت قبور صالحین،  
آثار آمدہ ۱۲۔ جذب القلوب۔



قال العلامة الغنیمی وهو  
خاتمة محقق الحنفیة اذا  
كان مرجع الکرامات الی  
قدرة الله تعالى كما تقر  
فلا فرق بین حیاً کهم و ما کهم  
(الی ان قال) قد اتفقت کلمات  
علماء الاسلام قاطبة علی ان  
معجزات نبینا صلی الله  
علیه وسلم لا تنصر لان منها  
ما اجراه الله تعالى و یجریه  
لاولیاءه من الکرامات ا حیا  
وامواتا الی یوم القیمة۔

علامہ غنیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہ محققین  
حنفیہ کے خاتم ہیں فرمایا جب ثابت  
ہو چکا کہ مرجع کرامات قدرت الہی  
کی طرف ہے تو اولیاء کی حیات و وفات  
میں کچھ فرق نہیں تمام علمائے اسلام  
یک زبان فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے  
محدود نہیں کہ حضور ہی کے معجزات  
سے ہیں وہ سب کرامتیں جو اللہ تعالیٰ  
نے اپنے اولیائے زندہ و مردہ سے  
جاری کیں اور قیامت تک ان سے  
جاری فرمائے گا۔

قول (۹۰) اس میں امام شیخ الاسلام شہاب رملی سے منقول:-

معجزات الانبیاء و کرامات  
الاولیاء لا تنقطع بموتهم۔

انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں  
ان کے انتقال سے منقطع نہیں ہوتیں۔

قول (۹۱ و ۹۲) امام ابن الحاج مدخل میں امام ابو عبد اللہ بن نعمان کی کتاب  
مستطاب سفینۃ النجا لاهل التجاء فی کرامات الشیخ ابی النجاء سے ناقل:-

تحقق لذوی البصائر والاعتبار  
ان زیارة قبور الصالحین  
محبوبة لاجل التبرک مع  
الاعتبار فان بركة الصالحین  
جارية بعد ما کهم كما  
کانت فی حیاء کهم۔

اہل بصیرت و اعتبار کے نزدیک  
محقق ہو چکا ہے کہ قبور صالحین کی  
زیارت بغرض تحصیل برکت و عبرت  
محبوب ہے کہ ان کی برکتیں جیسے  
زندگی میں جاری تھیں بعد وصال  
بھی جاری ہیں۔



قول (۹۳)۔ جامع البرکات میں ارشاد فرمایا:-

”اولیاء کرامات و تصرفات دراکو ان حاصل است و آن نیست  
مگر ارواح ایشان را چون ارواح باقی است بعد از ممات نیز باشد۔  
قول (۹۴) کشف الغطاء میں ہے:-

”ارواح کمل کہ در حین حیات ایشان بسبب قرب مکانت و منزلت  
از رب العزہ کرامات و تصرفات و امداد داشتند بعد از ممات چون  
بہمان قرب باقینند نیز تصرفات دارند چنانکہ در حین تعلق بہ جسد  
داشتند یا بیشتر از ان۔

قول (۹۵ و ۹۶)۔ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:-

”یکے از مشایخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشایخ تصرف  
میکند در قبور خود مانند تصرف ہائے شان در حیات خود یا بیشتر شیخ  
معروف و عبد القادر جیلانی رحنی اللہ تعالیٰ عنہما و دو کس دیگر را از  
اولیاء شمرود مقصود حضرت نیست آنچہ خود دیدہ و یافتہ است گفتہ۔

**فصل دہم:-** الحمد للہ برزخ میں بھی ان کا فیض جاری اور غلاموں کے  
ساتھ وہی شان امداد و یاری ہے۔

قول (۹۷)۔ امام اجل عبد الوہاب شعرائی قدس اللہ سرہ الربانی میزان  
الشریعت الکبریٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

جميع الائمة المجتہدين تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی

۱۵ یعنی حضرت سعدی علی قرشی قدس سرہ العزیزہ کما روی عنہ الامام نور الدین ابوالحسن  
علی فی بیجۃ الاسراء بسند والیہ ۱۲ منہ۔

۱۶ یعنی حضرت شیخ عقیل مسمی و حضرت حمید بن قیس حرانی قدس اللہ تعالیٰ اسراء  
ہما کما فی بیجۃ ۱۲ منہ۔



یشفعون فی اتباعہم ولا یلاحظونہم فی شدائدہم  
فی الدنیا والدبریزخ ویوم القیمۃ  
حتی یجاوزوا الصراط۔  
شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و دبریزخ  
و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر  
نگاہ رکھتے ہیں بیان تک کہ صراط سے  
پار ہو جائیں۔

اسی امام اجل نے اسی کتاب اجل میں فرمایا:-

قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ  
عن ائمتہ الفقہاء الصوفیۃ  
ان ائمتہ الفقہاء والصوفیۃ  
کلہم یشفعون فی مقلدہم  
ویلاحظون احدہم عند  
طلوع روحہ وعند سوال منکر  
ونکیرلہ وعند النشر والحشر  
والمحساب والمیزان والصراط  
ولا یغفلون عنہم فی موقف  
من المواقف ولہا مات  
شیخنا شیخ الاسلام الشیخ  
ناصر الدین اللقانی سراحہ  
بعض الصالحین فی المنام  
فقال لہ ما فعل اللہ  
بک فقال لما اجلسنی  
الملکان فی القبر لیسألانی  
اتاہم الامام مالک  
فقال مثل هذا یحتاج  
ہم نے کتاب الاجوبہ عن الائمۃ الفقہاء  
والصوفیہ میں ذکر کیا ہے کہ تمام ائمہ  
نعماد صوفیہ اپنے اپنے مقلدوں کی  
شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے  
مقلد کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر  
اس سے سوال کو آتے ہیں جب اس کا  
حشر ہوتا ہے جب نامہ اعمال کھلتے  
ہیں جب حساب لیا جاتا ہے جب  
عمل ٹلے ہیں جب صراط پر چلتے ہیں  
غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے  
ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں  
ہوتے ہمارے استاذ شیخ الاسلام  
امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ  
کا جب انتقال ہوا بعض صالحوں نے  
انہیں خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ  
نے ان کے ساتھ کیا کیا کما جب منکر نکیر  
نے مجھے سوال کے لیے بٹھایا امام  
مالک تشریف لائے اور ان سے فرمایا



انی سوال فی ایمانہ باللہ  
 ورسوله تحیاتہ عنہ  
 فتتحیاتہ عنی اھ واذاکان  
 مشائخ الصوفیۃ  
 یلاحظون اتباعہم  
 ومریداہم فی جمیع  
 الاهیوال والشداہد  
 فی الدنیا والاخرۃ  
 فکیف بائئمة المذاہب  
 الذین ہم اوتاد الارض  
 واسکان الدین وامناع  
 الشارع صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم علی امتہ  
 رضی اللہ تعالیٰ اجمعین۔

ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے  
 کہ اس سے خدا و رسول پر ایمان کے بارے  
 میں سوال کیا جائے الگ ہو اس کے  
 پاس سے یہ فرماتے ہی نیکرین مجھ سے  
 الگ ہو گئے اور جب مشائخ کہ ام  
 صوفیہ قدست اسرارہم ہر ہول و سختی  
 کے وقت دنیا و آخرت میں اپنے  
 پیروں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے  
 ہیں تو ان پیشوا یا ان مذاہب کا کتنا  
 ہی کیسا ہے جو زمین کی میخیں ہیں اور دین  
 کے ستون اور شارع صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کی امت پر اس کے امین رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین الشاکر الشاکر  
 وللہ الحمد۔

یوم القیمة فی رضی الرحمن  
 ثم اعتقادی مذهبہم للنعیم  
 للشیخ عبد القادر الجیلانی  
 کہ تو چوتنی کسا چناں شدہ ایم  
 ہمہ شب در خیال بیدہ ایم  
 گفت ما جام تلخ کم زدہ ایم  
 سنیت را گدای میکدہ ایم  
 ما سرا پا علادت آمدہ ایم

حبیبی من الخیرات ما اعدتہ  
 دین النبی محمد خیر الوری  
 واداتی وعقیدتی ومحبتتی  
 وی بنجاک رضا شدم گفتم  
 ہمہ روز از غمت بفکر فصول  
 خبری گو باز تلخی مرگ  
 قادریت بکام ما کردند  
 شیر لہویم و شہدا فزودند

تنبیہ نبیہ :- ہاں مقلدان ائمہ کی خوشی و شادمانی اور ان کے مخالفوں کو



حسرت و پشیمانی مگر حاشا صرف فروع میں تقلید سے تتبع نہیں ہوتا پہلے ہم امر عقائد  
ہے جو اس میں ائمہ سلف کے خلاف ہو تو یہ کہاں وہ اور کہاں اتباع یوں تو بہتر ہے  
معتزلی حنفیت جانتے ہیں بعض زیدیہ روافض شافعی کہلاتے ہیں بہت مجتہد موجد  
حنبل کہے جاتے پھر کیا ارواح طیبہ حضرات عالیہ امام اعظم و امام شافعی و امام احمد  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے خوش ہوں گے کلا و الشدان گمراہوں کا انتساب ایسا  
ہے جیسے روافض اپنے آپ کو امامیہ کہتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے بزار و روح پاک  
ائمہ اطہار ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یوہن نجد کے حنبلی ہند کے حنفی جو  
مختصر مان مذہب جدید و متبعان قرن طریقہ ہوئے ہرگز حنبلی و حنفی نہیں بلکہ حنبلی و حنفی  
ہیں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے قصیدہ اکسیر اعظم کی شرح مجیر<sup>۱۳۲</sup> معظم میں غلامان سرکار  
قادری کے فضائل اور ان کے لیے جو عظیم امیدیں ہیں لکھ کر گزارش کی:-

”اما ہوس کارانیکہ نزد ایشان اتباع ہواے نفس کمال تصوف  
در احکام شرع تمغائے معرفت مناہی و ملاہی موصل الی اللہ و تباہی و  
دواہی ریاضت ایں راہ روز ہا دارند اما بر گردن و نماز ہا گناہ زندہ بر معنی  
ترک کردن و نہ آنکہ ازینہا باکی دارند یا سرے خارند بلکہ فارغ زیندہ  
حسابی ندارند و خود ازینہا چہ حکایت و از بدعت چہ شکایت کہ متہوران  
ایشان ضروریات دین را خلاف کنند و بدعوی اسلام بر عقائد اسلام خندہ  
زنند من و خدا فی من کہ ایناں نہ قادری باشند و نہ چشتی بلکہ قادری باشند  
و نہ شتی ع سایہ شان دور باد و راہ را ہ ملخصا

معذرا بالفرض اگر ایک فریق منکرین باعتبار فروع مقلدین سی تا ہم حیب ان  
کے نزدیک ارواح گزشتگان مثل حماد اور محال امداد اور شرک استمداد تو وہ اس

۱۳۱۔ جبل بفتحین بمعنی غضب ۱۲ منہ۔

۱۳۲۔ جنف بفتحین میل و جور ۱۲ منہ۔



قابل کماں کہ ارواح ائمہ ان پر نظر فرمائیں سنت الیہ ہے کہ منکر کو محروم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:-

انا عند ظن عبدی بی۔ میں بندہ سے وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے  
(رواہ البخاری) گمان رکھتا ہے۔

جب ان کے گمان میں امداد و محال تو ان کے حق میں ایسا ہی ہوگا ع  
گر بر تو حرام است حرمت یاد ا

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث متواتر میں فرماتے ہیں:-  
شفاعتی یوم القیمة حق میری شفاعت روز قیامت حق ہے  
فمن لم یؤمن بھا لہ یکن جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے  
من اہلھا۔ اہل سے نہ ہوگا۔

(۲) رواہ ابن مزیع عن زید بن اسلم و بضعہ عشر من الصحابة  
رضوان اللہ جمیعین اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعتوں سے بہرہ مند فرمائے  
آمین اللہم آمین۔

قول (۹۸ تا ۱۰۰)۔ امام غزالی قدس سرہ العالی پھر شیخ محقق پھر شیخ الاسلام  
فرماتے ہیں واللفظ شرح مشکوٰۃ:-

”حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہے کہ استمداد کردہ میشود بوی درجات  
استمداد کردہ میشود بوی بعد از وفات۔  
قول (۱۰۱ و ۱۰۲) امام ابن حجر مکی پھر شیخ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:-  
”صالحان را مدد بلیغ است زیارت کنندگان خود را بر اندازہ ادب  
ایشان“

قول (۱۰۳)۔ امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے  
نزدیک علم و ادراک موتی کی تحقیق کر کے فرمایا:-

ولہذا ینتفع بزیارۃ قبو اسی لیے قبور اولیاء کی زیارت اور



الابرار والاستعانة من نفوس الاخيار۔  
ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے۔

قول (۱۰۴ و ۱۰۵)۔ رد المحتار میں امام غزالی سے ہے:-

انهم متفانون في القرب من الله تعالى ونفع الزائرين بحسب معارفهم واسرارهم۔  
ارواح طیبہ اولیائے کرام کا حال یکساں نہیں بلکہ وہ متفاوت ہیں اللہ سے نزدیک اور نزاثر دن کو نفع دینے میں موافق اپنے معارف و اسرار کے۔

قول (۱۰۶)۔ امام ابن الحاج مکی مدخل فرماتے ہیں:-

ان كان الميت المراد مهن ترجي بركتته فيتوسل الى الله تعالى به يبدؤ بالتوسل الى الله تعالى بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذ هو العمد في التوسل والاصل في هذا كله والمشرع له - ثم يتوسل باهل تلك المقابر اعني بالصالحين منهم في قضاء حوائجهم ومغفرة ذنوبهم ويكثر التوسل بهم الى الله تعالى لانه سببه انه تعالى اجتباهم وشرفهم وكرمهم فكما نفع بهم في الدنيا ففي الآخرة اكثر فمن اراد

یعنی اگر صاحب مزار ان لوگوں میں ہے جن سے امید برکت کی جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ کرے پہلے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کرے کہ حضور ہی توسل میں عمدہ اور ان سب باتوں میں اصل اور توسل کے مشروع فرمانے والے ہیں پھر صالحین اہل قبور سے اپنی حاجت روائی و بخشش گناہ میں توسل اور اس کی تکرار و کثرت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چنا اور فضیلت و کرامت بخشی تو جس طرح دنیا میں ان کی ذات سے نفع پہنچا یا یونہی بعد انتقال اس سے زیادہ پہنچائے گا تو جسے



حاجۃ فلیذہب الیہم یتوسل  
 بہ فانہم الواسطۃ بین اللہ  
 تعالیٰ وخلقہ وقد تقررفی  
 الشرع وعلومہ اللہ تعالیٰ بہم  
 من الاعتناء وذلک کثیر  
 مشہور ما زال الناس من  
 العلما والاکابر کا بڑا من  
 کا بر مشرقاً ومغرباً یتبکون  
 زیارۃ قبورہم ومجدون  
 بركة ذلک حتماً ومعنی  
 اہم ملخصاً۔

کہوٹی حاجت منظور ہو ان کے مزارات  
 پر حاضر ہو اور ان سے توسل کرے  
 کہ یہی واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ اور اس  
 کی مخلوق میں اور بیشک شرع میں  
 مقررہ معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کو  
 ان پر کیسی عنایت ہے اور یہ خود  
 بکثرت و شہرت ہے اور ہمیشہ علما  
 اکابر خلف و سلف مشرق و مغرب  
 میں ان کی زیارت قبور سے تبرک  
 کرتے اور ظاہر و باطن میں اس کی  
 برکتیں پالتے رہے ہیں۔

قول (۱۰۷ تا ۱۰۹)۔ اشعہ میں فرمایا:-

”سیدی احمد بن زہرہ قی کہ از اعظم فقہاء و علماء و مشایخ دیار مغرب  
 است گفت روزی شیخ ابو العباس<sup>۱</sup> حضرمی از من پرسید امداد چی تو  
 یا امداد میت تو بیت من گفت قومی میگوند کہ امداد چی قومی تراست  
 و من میگوریم کہ امداد میت قومی تراست پس شیخ گفت نعم نہ برا کہ دی در  
 بیاط حق است و در حضرت ا دست (قال) و نقل در معنی ازین طائفہ  
 بیشتر از ان است کہ حصر و احصا کردہ شود و یافتہ نمی شود در کتاب و  
 سنت و اقوال سلف صالح چیزیکہ منافی و مخالف این باشد و رو کند این را لا۔  
 قول (۱۱۰)۔ اسی میں ہے:-

لہ قصد زیارت مقربان آن در گاہ و منتہای آنجناب و استغاثہ خیرات و برکات از  
 ایشان نماید موجب مزید خیر و زیارت ثواب خواہد بود والسلام ۱۲ منہ جذب القلوب۔



”بسیارے رافیوض و فتوح از ارواح رسیدہ و این طائفہ را در اصطلاح

ایشان ادیسی خوانند

قول (۱۱۱ و ۱۱۲) شیخ الاسلام امام فخر الدین رازی سے ناقل :-

”چوں می آید زائر نزد قبر حاصل میشود نفس اور اعلیٰ خاص بقبر چنانچہ  
نفس صاحب قبر را بسبب این دو تعلق حاصل میشود میان ہر دو نفس ملاقات  
معنوی و علاقہ مخصوص پس اگر نفس مزد ر قوی تر باشد نفس زائر مستفیض  
میشود و اگر بعکس بود برعکس شود۔

قول (۱۱۳ و ۱۱۴) مولانا جامی قدس سرہ السامی حضرت سیدی امام اجل علاؤ الدولہ

سمنانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل :-

”در دیشی از شیخ سوال کرد کہ چوں بدن را در خاک ادراک نیست و در  
عالم ارواح حجاب نیست چہ احتیاج است بسر خاک رفتن چہ در ہر مقامیکہ  
توجہ کند بر روح بزرگی همان باشد کہ بسر خاک شیخ فرمود فائدہ بسیار و دیکی  
آنکہ چوں بزیارت کسی میرود چند آنکہ میرود توجہ او زیادہ میشود چوں بسر  
خاک رسد بحس مشاہدہ کند خاک ادراک او نیز مشغول او شود و بجلی متوجہ  
گردد و فائدہ بیشتر دہد و دیگر آنکہ ہر چند ارواح را حجاب نیست و ہمہ جہان  
ادراکیست اما بآن موضع تعلق بیشتر بود اھل مخلصاً

قول (۱۱۵ و ۱۱۶) - سیدی جمال علی کے فتاویٰ میں امام شہاب الدین رملی سے

منقول :-

للانبياء والرسول والاولياء  
والصالحين اغاثة بعد موتهم  
ابتیاد رسل و اولیاد صالحین بعد طلت  
بھی فریاد رسی فرماتے ہیں۔

فصل یازدہم :-

تصریحات علمائے کرام کہ سلام قبور دلیل قطعی سماع و فہم و شعور ہے۔

قول (۱۱۷) امام عزالدین بن عبدالسلام اپنے امالی میں فرماتے ہیں :-



۱۱۰: امرنا بالسلام علی القبر  
 ہمیں حکم ہوا کہ قبور پر سلام کریں اگر روحيں  
 ولولا ان الارواح تدرك  
 سمجھتی نہ ہوتیں تو بیشک اس میں کچھ  
 لماکان فيه فائدة۔  
 فائدہ نہ ہوتا۔

قول (۱۱۸)۔ امام ابو عمر ابن عبد البر نے فرمایا:-

احادیث زیارة القبر والسلام  
 زیارت قبور اور ان پر سلام اور ان سے  
 علیہا وخطابہم مخاطبة الحاضر  
 حاضر عاقل کی طرح خطاب کی حدیثیں  
 العاقل دالة علی ذلك املخصا  
 اس پر دلیل ہیں۔

قول (۱۱۹) شرح الصدور میں مثل قولین سابقین منقول:-

قد شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی  
 وسلم لامتہ ان یسلموا علی  
 امت کے لیے اہل قبور پر ایسا سلام  
 اهل القبور سلام من  
 مشروع فرمایا ہے جیسے سننے سمجھنے  
 مخاطبونہ ممن یسمع ویعقل  
 والوں سے خطاب کرتے ہیں۔

قول (۱۲۰) امام علامہ نووی منہاج میں امام قاضی عیاض کا قول دربارہ سماع  
 موتی نقل کر کے فرماتے ہیں:-

هو الظاهر المختار الذي  
 یہی ظاہر و مختار ہے جسے سلام قبور  
 يقتضيه احادیث سلام القبور  
 کی حدیثیں اقتضا کرتی ہیں۔

قول (۱۲۱)۔ علامہ منادی نے اسی امر کی دلیل یوں نقل فرمائی:-

فان السلام علی من لا  
 کہ جو نہ سمجھے اس پر سلام اصلا  
 یسمع محال۔  
 معقول نہیں۔

قول (۱۲۲)۔ شیخ محقق مدارج النبوة میں سلام اموات کو حدیث سے نقل  
 کر کے فرماتے ہیں:-

”خطاب با کسیک نشنود و نفہم معقول نیست و نزدیک ست کہ

شمارہ کردہ شود از قبیلہ عبث چنانکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت۔



قبول (۱۲۳)۔ مولانا علی قاری شرح الباب میں دربارہ سلام زیارت فرماتے ہیں  
 من غیر رفع صوت ولا اخفاء لہما نہ بلند آواز سے ہو نہ بالکل آہستہ میں  
 نفوت الاسماع الذی هو السنۃ میں سنانا کہ سنت ہی فوت ہو جائے  
**فصل دروازہ ہجرت**

اہل قبور سے سوائے سلام اور انواع خطاب و کلام میں۔  
 قول (۱۲۴ تا ۱۲۶)۔ منک مستوسط و مسلک متقسط و اختیار شرح مختار و فتاویٰ  
 مالگیری میں ہے واللہ للآخرین فانہ ابسط مک بعد زیارت سید عالم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ پھر ہٹ کر میرا قدس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل ہو  
 اور بعد سلام عرض کرے:-

جزاک اللہ عنا افضل ما	آپ کو اللہ تعالیٰ ہم سے جزا و عوض
جزی اماما عن امۃ نبیہ	نیک دے بہتر اس عرض کا جو کسی امام
ولقد خلفتہ باحسن خلف	کو اس کے نبی کی امت سے عطا فرمایا
وسلک طریقہ ومنہا جہ	ہو بیشک آپ نے بہترین خلافت سے
خیر مسلک و قاتلت اہل	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت
الردۃ والبدع و مہدت	کی اور بہترین روش سے حضور کی راہ
الاسلام و وصلت الارحام	و طریقہ پر چلے آپ نے اہل ارتباط و
ولم نزل قاتلا للحق	بدعت سے قتال کیا آپ نے اسلام کو
ناصر الاہلہ حتی اتاک	آراستگی دی آپ نے صلہ رحم فرمایا
الیقین۔	آپ ہمیشہ حق کو اور اہل حق کے ناصر

رہے یہاں تک کہ آپ کو موت آئی۔

پھر ہٹ کر قبر مبارک حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاذی ہوا اور بعد  
 سلام عرض کرے:-

جزاک اللہ عنا افضل الجزا اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ دے اور



ورفضی عن استاذك  
 فقد نشر الاسلام و  
 المسلمين حيا ويدا  
 فافات الابطاح ووصات  
 الابرار وفتوى بك  
 الاسلام كنت الامام  
 اماما مريضاً وهاذيا  
 مهديا جمعت شمائلا  
 واغذيت فقارهم  
 وجبرت كسرهم

ان سے مدد دینی ہو جنہوں نے آپ کو  
 خلیفہ کیا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کہ انہوں نے اپنی زندگی  
 اور موت دونوں حال میں اسلام و  
 مسلمین کی رعایت فرمائی آپ نے  
 یتیموں کی کفایت اور رحم کا صلہ کیا  
 اسلام نے آپ سے قوت پائی آپ  
 مسلمانوں کے پسندیدہ پیشوا اور  
 رہنمائے راہ یاب ہوئے آپ نے  
 ان کا جتنا باندھا اور ان کے محتاجوں  
 کو غنی کر دیا اور ان کی شکستہ دلی

دور فرمائی۔

اسی طرح کتب مناسک میں بہت تصریحیں اس کی ملیں گی۔

قول (۱۲۸ تا ۱۳۰)۔ امام خطابی نے دربارہ تعلقین فرمایا:۔

لا بأس به اذا ايس فيها لاذ  
 الله تعالى و ان الاعتقاد  
 على الميت لا يفي بانه  
 اس میں کچھ حرج نہیں کہ وہ ہے کیا  
 مگر اللہ تعالیٰ کی یاد اور میت پر عرض  
 اعتقاد اور یہ سب خوب ہیں۔

نقلہ التاری فی المرقاة بعینہ اس طرح ذیل مجمع البحار میں مذکور۔ وحسبنا اننا العزیز  
 الغفور صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و اولادہ و النشو

فصل سیزدہم :-

بعد دفن میت کو تعلقین اور اسے عقائد اسلام یاد دلانے میں یہ فصل فصل دو اندام  
 کی ایک صنف ہے کہ اس میں بھی میت سے سوائے سلام اور ایک قسم کا خطاب و کلام  
 ہے کمالاً مخفی میں یہاں صرف علمائے حنفیہ کے اقوال شمار کروں گا کہ شافعیہ تو



قابلية قائل تلقين میں الامن شاء الله۔

قول (۱۳۱ تا ۱۳۳)۔ امام زہدہ صفا نے کتاب مستطاب تلخیص الادلہ میں تصریح فرمائی کہ تلقین موتی مسلک اہلسنت ہے اور منع تلقین مذہب معتزلہ پر مبنی کہ وہ میت کو حجامد مانتے ہیں۔ امام حاکم شہید نے کافی اور امام بخاری نے بخاریہ میں ان سے نقل فرمایا:۔

ان هذا (امام) منع التلقين، على مذهب المعتزلة لان احياء بعد الموت عندهم مستحيل اما عند اهل السنة فالحدث ان لقنوا موتاكم لا اله الا الله محمول على حقيقته لان الله تعالى مجيب على ما جاءت به الآثار وقد روى عنه عليه الصلاة والسلام انه امر بالتلقين بعد الدفن الخ۔ ذكره في رد المحتار عن معراج الدابة قول (۱۳۴ و ۱۳۵)۔ در مختار میں جوہرہ نیرہ سے ہے:۔

انه مشروع عند اهل السنة۔ بیشک تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے۔

قول (۱۳۶) بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:۔

كيف لا يفعل وقد روى عنه عليه الصلاة والسلام انه امر بالتلقين بعد الدفن۔ تلقین کیونکر نہ کی جائے گی حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہوا حضور نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا۔

ادراں کا قول فصل ہشتم میں گزرا کہ اہل سنت کے نزدیک تلقین اپنی حقیقت پر ہے۔

قول (۱۳۷ و ۱۳۸) امام اجل شمس الاثم حلوانی نے فرمایا:۔

لا يؤمر به ولا ينهى عنه۔ تلقین کا نہ حکم دیں نہ اس سے منع کریں

نقلہ فی البدایہ وغیرہ علیہ السلام سے نقل کر کے فرمایا:۔

ظاہرہ انہ یبأح۔ اس قول سے ظاہر اباحت ہے۔



قول (۱۳۶)۔ امام فقیہ النفس قاضیخان نے فرمایا:-

ان کان التلقین لا ینفع      تلقین میں اگر کوئی نفع نہ ہو تو ضرر  
لا یضر ایضاً فیجوز۔      بھی نہیں پس جائز ہوگی۔

اثرہ المذکور ان اور ظاہر ہے کہ نفی نفع بر سبیل تنزل ہے۔

قول (۱۴۰ تا ۱۴۳)۔ صاحب عباب فرماتے ہیں:-

انی سمعت استاذی قاضیخان      میں نے اپنے استاذ قاضیخان کو سنا  
یحدی عن الامام مظہر الدین      کہ امام اجل ظہیر الدین کبیر مرغینانی  
انہ لقن بعض الائمة      سے حکایت فرماتے تھے بعض ائمہ  
واوصانی بتلقینہ فلقنتہ      نے تلقین فرمائی اور مجھے اپنی تلقین کرتے  
فیجوز۔      کی وصیت کی کہ میں نے انہیں تلقین کی

(انقلہ فی شرح النقایۃ)      پس جو انہ ثابت ہوا۔

اسی طرح صاحب حقائق نے تبصریح اس کے کہ یہ تلقین بعد دفن نفی صاحب  
عباب سے نقل کیا، کما فی المحلیۃ

امام ابن امیر الحاج عبارت حقائق لکھ کر فرماتے ہیں یفید ان فعلاً اجماع علی  
ترک ما یہ کلام استجاب تلقین کا مفید ہے، پھر اس پر حدیث سے دلیل ذکر کر کے ائمہ  
محدثین امام ابو عمرو بن الصلاح وغیرہ سے اس کا بوجہ شواہد و عمل قدیم علماء کے شام قوت  
پانا نقل کرتے ہیں:

قول (۱۴۴ و ۱۴۵) مضمرات میں ہے:-

نحن نعمل بھما عند الموت      ہم دونوں تلقینوں پر عمل کرتے ہیں  
وعند الدفن۔      وقت نزع بھی اور وقت دفن

(نقلہ فی الہندیۃ)      بھی۔

قول (۱۴۶) ذیل بیح البحار میں ہے:-

اتفق کثیر علی التلقین۔      بہت علماء کا تلقین پر اتفاق ہے۔



قول (۱۴۷) نور الایضاح میں ہے:-

تلقینہ فی القبر مشرور مردے کو تلقین کرنا مشرور ہے۔

قول (۱۴۸ و ۱۴۹) علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں کتاب التنجیس والمزید سے ناقل:-

التلقین بعد الموت فعلہ ہمارے بعض مشایخ نے موت کے بعد تلقین فرمائی۔ بعض مشائخنا۔

قول (۱۵۰ تا ۱۵۲) جامع الرموز میں جو اس سے منقول:-

سئل الفاضل <sup>۱۵۱</sup> محمد الکرمانی قاضی مجدد کرمانی سے دربارہ تلقین  
عنه قال مارأه المسلمون سوال ہوا فرمایا جو بات مسلمان  
حسنًا فهو عند الله اچھی سمجھیں خدا کے نزدیک اچھی ہے  
حسن ورمی فی ذلک اور اس بارے میں دو حدیثیں  
حدیثین۔ روایت کیں۔

قول (۱۵۱) طحاوی حاشیہ مراقی میں علامہ حلبی سے منقول:-

کیف لا یفعل مع انہ تلقین کیونکر نہ کی جائے کی حالانکہ اس  
لا ضرر فیہ بل فیہ نفع میں کوئی نقصان نہیں بلکہ میت کا  
للہیت۔ فائدہ ہے۔

قول (۱۵۴) کشف العنایا میں ہے:-

”باجملہ بمقتضائے مذہب اہل سنت و جماعت تلقین مناسب“  
پھر امام صفار کا ارشاد کہ:-

”سنواد اُنت کہ تلقین کردہ شود میت بر مذہب امام اعظم  
وہر کہ تلقین نمیکند و نمیکوید بآن پس او بر مذہب اعتزال است کہ  
گویند میت جماد محض است و روح در قبر معاد نمیشود“  
نقل کر کے فرمایا:-



”واپھر در کافی گفتہ کہ اگر مسلمان مردہ است محتاج نیست بسری دے  
بعد از موت و اگر نہ نمائندہ می کنند تا تمام است چہرہ باوجود اسلام احتیاج بسرے  
تلقین برائے ثابت داشتن دل باقیست چنانچہ در حدیث آمدہ کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم بعد از دفن فرمودے استظهار کنید بر او و خود را و سوال  
کنید برائے وی تثبیت را بدستیکہ الآن سوال کردہ میشود از دے  
الی آخرہ۔

قول (۱۵۵ و ۱۵۶) علامہ زلیحی نے تبیین العقائد میں دربارہ تلقین پہلے استحباب  
پھر جواز پھر منع تینوں قول نقل کر کے استحباب پر دلیل قائم کی اور بیشک تعلیل دلیل  
اختیار و تعویل ہے۔

علامہ حامد افندی نے مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں فرمایا۔

هوالمراج اذ هو المحدث بالتعلیل۔

ولقد علامہ شامی افندی تبیین کا یہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں: ظاہر استدلالہ  
للاول اختیاسہ یعنی قول استحباب پر دلیل قائم کرنے سے ظاہر یہی ہے کہ امام  
زلیحی اسی کو مذہب مختار جانتے ہیں۔

اور خود علامہ شامی کا کلام اختیار جواز و استحباب پر دلیل ہے کہ معراج الدرا یہ  
سے عدم تلقین کا ظاہر الروایۃ ہونا نقل کر کے پھر اسی معراج سے بحوالہ کافی و بخاریہ  
امام صفار کا وہ ارشاد نقل کیا پھر فتح کا حوالہ دیا کہ انمول نے حدیث تلقین کو اپنی  
حقیقت پر محمول کرنے کی بہت تائید فرمائی پھر غنیہ سے لائے کہ حدیث میں تجوز  
ہے مگر تلقین سے منع نہ کریں گے کہ میت کو مفید ہے۔

پھر زلیحی کے کلام سے یوں استظهار کیا اور شارح نے جو مشروعیہ  
تلقین کو قول اہل سنت کہا اسے مقرر و مسلم رکھا واللہ تعالیٰ اعلم۔



## نکتہ جلیلہ تنہیم کلام وازالہ اوہام میں :-

اقول وباللہ التوفیق وبالوصول الی ذریعہ التحقيق طائفہ جدیدہ ان اقوال کے مقابل براہ تبیس و مغالطہ منع تلقین کے اقوال پیش کر دیتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت بے مزہ ہے ہم یہاں نفس مسئلہ تلقین کی بحث میں نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ان علمائے مجوزین نے ادراک و سمع موتی مانا اور یہ امر اقوال مذکورہ سے یقیناً ثابت ذرا آنکھیں مل کر دیکھیں کہ ان ائمہ نے کیا چیز جائزہ مانی تلقین میت پھر یہ سیکھیں کہ تلقین کے معنی کیا ہیں تفہیم و تذکیر یعنی سمجھانا اور یاد دلانا کما فی حاشیۃ الطحطاوی علی المہرقی۔

پھر کسی ذی عقل سے پوچھیں کہ تفہیم و تذکیر جماد و دیوار کو ہوتی ہے یا سامع فہیم و ہوشیار کو۔ حاشا و کلا ہر سمجھ دار بچہ جانتا ہے کہ سمجھانا اور یاد دلانا ہرگز متصور نہیں جب تک مخاطب سنا سمجھتا نہ ہو اور جس کے اعتقاد میں ہو کہ مخالف نہ عقل و فہم رکھتا ہے نہ میرا کما سنے پھر اس کے آگے بقصد تفہیم و تذکیر بات کرے وہ قطعاً مجنون و دیوانہ ہو گا لہذا یقیناً واجب کہ جو ائمہ و علماء استجاب خواہ جواز تلقین کے قائل ہوئے انہوں نے بلاشبہ اموات کو بعد دفن بھی کلام احیاء سننے سمجھنے والا مانا اور اسی قدر مقصود تھا بخلاف اقوال منع کہ وہ نہ صرف مخالف کو مفید نہ ہمیں مضر کہ ترک تلقین کی علت کچھ انکار فہم و سماع ہی میں منحصر نہیں جس سے خواہی نخواہی سمجھا جائے کہ جو تلقین نہیں مانتا وہ میت کو زمین و فہم بھی نہیں جانتا کیا ممکن نہیں کہ اس کی وجہ بعض کے نزدیک عدم ثبوت ہو جیسا کہ حلیر میں ہے :-

نص الشیخ عزالدین بن عبدالسلام علی انہ بدعة  
دیکھو امام عزالدین شافعی اس وجہ سے قائل تلقین نہ ہوئے کہ ان کے نزدیک بدعت تھی حالانکہ یہ وہی امام عزالدین ہیں جن کا ارشاد قول ۱۱ میں گزرا کہ مردے کو ہمارا کلام نہ سمجھتے ہوتے تو سلام قبورہ محض لغو تھا۔ یونہی کیا ممکن نہیں کہ منع کی وجہ



ان کی رائے میں عدم فائدہ ہو یا یہی معنی کہ مردہ با ایمان گیا تو خود رحمت الہی اسے پس ہے وہ بتوفیق ربانی آپ ہی صحیح جواب دے گا۔

قال اللہ تعالیٰ :- یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة اور جو عیاذ باللہ نزع دیگر ہے اسے لاکھ تلقین کیجئے کیا فائدہ دیکھو امام حافظ الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی شرح دانی میں انکار تلقین اسی پر مبنی کیا۔ حیث قال ولقن الشہادة لقوله علیه الصلوة والسلام لقنوا صوتا کم شہادة ان لا اله الا الله وارید بہ من قرب من الموت و قبل ہو مجہزی علی حقیقتہ و هو قول الشافعی لانه تعالیٰ یحبہ قد رمی انه علیه الصلوة والسلام اہم بتلقین المیت بعد دفنہ و زعموا انه مذهب اہل السنة والاول مذهب المعتزلة الا اننا نقول لافائدة فی التلقین بعد الموت لانه ان مات مومنا فلا حاجة الیہ وان مات کافرا فلا یفید التلقین اہم ببعض تلخیص۔

اگرچہ علمائے اس شہسہ کا جواب کافی دے دیا کہ ہم شوق اول یعنی موت علی الایمان اختیار کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ اب حاجت نہیں غیر مسلم کہ وہ وقت ہول و دہشت کا ہے سما۔ مئی تذکیر اور خدا کے ذکر سے دل میت کا قومی ہو گا پھر اس بندھیلی وحشت گھنٹی قال اللہ تعالیٰ :-

لا یذکر اللہ تطمئن القلوب من لو خدا کی یاد سے ٹھہر جاتے ہیں دل اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد دفن حکم دیتے میت کے لیے خدا سے تثبت مانگو کہ اب اس سے سوال ہو گا کہ صریح المقصد الاول شیخ الاسلام کا کلام قول ۱۵۴ میں سن چکے۔

اور علامہ شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں :-

نفی صاحب الکافی فائدہ مسألة ممنوع (بان فیہ فائدة التثبیت) للحنان، نعم الفائدة الاصلیة (وہی تحصیل الایمان)



فی هذا الوقت، منتفیه و محتاج الیه لتثبيت الجنان،  
للسؤال فی القبراءه موضعاً بحاشیة الطحاوی۔

علامہ ابراہیم علی کا جواب اسی مقصد میں گوارا کہ تلبیق میں میت کا فائدہ ہے کہ ذکر خدا سے اس کا دل جملے گا۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ اگر عدم فائدہ میں ایسی ہی تقریر کریں تو دعا تمام کارخانہ اس کے باب سب مہمل و محفل رہ جائے کہ تقدیر الہی میں حصول مراد ہے تو آپ ہی ملے گی ورنہ کیا حاصل۔

غرض جب واضح وہیں کہ تلبیق بے فہم و سماع میت محال اور اس کا انکار کچھ نفی سماع میں منحصر نہیں تو یقیناً ثابت کہ اقوال جواز ہمارے مذہب پر دلائل ساطعہ اور اقوال ترک و منع ہمیں اصلاً مقرر نہیں پھر ان کے مقابل ان کا پیش کرنا کیا کہا جائے کہ کس درجے کی سناہت ہے اور یہ قدیم چالاک کی ان حضرات کی ہے جہاں کسی امر کے اثبات کو بعض علماء نے وہ اقوال جن کا بچنے اس امر کا ماننا ہو پیش کیجئے اور وہ مسئلہ مختلف فیہا ہو فوراً دوسری طرف کے قول نقل کر لائیں گے یہ نہیں دیکھتے کہ محل نزاع کیا تھا اور موضع اسے۔ بتدلال کو نہ مقدمہ ہے کہ تاویہ تھا کہ یہ امر ثابت ہے ولہذا فلاں فلاں ثابت ہے اس پر فلاں بات، یعنی کی اس کا یہ کیا جواب ہوا کہ فلاں فلاں نے وہ بنا نہائی کیا انکار بنا انکار یعنی کو مستلزم ہوتا ہے واقعی سلامت عقل عجب دولت ہے جسے خرا دے و بالذات التوفیق یہ نکتہ واجب المحفظہ ہے کہ اس سے مخالفین کی بہت سی چالاکیاں کا حال کہتا ہے واللہ العالی۔

## فائدہ جمیلہ تنقیح مسئلہ تلبیق میں :-

اقوال و بات متعین۔ نفس بحث تلبیق کی نسبت استطراداً اتنی بات اور سمجھ لیجئے کہ ظاہر الروایہ میں اگر لایبق۔ یا غیر مشرّع آیا بھی ہو تو وہ عافیت اور جواز کے لیے متعین نہیں، آخر نہ سننا کہ امام مجتہد بہان الدین محمود نے ذخیرہ



میں بروایت امام محمد بن حنفیہ حضرت محمد بن الحسن امام الاثنی عشر مالک الاثر حضرت  
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا کہ سجدۂ شکر مشروع نہیں اور علمائے اس کے  
مخالف ہیں۔

اشباہ میں ہے۔

سجدة الشکر جائزۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ لا  
واجبۃ وهو معنی ما روی عنہ انہا لیست مشروعۃ ای وجوباً  
اھواقرہ علیہ العلامة السید الحموی فی غنۃ العیون والسید  
ان القاضیان احمد الطحطاوی ومحمد الشافعی فی حواشی الدرر  
قنادی جگر میں فرمایا۔

ہندی ان قول الامام محمد علی الايجاب وقول محمد علی الجواز  
والاستحباب فیعمل بہما لا یجب بكل نعمة سجدة الشکر كما قال  
ابو حنیفۃ ولكن یجوز ان یسجد سجدة الشکر فی وقت سر بنعمۃ  
او ذکر نعمة فشرکھا با لسجدة وانہ غیر خارج عن حد الاستحباب  
اھ نقلہ فی حاشیۃ المراقی وقبلہ المحلی فی الغنیۃ۔  
اسی ذخیرہ میں فرمایا۔

لا یتعوذ التلمیذ اذا قرأ علی استاذہ۔

در مختار میں اسے نقل کر کے کہا۔ ای لا یسن۔  
نہر میں کہا۔

لیس ما فی الذخیرۃ فی المشروعۃ وعدہما بل فی الاستئذان عدمہ  
یونہی ہمارے ائمہ سے دربارہ حقیقہ لایق منقول علمائے کرام فرماتے ہیں اس  
کے معنی نفی وجوب راستہ ان میں اور اباحت ثابت۔  
قنادی غلام میں ہے۔

لا یعتنی عن الغلام وعن المجاریۃ یرید انہ لیس بواجب ولا



سنہ ۱۰۰۰ مباح۔

اسی طرح عامۃ کتب میں مثل ہدایہ و دقایق و نقایہ و بدایع و منیہ و ملتقی و تنویر و  
جہ شہ و غیرہ نا تھو دسورت کے درمیان بسم الشریطہ صنف کے بارہ میں امام اعظم و امام  
ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا قول بلفظ لا باقی و لا یسمی ذکر کیا۔

پھر محققین نے تصریح فرمائی کہ اس سے مراد نفی سنیت ہے بخلاف امام محمد کہ قائل  
استنہان ہیں رہی کراہت و ممانعت وہ کسی کا مذہب نہیں کہ پڑھنا بالاجماع بہتر ہے  
جیسا کہ ذخیرہ و مجتبیٰ و بحر و نہر و حاشیہ درر للعلامة الشرنبلالی و شرح علل و خواش  
شامی و طحاوی و غیرہ سے واضح۔

علامہ غزالی ترمذی نے فرمایا:-

لابین الفاتحة والسورة

محقق علانی نے "لا" کے بعد لفظ "سن" بڑھا دیا۔

پھر فرمایا:-

ولا تکرہ اتفاقاً۔

طحاوی نے فرمایا:-

بل لا خلاف، فی انه لوسی لکان حنا فہم۔

بحر الرائق میں ہے:-

الخلاف فی الاستنہان اما عدم الکراۃ فتفق علیہ لہذا صرح  
فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بانہ ان سمی بایز الفاتحة والسورة کا حنا عند المجتبیٰ

پھر امام صفار کا ارشاد سن چکے کہ مذہب امام میں تلقین مناسب ہے یہ امام علام  
صرف دو واسطہ سے شاگرد صاحبین ہیں امام نصیر بن یحییٰ سے اخذ علم کیا وہو عن ابن  
سماۃ عن ابی یوسف ح و عن ابی سلیمان الجونی جانی عن محمد بن  
بالیقین اعرف، بمذہب امام و معنی ظاہر الروایۃ ہیں پھر اس سے ہزار درجہ زائد اس  
جناب، کا وہ ارشاد ہے کہ تلقین مذہب اہل سنت اور اس کا منع مشرب معتزلہ ہے اور



واقعی مشایخ مذہب میں اس فرقہ ضالہ کا اختلاط اور نقول مذہب میں اس کے اقوال و تجارتیج کا اندراج بعض جگہ سخت لغزشوں کا باعث ہوتا ہے یہاں تک کہ کبھی حقیقت کارماہروں پر متبہس ہو جاتی ہے و باللہ العصمة جیسے بشریسی معتزلی کا قول والرحمن لا افعل کذا سے اگر سورت رحمن مراد لی یمن نہ ہوگی صاحب ولوالجہ و خلاصہ وغیرہ مانے یوں نقل کہ دریا گویا یہی مذہب ہے حالانکہ وہ اس معتزلی کا قول ہے اور مذہب مہذب ائمہ کرام کے بالکل خلاف کماحقہ فی البحر الراجح۔  
رد المحتار میں کہا:-

هذا التفصيل في الرحمن قول بشر الماریسی۔

ایسا ہی اشتباہ علامہ زین بن نجیم مصری کو مسئلہ ذبیحہ میں واقع ہوا جس پر علامہ سید احمد حموی نے فرمایا:-

منبأها على الاعتزال الصريح والعجب ان المصنف لم يفتطن  
له مع ظهوره من القضية

اس کا مبنی اعتزال صریح پر ہے اور عجیب یہ کہ مصنف کو اس پر تنبیہ نہ ہوایا آنکہ صاحب قنیہ کا معتزلی ہونا کھلا ہوا ہے بالجملہ روایت کا تو یہ حال ہے۔  
رہی درایت۔ مقصد دوم میں دیکھ چکے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس میں حدیث وارد ہے امام ابن الصلاح و امام ضیاء و امام ابن حجر و امام ابن امیر الحاج و صاحب مجمع وغیرہم نے بوجہ شواہد و عواضد حسن و قویٰ کہا پھر سیدنا ابو امامہ باہلی صحابی اور راشد و ضمیر و حکیم وغیرہم تابعین کے اقوال اس میں مردی پھر اور صحابہ سے اس کا خلاف ہرگز ثابت نہیں با اینہم قول صحابی قبول نہ کرنا اصول حقیقہ پر کیونکہ مستقیم ہوا تقلید صحابی ہمارے امام کا مذہب معلوم ہے۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں امام ابو طبع

سید مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الخطیہ میں فرماتے ہیں۔  
قول الصحابی حجة يجب تعليده عندنا اقالم نيفة شني آخر من السنة انتى (باقی بر صفحہ آئندہ)



بلخی سے منقول:-

قلت للامام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارایت لورایت  
رایا وراوی ابوبکر رایا اکنت  
رایک لرایہ فقال نعم فقلت  
ارایت لورایت رایا وراوی عمر  
رایا اکنت تدع رایک لرایہ  
فقال نعم وکذا لای کنت  
ادع رای لرای عثمان وعلی  
وسائر الصحابة ماعدا  
ابا هريرة وانی بن مالک و  
سمرة بن جندب -

میں نے امام ابو حنیفہ سے عرض کی بھلا  
ارشاد فرمائیے اگر آپ کی ایک رائے ہو  
اور صدیق اکبر کی رائے اس کے خلاف  
سمہ کیا آپ اپنی رائے ان کی رائے کے  
آگے چھوڑ دیں گے فرمایا ہاں میں نے عمر  
خاموش کی نسبت پوچھا فرمایا ہاں اور  
یونہی میں اپنی رائے عثمان غنی و علی  
مرتضیٰ و باقی تمام صحابہ کی رائے کے آگے  
ترک کر دیں گا سوا ابو ہریرہ و انس بن  
مالک و سمروہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم کے۔

بلکہ علامہ ابن امیر الحاج تو علیہ میں فرماتے ہیں جب کسی مسئلہ میں ایک صحابی کا  
قول مروی ہو اور دیگر صحابہ سے اس کا خلاف نہ آئے وہ مسئلہ اجماعی ٹھہرے گا۔  
حیث قال الصحیح قولنا لما روی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
انہ قال فی مسافر اجنب یتلوم الی اخر الوقت ولم یرو عن  
غیرہ من الصحابة خلا فہ فیکون اجماعاً۔  
بہر حال انکار اگر عدم ثبوت پر مبنی تو ثبوت حاضر اور نفی نفع پر مبنی تو نفع ظاہر ہاں  
یہ رہ گیا کہ فہم و سماع موتی کا انکار کیجیے یہ بیشک اصول معتزلہ ہی پر درست ہو گا ولذا  
بہر العلوم نے فرمایا اس بنا پر کہ مردہ نہیں سنتا تلقین نہ ماننا مذہب باطل ہے۔  
کہا سیاقی نقلہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ)۔ اقوال و بذالایحتمس بقول السعائی فان کل دلیل تیرک دلیل اقوالی منہ ۱۲ منہ۔



لا جرم عائد حنفیہ سے یہ علمائے دین و ائمہ ناقدین جن میں امام صفار و حاکم شہید  
و شمس الاثم و ظہیر کبیر و فقیہ النفس و غیر ہم ائمہ مجتہدین ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین  
جواز و استحباب تلقین کے قائل ہوئے اور بالیقین وہ ہم سے زیادہ روایات و درایات  
مذہب پر آگاہ تھے اور قطعاً اس کے خلاف پر اصلاً کوئی دلیل نہیں اور بیشک اس  
میں اسباب و اموات مسلمین کا نفع ہے ذکر خدا ہے زعم اعدائے پھر و جہر انکار کیا ہے  
تنزیل در جہر شناسی کہ لایؤثر بہ ولا ینہی عنہ باقی عدم جواز یا ممانعت حاشا لشر  
مخص بے محبت۔ ومن ادعی فعلیہ البیان ہذا ما عندی والعلم بالحق عند  
ربی واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

## فصل چہار دہم اصل مسئلہ مسئلہ سائل میں :-

یعنی ارواح کرام کو زندہ اور ان سے توسل و طلب دعا۔ یہ فصل بھی فصل دو از دہم  
کا ایک حصہ ہے کہ یہاں بھی کلام سلام کے سوا ہے مگر مثل فصل تلقین بوجہ متم بالشان  
ہونے کے فصل جدا گانہ قرار پائی واللہ الموفق۔

قول (۵۷ تا ۵۹) سیدی خواجہ حافظی فصل الخطاب پیر شیخ محقق  
جذب القلوب میں ناقل :-

تقبل للرضا رضی اللہ تعالیٰ	یعنی امام ابن الامام ابن الامام الی ستہ
عنه علمنی کلاماً اذا نزلت	آباء کرام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
واحداً منکم فقال ادن	و عنہم جیسا سے عرض کی گئی تھے ایک کلام
من القبور و کبر اللہ اربعین	تسلیم فرمائیے کہ اہل بیت کرام کی زیارت
مرة ثم قل السلام علیکم	میں عرض کیا کہ قل فرمایا قبر سے نزدیک
یا اهل بیت الرسالة انی	ہو کہ چالیس بار تکبیر کہ پھر عرض کر سلام
مستشفع بکم و مقدمکم	آپ پر اے اہل بیت رسالت میں آپ
امام طلبی و اسادتی و	سے شفاعت چاہتا اور آپ کو اپنی



مسألتی و حاجتی و اشہد  
 اللہ انی مؤمن بسرکم  
 وعدانیتکم و انی ابرو  
 الی اللہ تعالیٰ من عدو  
 محمد و آل محمد  
 من الجن و الانس۔

طلب و خواہش و سوال و حاجت کے آگے  
 کرتا ہوں خدا گواہ ہے مجھے آپ کے  
 باطن کریم و ظاہر طاہر پر سچے دل سے  
 اعتقاد ہے اور میں اللہ کی طرف سے  
 بری ہوتا ہوں ان سب جن و انس سے  
 جو محمد و آل محمد کے دشمن ہوں صلی اللہ  
 تعالیٰ علی محمد و آل محمد و بارک وسلم آمین۔

قول (۱۶۰ و ۱۶۱)۔ سیدی جمال مکی قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہے:-

سُئِلَتْ عَمَنْ يَقُولُ فِي حَالِ  
 الشَّدَاةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ  
 يَا عَلِيَّ أَوْ يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ  
 مَثَلًا هَلْ هُوَ جَائِزٌ شَرْعًا  
 أَمْ لَا فَاجِبَتْ نَعْمٌ لَا اسْتِغَاثَةٌ  
 بِالْأَوْلِيَاءِ وَتَدَاوَعَهُمْ وَ  
 تَوَسَّلَ بِهِمْ أَمْ مَشْرُوعٌ وَ  
 مَرْغُوبٌ لَا يَنْكَرُهُ الْأَمَّا بَ  
 أَوْ مَعَانِدٌ وَقَدْ حُرِّمَ بَرَكَةٌ  
 الْأَوْلِيَاءِ الْكَرَامِ وَسُئِلَ  
 شَيْخُ الْأَسْلَامِ الشَّهَابُ الرَّضَوِيُّ  
 الْأَنْصَارِيُّ الشَّافِعِيُّ عَمَّا  
 يَقَعُ مِنَ الْعَامَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ  
 عِنْدَ الشَّدَاةِ يَا شَيْخَ  
 فُلَانٍ وَفُحِوْذَكَ مِنْ الْأَسْتِغَاثَةِ

مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے  
 میں جو سختیوں کے وقت کہتا ہے یا  
 رسول اللہ۔ یا علی۔ یا شیخ عبدالقادر  
 مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں میں  
 نے جواب دیا ہاں اولیاء سے مدد مانگنی  
 اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ  
 توسل کرنا امر مشروع و شے مرغوب  
 ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم  
 یا دشمن انصاف اور بیشک وہ برکت  
 اولیائے کرام سے محروم ہے شیخ الاسلام  
 شہاب رضوی انصاری شافعی سے  
 استفتا ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے  
 وقت مثلاً یا شیخ فلاں کہہ کر پکارتے  
 ہیں اور انہیں اولیاء سے فریاد کرتے  
 ہیں اس کا شرع میں کیا حکم ہے امام



بالانبیاء والمرسلین والصالحین  
 فاجاب بما نصده الاستغاثۃ بالانبیاء  
 والمرسلین والاولیاء والعلماء الصالحین  
 جائزۃ بعد موتہم الخ اھ ملخصاً  
 قول (۱۶۲) علامہ خیر الملتہ والدین ربی حنفی استاذ صاحب درمختار رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہما قاورے خیر یہ میں فرماتے ہیں:-

قولہم یا شیخ عبد القادر  
 نداء فما الموجب لمحرمۃ  
 اھ ملخصاً۔  
 لوگوں کا کہنا یا شیخ عبد القادر۔ یہ ایک  
 نداء ہے پھر اس کے حرمت کا سبب  
 کیا ہے۔

قول (۱۶۳)۔ سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر علماء اولیائے  
 دیار مغرب سے ہیں اپنے قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں:-  
 انا المریدی جامع لشتاتہ  
 اذا ما سطا جور الزمان بتکبہ  
 وان کنت فی ضیق وکرب ووحشہ  
 فناد بیا زروق آت لسرعتہ  
 شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اس شیر الہی کا حال اپنی کتاب بستان المحدثین  
 میں یوں لکھتے ہیں:-

”شیخ اوسیدی زریقون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درحق او بشارت  
 وادہ کہ ادا زابدال سبعم است ویا وصف علو حال باطن تصانیف او  
 در علوم ظاہرہ نیز نافع شدہ و مفید و کثیر افتادہ۔“  
 پھر شمار تصانیف کے بعد لکھا:-

”بالجملہ مردے حلیل القدر یست کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر است  
 واداز محققان صوفیہ است کہ بین الحقیقۃ والشریعتہ جامع بودہ اند



دبشاگردی ادا جلد علما مفتخر و مباہی ہووے اند مثل شہاب الدین قسطلانی  
کہ سابق حال اوند کو رشده و شمس الدین لقانی الخ۔

پھر کہا:-

”واورا قصیدہ ایست بر طور قصیدہ جیلانیہ کہ بعضہ ابیات

اور انیست۔

اور وہی دوبیت مذکور نقل کیں۔

قول (۱۶۴ و ۱۶۵) امام ابن الحاج امام ابن النعمان کی سفینۃ النجاة سے نقل ہے۔

الدعاء عند قبور الصالحين  
والشفع بهم معمول به عند  
علمائنا المحققين من أئمة الدين  
محققین ائمہ دین کا معمول ہے۔

قول (۱۶۶ تا ۱۷۰)۔ باب<sup>۱۶۸</sup> و شرح باب<sup>۱۶۹</sup> و اختیار و فتاویٰ ہند میں ہے:  
واللفظ للاولين فانه اتم بعد زیارت فاروقی بقدر ایک بالشت کے سر جانے  
کی طرف پلٹے اور وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑا ہو کر بعد  
اعادۃ سلام و ذکر آثار اسلام عرض کرے:-

جزاکم اللہ عن ذلک  
مرافقتہ فی جنتہ وایانا  
معکم برحمۃ انہ  
ارحم الراحمین وجزاکم  
اللہ عن الاسلام واہلہ  
خیر الجزاء جتنا یا صاحبنا  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم انما نری فینا  
وصدا بقنا وفام وقتنا

اللہ تعالیٰ آپ دونوں صاحبوں کو  
ان غریبوں کے عرض اپنی جنت میں  
اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا  
عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ ہمیں  
بھی بیشک وہ برہمرواے سے زیادہ  
مہربان ہے اللہ آپ دونوں کا سلام  
واہل اسلام کی طرف سے بہتر بدلا  
کرامت فرمائے۔ اے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں یار و ہم



وَنَحْنُ نَتَوَسَّلُ بِكَ  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ  
لَنَا إِلَى رَبِّنَا -

اپنی شہمی اور اپنے صدیق اور اپنے  
فارق کی زیارت کو حاضر ہوئے  
اور ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
طرف آپ دونوں سے توسل کرتے ہیں  
تاکہ حضور ہمارے رب کے پاس ہماری  
شفاعت فرمائیں۔

اسی طرح مدخل میں ہے:-

يَتَوَسَّلُ بِهِمَا إِلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَيَقْدُمُ مَهْمَا بَيْنَ يَدَيْهِ  
شَفِيعَيْنِ فَهَوَا مُجَاهٍ -

یعنی حضرات شہین رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف  
توسل کرے اور انہیں اپنی حاجتوں  
میں شفیع بنا کر حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کرے۔

قول (۱۷۱) - اشعة اللغات میں فرمایا:-

”لیت شعری چه میخواهند ایشاں با ستمداد و امداد کہ ایں فرقه منکرند  
آزرا آنچه مانی فهم از ایں انیست کہ داعی دعا کند خدا و توسل کنند  
بر دعائیت ایں بندہ مقرب یا ندانند ایں بندہ مقرب را کہ ای بندہ  
خدا و دل وے شفاعت کن مراد بخواد از خدا کہ بدہ مستول و مطلوب  
مرا اگر اینمضی موجب شرک باشد چنانکہ منکر زعم میکنند باید کہ منع کرده  
شود توسل و طلب دعا از دوستان خدا در حالت حیات نیز و ایں  
مستحب و مستحسن است باتفاق و شائع است در دین و آنچه مروی و  
محکم است از مشایخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل و استفادہ  
از ایں خارج از حصر است و مذکور است در کتب و رسائل ایشاں و  
مشہور است میان ایشاں حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم و شاید کہ

استمداد کا ذکر متعصب ہے اور ادلیا ہے بے اعتقاد



منکر متعصب سود نہ کند اور اکلمات ایشان عافانا الشد من ذلک کلام  
دریں مقام بجدا طناب کشید بر رغن منکران کہ در قرب این زمان فرقہ  
پیدا شدہ اند کہ منکراندا استمداد و استعانت را از اولیائے خدا و متوجہاں  
بجناب ایشان را مشترک بنجاء و عبدہ اصنام میدانند و میگویند آنچه  
میگویند اھل ملقطا۔

اور تشریح عربی میں اس مضمون اخیر کو یوں ادا فرمایا:-

انما اظنبتنا الکلام فی هذا  
المقام دعماً لاف المنکرین  
فانه قد حدث فی زماننا  
شرذمة ینکرون الاستمداد  
من الاولیاء ویقولون  
ما یقولون وما لہم علی  
ذلک من علم ان ہم لا  
یخرون۔

ہم نے اس مقام میں کلام طویل کیا  
منکروں کی ناک خاک پر گر گئے کہ  
ہمارے زمانے میں معدودے چند  
ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات اولیا  
سے مدد مانگنے کے منکر ہیں اور کہتے  
ہیں جو کچھ کہتے ہیں اور انہیں اس پر  
کچھ علم نہیں یونہی اپنے سے انگلیں  
دوڑاتے ہیں۔

استمداد کا منکر ایک ذیل طائفہ تہذیب ہے  
جو از استمداد پر دلیل کی حاجت نہیں

اسی طرح جذب القلوب شریف میں معنی تو سل و استمداد بروجہ مذکور بیان کر کے فرمایا:-  
”ورود نفس قطعی در روی حاجت نیست بلکہ عدم نفس بر منع

آں کا فیست۔“

قول (۱۷۲) شیخ الاسلام جنہیں مائتہ مسائل میں علمائے محدثین سے شمار  
اور ان کی کتاب کشف الغطا پر جا بجا اعتماد و اعتبار کیا اسی کشف الغطا میں  
فرماتے ہیں:-

”انکار استمداد را وجہی صحیح نمی نماید مگر آنکہ از اول امر منکر شوند  
تعلق روح و بدن را بالکلیہ و آں خلاف منصوص است و بریں تقدیر  
زیارت و رفتن بقبور ہمہ لغو و بیهیضی کہ دو و این امری دیگر است کہ

استمداد کے انکار میں صد باب و بیانات کا انکار ہے



تمامہ اخبار و آثار دال بر خلاف آنست و نیست صورت استمداد مگر  
ہمیشہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الہی بتوسل  
روحانیت بندہ مقرب یا ندا کنند اُن بندہ را کہ اے بندہ خدا و ولی  
وی شفاعت کن مرا و بخوار از خدا ایتعالی مطلوب مرا دروے بیج  
شائبہ شرک نیست چنانچہ منکر و ہم کردہ اہد بالالتقاط۔

قول (۱۷۳) سیدی محمد عبد رسی مدخل میں دربارہ زیارت قبور انبیائے  
سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

دور دور سے قصد زیارات کرے

زیارات کے آگے شتہ شتہ

سنت الہی جاری ہے کہ اولیائے ہاتھ پر  
حاجت روائی ہوتی ہے

یا قی الیہم التواضع ویتعین  
علیہ قصدہم من الاماکن  
البعیدۃ فاذا جاء الیہم  
فلیقت بالذل والاکسار  
والمسکنۃ والفقر والفاقة  
والحاجۃ والاضطرار  
الخضوع ویتغیث بہم و  
یطلب حوائجہ منہم فیحزم  
الاجابۃ ببوکتہم فانہم  
باب اللہ المفتوح وجرت  
سنة سبحانہ وتعلی  
فی قضاء الحوائج علی ایدیم  
وبسبہم۔

زائر ان کے آگے حاضر ہوا و اس پر  
متعین ہے کہ دور دراز مقاموں سے  
ان کی زیارت کا قصد کرے پھر جب  
حاضری سے شرف یاب ہو تو لازم ہے کہ  
ذلت و انکسار و محتاجی و فقر و فاقہ و خست  
و بیچارگی و فرد تنہی کو شعار بنائے اور  
ان کی سرکاری میں فریاد کرے اور ان سے  
اپنی حاجتیں مانگے اور یقین کرے کہ  
ان کی برکت سے اجابت ہوگی کہ وہ  
اللہ تعالیٰ کے درکشادہ ہیں اور سنت  
الہی جاری ہے کہ ان کے ہاتھ پر اور  
ان کے سبب سے حاجت روائی ہوتی  
ہے والحمد للہ رب العالمین۔

فصل پانزدہم بقیہ تصریحات سماع اموات میں۔

قول (۱۷۴ تا ۱۷۸) امام خاتمۃ المجتہدین تقی الملتہ والدین سبکی رحمۃ اللہ



تعالیٰ علیہ نے شفاء السقام کے باب تاسع فی حیاة الانبیاء میں ایک فصل ماوردی حیاة الانبیاء دوسری فصل حیات شہداء میں وضع کر کے فصل ثالث تمام اموات کے سماع و کلام و ادراک و حیات میں وضع کی اور اس میں احادیث صحیح بخاری و مسلم و غیرہما سے علم و سماع موتی ثابت کر کے فرمایا۔

على الجملة هذه الامور  
بالمجملہ سب امور قدرت الہی میں  
ممکنہ فی قدرۃ اللہ تعالیٰ  
ممكن ہیں اور بیشک ان کے ثبوت  
وقد وردت بہا الاخبار  
میں صحیح حدیثیں وارد ہوئیں تو ان کی  
الصیحة فیجب التصدیق بہا  
تصدیق واجب ہے۔

فصل اول میں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی تحقیق کر کے آخر میں فرمایا:-

اما الادلائق العظم والسماع فلا  
شك ان ذلك ثابت لسائر  
سب ادلائق جیسے علم و سماع یہ تو  
یقیناً تمام اموات کے لیے ثابت ہیں  
الموتی فكيف بالانبياء  
پھر انبیاء تو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ  
والسلام۔

امام جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں اس جناب کا یہ قول نقل کر کے تقریر فرمائی۔

امام زین الدین مراعی جنہیں شرح مواہب میں المحدث العالم الفخیر  
کہا اس جناب کی یہ تحقیق انبیق نقل کر کے فرماتے ہیں۔

انه مما يعز وجوده و  
في مثله فليتنافس  
یہ نایاب تحقیق ہے اور چاہیے کہ ایسی  
ہی چیزیں نہایت رغبت کریں رغبت  
المتنافسون۔  
کرنے والے۔

امام احمد قسطلانی نے مواہب شریف میں امام سبکی کا وہ ارشاد مبین اور  
امام زین الدین کی یہ جلیل تحسین استناداً نقل کی۔



پھر علامہ عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب میں اس کی تقریر و تائید میں حدیثیں نقل کیں۔

قول (۹۷) امام مہرچ نے باب مذکور کی فصل خامس میں فرمایا:-

كان المقصود بهذا كله تحقيق السماع ونحوه من الاعراض بعد الموت فانه قد يقال ان هذا الاعراض مشروطة بالحياة فكيف تحصل بعد الموت وهذا خيال ضعيف لاننا لا ندعي ان الوصل بالموت موثوق بالسماع وانما ندعي ان السماع بعد الموت حاصل لمحي وهو اما الروح وحدها حال كون الجسد ميتا او متصلة بالجسد حالة عود الحياة اليه۔

اس سب سے مقصود موت کے بعد سماع وغیرہ صفات کی تحقیق تھی کہ بعض لوگ کہتے ہیں ان اوصاف کے لیے زندگی شرط ہے تو بعد موت کیونکر حاصل ہوں گے حالانکہ یہ بوجہ خیال ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ جو چیز مردہ ہے وہ سنتی ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ بعد مرگ سماع اس کے لیے ثابت ہے جو زندہ ہے یعنی روح یا تو تنہا وہی جب بدن مردہ ہو یا جسم سے متصل ہو کہ جب حیات بدن کی طرف عود کرے۔

قول (۹۸)۔ علامہ قزوینی سے جذب القلوب میں ہے کہ انہوں نے بہت احادیث ذکر کر کے فرمایا:-

”جميع این احادیث دلائل دارد زیرا کہ اموات را ادراک و سماع حاصل است و شک نیست کہ سمع از اعراضی است کہ مشروط است بحیات پس ہمہ چی اند و لیکن حیات ایشان در مرتبہ کمتر از حیات شہدا است و حیات انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کامل تر از حیات

لہٰ یزنی شیخ محقق نے مدارج میں یہ قول علامہ سے نقل فرمایا ۱۲۱۲ سنہ۔



شہد است۔

قول (۱۸۱ و ۱۸۲) امام قرطبی پھر امام سیوطی قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:-

وقد قيل ان ثواب القراءة  
للقاري وللسميت ثواب  
الاستماع ولذلك تلحقه  
الرحمة قال الله تعالى و  
اذا قرئ القرآن فاستمعوا  
له وانصتوا لعلكم  
ترحمون ولا يبعد من كرم  
الله تعالى ان يلحقه ثواب  
القراءة والاستماع معاً۔

بتحقيق کہا گیا کہ پڑھنے کا ثواب قاری  
کو ہے اور سمیت کے لیے اس کا اجر ہے  
کہ اس نے کان لگا کر قرآن سنا اور اسی  
لیے اس پر رحمت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے جب قرآن پڑھا جائے تو کان  
لگا کر سنا اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو  
اور کچھ یہ بھی خدا کے کرم سے دور نہیں  
کہ مردے کو قراءت و استماع دونوں  
کا ثواب پہنچائے۔

اقول:- ثواب قراءت پہنچنے پر جزم نہ کرنے کا باعث یہ کہ وہ شافعی المذہب  
ہیں اور سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب  
نہیں پہنچتا مگر جمہور اہلسنت قائل اطلاق و عموم ہیں اور یہی مذہب ہمارے امام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے یہاں تک کہ خود محققین شافعیہ نے اس کی ترجیح و ترجیح کی  
منہم السیوطی فی انیس لغریب تو ہمارے نزدیک شک نہیں کہ میت کو تلاوت  
کا بھی ثواب ہے۔

قول (۱۸۳) مرقاة میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم و سماع کا ذکر  
کر کے فرماتے ہیں:-

سائر الاموات ايضا يسمعون  
السلام والكلام۔

سب مردے سلام و کلام  
سنتے ہیں۔

پھر فرمایا یہ سب مسائل احادیث صحیحہ و آثار صریحہ سے ثابت ہیں۔



قول (۱۸۴)۔ علامہ حلبی سیرۃ انسان العیون میں امام ابو الفضل خاتم  
المحافظ سے ناقل ہے

سماع موقی کلام المخلوق حق قد جاءت به عندنا الاثار فی الكتب  
اموات کا کلام مخلوق کو سننا حق ہے بیشک اس باب  
میں ہمارے پاس کتابوں میں حدیثیں آئیں۔

قول (۱۸۵) ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی مرحوم ارکانِ اربعہ  
میں فرماتے ہیں:-

انکار التلقین بناء علی ما قيل ان المیت لا یسمع مذهب  
اس بنا پر کہ بعض نے کہا مردہ نہیں سنتا  
تلقین سے انکار مذہب باطل ہے۔

قول (۱۸۶)۔ زہر الری شرح سنن نسائی میں بعد تحقیق و تفصیل نقل فرمایا:-

ثبت بهذا انه لا منافات  
بین کون الروح فی عیتین او  
او الجنة او السماء وان لها  
بأبدان اتصالاً بحيث تدرك  
وتسمع وتصلی وتقرأ وانما  
يستغرب هذا الكون الشاهد  
الدنیوی لیس فیہ ما يشابه  
هذا وامور البرزخ فك  
الآخرة علی نمط غیر المألوف  
فی الدنیا۔

تو ثابت ہوا کہ کچھ منافات نہیں اس  
میں کہ روح علیین یا جنت یا آسمانوں  
میں ہو اور اس کے ساتھ بدن سے  
ایسا اتصال رکھے کہ سمجھے سنے نماز  
پڑھے قرآن مجید کی تلاوت کرے اس  
سے تعجب یوں ہوتا ہے کہ دنیا میں  
کوئی بات اس کے مشابہ نہیں پاتی  
حالانکہ برزخ و آخرت کے کام اس  
روش پر نہیں جو دنیا میں دیکھی  
بھالی ہے۔

قول (۱۸۷ تا ۱۸۹)۔ علامہ عبدالرؤف تبسیر میں قائل اور مولانا علی قاری  
مرقاۃ میں قاضی سے ناقل:-

واللفظ للمناوی النفوس القدیة  
اذا تجردت عن العلاق البدنیة  
پاک جائیں جب بدن کے علاقوں  
سے جدا ہوتی ہیں ملأ علی سے مل



اتصلت بالملأ الاعلى ولم  
ماتی میں اور ان کے لیے کوئی پردہ  
یبق لها حجاب فذی قسم  
نہیں رہتا سب کچھ ایسا دیکھتی  
الکل کا شاہد۔  
سنی میں جیسے سامنے حاضر ہے۔

قول (۱۹۰)۔ مرتقاہ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث لا یسمع مشکوٰۃ  
المؤذن جن ولا انس ولا شیء الا شهد له يوم القيامة۔ حدیث  
علامہ ابن ملک سے منقول تنکیدہما فی سباق النفی لتعمیم الاحیاء الاموات  
یعنی حدیث شریف کا یہ مطلب ہے کہ زندہ جن اور زندہ آدمی اور مردہ جن اور  
مردہ آدمی جتنے لوگوں کو مؤذن کی آواز پہنچتی ہے اور وہ اس کی اذان سنتے ہیں  
سب روز قیامت اس کے لیے گواہی دیں گے یہاں تصریح ہوئی کہ بعد موت علم و  
سماع کا باقی رہنا کچھ بنی آدم سے خاص نہیں جن کے لیے بھی حاصل ہے اور واقعی  
ایسا ہی ہونا چاہیے لانعدام النقص۔<sup>۱۹۱</sup>

قول (۱۹۱ تا ۱۹۸) امام اسماعیلی پیر امام بیہقی پیر امام سہیلی پیر امام عسقلانی پیر  
امام قسطلانی پیر امام علامہ شامی پیر علامہ زر قانی نے سماع موتی کا اثبات کیا اور  
دلیل انکار سے جواب دیے کما یظہر بالمراجعة الی الارشاد والمولعب  
وشرحها وغیر ذلک من اسفار العلماء۔ مواہب میں امام ابن جابر سے بھی اثبات  
سماع نقل کیا امام کرمانی امام عسقلانی امام عینی امام قسطلانی نے شروع صحیح بخاری  
اور امام سخاوی امام سیوطی علامہ حلبی علی قاری شیخ محقق وغیرہم علمائے اس کی  
تحقیق فرمائی۔ از انجا کہ یہ اقوال ان مباحث سے متعلق جنہیں اس رسالہ  
میں دور آئندہ پر محمول رکھا ہے لہذا ان کی نقل عبارات ملتوی رہی واللہ الموفق۔  
(قول ۱۹۹) جذب القلوب شریف میں ہے:-

”تمام اہلسنت وجماعت اعتقاد دارند بر ثبوت ادراکات مثل

علم وسماع مر سائر اموات را“

قول (۲۰۰) جامع البرکات میں فرمایا:-



”سمہودی میگوید کہ تمام اہلسنت و جماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت  
ادراک مثل علم و سمع و بصر و سائر اموات را از احادیث و بشرائمتی۔ والحمد للہ  
رب العالمین۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے جن تلوائتہ و علما کے اسمائے طیبہ گناہے تھے بجز اللہ  
ان کے اور ان سے علاوہ اوروں کے بھی اقوال عالیہ و تلو شہار کر ویسے اور ایفائے  
وعدہ سے سبکدوش ہوا۔

تنبیہ بر ناظر گمان نہ کرے کہ ہمارے تمام دلائل میں اسی قدر بلکہ جو نقل نہ  
کیا و بیشتر و اکثر پیر فقیر غفر لہ المولیٰ القدر نے اس رسالہ میں یہ التزام بھی رکھا کہ جو  
آثار و احادیث و اقوال علمائے قدیم و حدیث خاص حضور پر نور سید عالم صلی باقی  
روح جسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات عالی و علم عظیم و سمع جلیل و بصر کریم میں  
وارد انہیں ذکر نہ کرے یہی وجہ ہے۔ اولاً مسلمانوں پر نیک گمان کہ خاص حضور  
اقدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی کلمہ گو مثل سائر اموات نہ جانے گا ارباب طائفہ  
کہ ارواح موتی کو جاد بگتے ہیں شاید یہاں اس کلمہ مضروبہ مبعوضہ سے انہیں بھی  
استراحت ہو اور معاف اللہ جسے نہ ہو تو استغفر اللہ ایسا شقی لیثم قابل کلام و خطب نہیں  
بلکہ اس کا جواب اللہ کا عذاب والہما ذب اللہ رب العالمین۔

ثانیاً اللہ فقیر کو حیاء الی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ایسی بحث  
لا و نعم میں بطور خود شامل کرے ہاں دوسرے کی طرف سے اجتہاد ہو تو اظہار حق میں  
مجبوری ہے۔

ثالثاً ہاں دلائل کی وہ کثرت کہ نطق نطق بیان سے عاجز پھر انہیں اقوال پر  
قناعت میں کہ جس سرکار کے فلام ایسے العظمتہ لہذا اس کا پوچھنا ہی کیا ہے آخر انہیں  
یہ علاج و معارج کس نے عطا کیے اسی سرکار سا بد قرار نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی اکہ  
وصحبہ و ابنہ الاکرم سیدی و مولای الغوث العظم والہما ذب اللہ رب العالمین۔



## نوع دوم

اقوال کبر اور عمائد خاندان عزیز ی ہیں۔ یہاں اقوال مختلطہ کو رہوں گے ناظر ان کے مطالب کو فصول نوع اول پر تفصیل کر کے سر دست تنویر مقال ان کے بھی حاضر کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

### وصل اول:-

مقال (۱) شاہ ولی اللہ فیوض الحری میں لکھتے ہیں:-

اذا انتقلوا الی البرزخ کانت  
تلك الاوضاع والعادات  
والعلوم معهم لا  
تفارقهم۔

جب برزخ کی طرف انتقال کرتے ہیں  
یہ وضعیں اور عادتیں اور علم سب  
ان کے ساتھ ہوتے ہیں جدا نہیں  
ہوتے۔

مقال (۲)۔ اسی میں ہے:-

اذا مات هذا البارع  
لا يفقد هو ولا براعته  
بل كل ذلك بحاله۔

جب یہ بندہ کامل انتقال فرماتا ہے  
نزدہ گمنا ہے نہ اس کا کمال بلکہ سب  
بدستور اسی حال پر رہتے ہیں۔

مقال (۳) اسی میں ہے:-

كل من مات من الكمل  
يتخيل الى العامة انه فقد  
من العالم ولا والله ما فقد  
بل تجوه قوی

جس کامل کا انتقال ہوتا ہے عوام  
کے خیال میں گمنا رہتا ہے کہ وہ عالم سے  
گم گیا حالانکہ خدا کی قسم وہ گمانیں بلکہ  
اور جو ہر فاروقی ہو گیا۔

مقال (۴) شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:-

”چوں آدمی می رود روح را اصلاً تغیر نیشود چنانچہ حامل قوی بود



حالا ہم ست و شعور داد برا کے کہ داشت حالا ہم دالہ و بلکہ صاف تر و روشن تر  
تراہ ملخصاً۔

مقال (۵) تحفۃ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:-

”چوں روح از بدن جدا شد قوائے نباتی از وجود انیشوند نہ قوای  
نفسانی و حیوانی و اگر وجود قوائے نفسانی و حیوانی فیصتانایا بقاء مشروط  
باشد بوجود قوائے نباتی و مزاج لازم آید کہ ملائکہ را شعور و ادراک و حس  
و حرکتی و غضب و دفع منافر نباشد پس حال ارواح در عالم قبر مثل حال  
ملائکہ است کہ بتوسط شکلی و بدنی کار میکنند و مصدر افعال حیوانی و  
نفسانی میگردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشته باشند۔“

مقال (۶) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن سے مولوی اسحاق نے مائتہ مسائل و  
اربعین میں استناد کیا اور جناب مرزا صاحب ان کے پیرو مرشد و ممدوح عظیم شاہ  
ولی اللہ صاحب نے مکتوب ۷۵ میں انہیں فضیلت و ولایت مآب مروج شریعت  
و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصدر النوار فیوض و برکات لکھا  
اور منقول کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے رسالہ تذکرۃ الموتی  
میں لکھتے ہیں:-

”اولیائے گفہ اندار و احنا اجسادنا یعنی ارواح ایشان کار اجساد میکند  
و گاہی اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می براید میگویند کہ رسول  
خدا را سایہ نبود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح ایشان از زمین و آسمان  
و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و بسبب ہمیں حیات اجساد آنها را  
در قبر خاک نمیخورد بلکہ کفن ہم میمانند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمود  
ارواح مومنین ہر جا کہ خواہد سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند حق تعالیٰ  
اجساد ایشان را قوت ارواح میدہد کہ در قبور نماز میخوانند و ذکر میکنند  
و قرآن میخوانند ملخصاً۔“



مقال (۷) تفسیر عزیزی میں ارواح انبیاء و اولیاء و عام صلحاء علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر کے کہ بعض علیین اور بعض آسمان اور بعض درمیان آسمان و زمین اور بعض چاہ زمزم میں ہیں لکھتے ہیں:-

”تعلقے بقبر نیز اس ارواح راحی باشد کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان بر قبر مطلع و مستانس میشوند زیرا کہ روح را قرب و بعد مکانی مانع اس دریافت نمیشود و مثال آن در وجود انسان روح بصری است کہ ستارہا بہفت آسمان را درون چاہ می تواند دید“ یہ پچھلا جملہ زیادہ قابل لحاظ ہے۔

مقال (۸) مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے پانچویں قسم مہربانی اور انس کے لیے ہوتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی گزرے اوپر قبر مومن بھائی اپنے کے اور سلام کرے تو پچاس سالہ ہے وہ اس کو اور جواب سلام کا دیتا ہے و عزاء للام النودی۔

مقال (۹) مولوی اسحاق صاحب نے اربعین میں عورتوں کے لیے زیارت قبر مطلقاً ممنوع ٹھہرانے کو نصاب الاحتساب سے نقل کیا کہ جب وہ ٹھکنے کا ارادہ کرتی ہے ملعونہ ہوتی ہے۔ جب نکلتی ہے چار طرف سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں۔

واذا انت القبر یلعنہا  
روح المیت۔ اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے۔

اپنا ادعا طلاق ثابت کرنے کو نقل تو کر گئے مگر نہ دیکھا کہ اس نے جمادیت موتی کا خاتمہ کر دیا کلام مذکور صاف دلیل واضح ہے کہ میت حضور ناثر پر مطلع ہوتا ہے اور یہ بھی پچاس سالہ ہے کہ یہ مرد ہے یا عورت اور اس کے بیجا فعل سے پریشان بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ زن زائروں پر لعنت کرتا ہے۔

مقال (۱۰) مرزا مظہر جانجانا صاحب اپنے ملفوظات میں حضرت

مولوی اسحاق صاحب کا تائید شدہ احادیث پر ایمان ہے



صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہتے ہیں:-

”یکبار قصیدہ در مدح ایشان گفته بودم عنایت بسیار بحال فقیر  
نمودہ اند و روئے تو اضع فرمودند مالائق اینمہ ستائش نیستیم“  
مقال (۱۱)۔ اسی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت کہا:-  
”یکبار قصیدہ بجناب ایشان عرض نمودم“

مقال (۱۲) شاہ دل اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:-

اذا مات الانسان كان للتسمۃ  
نشاءة اخرى فينشئ فيض الروح  
الالهی فیہا قوۃ فیما بقی من  
الحس المشترك تکفی کفاية  
السمع والبصر والكلام الخ۔  
جب آدمی مرتا ہے روح حیوانی کے لیے  
ایک اور اٹھان ہوتی ہے تو روح الہی  
کا فیض اس کے بقیہ حس مشترک میں  
ایک قوت ایجاد کرتا ہے جو سننے اور  
دیکھنے اور کلام کرنے کا کام دیتی ہے

شاہ عبد القادر صاحب کی توفیق

مقال (۱۳) مولینا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضح القرآن  
میں زیرہ کریمہ و ما انت بمسمع من فی القبور، فرماتے ہیں:-

حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کر دہ سنتے ہیں اور بہت  
جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح  
سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑوہ نہیں سن سکتا ہے۔

## وصل دوم:-

بقائے تصرفات و کرامات اولیا بعد الوصال میں۔

مقال (۱۴) شاہ دل اللہ سمعات میں لکھتے ہیں:-

”در اولیائے امت و اصحاب طرق اقویٰ کیسکہ بعد تمام راہ  
جذب بالکد و جودہ باصل ابن نسبت میل کردہ و در انجا بوجہ اتم قدم زدہ  
است حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اندو لندہ گفتہ اند کہ

حضور غوث اعظم مزار مبارک سے تعزیت فرمائی



ایشان در قبور خود مثل اسیا تصرف میکنند۔

مقال (۱۵) حجۃ اللہ البالغہ میں اہل بزمِ سرخ کو چار قسم کر کے لکھا:۔

اذا مات انقطعت الاعیان  
فلحق بالملأئكة وصا  
منهم والهم كالهما هم  
وسعى فيما يسعون فيه  
وربما اشتغل هؤلاء  
بأعلاء كلمة الله  
ونصر حزب الله و  
ربما كان لهم  
لمة خير بآدم۔

جب مرتے ہیں علانی بنی منقطع ہو کر  
ملئکہ سے ملنے اور انہیں میں سے ہو  
جاتے ہیں جس طرح فرشتے آدمیوں کے  
دل میں نیک بات کا القا کرتے ہیں یہ  
بھی کرتے ہیں اور جن کاموں میں ملئکہ  
سعی کرتے ہیں یہ بھی کرتے ہیں اور کبھی  
یہ پاک روہیں خدا کا بول بالا کرنے  
اور اس کے لشکر کو مدد دینے یعنی جہاد  
وصل کفار و اعداؤ مسلمین میں مشغول  
ہوتی ہیں اور کبھی بنی آدم سے اس لیے  
نزدیک و قریب ہوتے ہیں کہ ان پر  
افاضہ خیر فرمائیں۔

مقال (۱۶) تفسیر عزیزی میں ہے:۔

”بعض خواص اولیاء را کہ جارحہ تکمیل دار شاد بنی نوع خود گردانند

دریں حالت (یعنی بعالم بزمِ سرخ) تصرف در دنیا داده واستغراق آنها بجهت  
کمال وسعت مدارک آنها مانع توجہ بای سمت نیگردد۔“

یہی وہ عبارت ہے جس کے سبب مولوی منکر صاحب نے بھی بعض اموات  
کے لیے زیادت ادراک گوارا کی تھی۔

مقال (۱۷) مرزا مظہر صاحب اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

”بعض ارواح کا ملان بعد ترک تعلق اجساد انہما دریں

نشاء و تصرف باقی است الخ۔



مقال (۱۸)۔ میاں اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں حضرت جناب مولیٰ مشکل کشا  
 کریم اللہ وجہ الکریم کی نسبت خدا جانے کس دل سے یوں ایمان لاتے ہیں:-  
 ”در سلطنت سلاطین و امارت امراہت ایشان را دغلے ہست کہ  
 بر سیاہان عالم ملکوت محقق نیست“

مولوی اسماعیل کا ایمان

مقال (۱۹)۔ اس میں شوکت و عظمت جناب مرتضوی لکھ کر کہا:-  
 ”شان جناب شیخین بس بلند بہ نسبت ابہت و جلال مذکورہ ست  
 تمثیلش بظاہر مرتبہ امیر کبیر ست کہ فارغ از امور سیاست گردیدہ ملازم  
 بادشاہ گشتہ بہ نسبت کسیکہ قائم بر خدمات و مشغول بکار پر وازی ست  
 اگرچہ شوکت ظاہریہ و کثرت اتباع در حق ایں مصاحب بہ نسبت آن  
 امیر اعظم قائم بخدمات اقل قلیل است لیکن در عزت و وجاہت فوق  
 است چہ فی الحقیقتہ آن امیر باہگل شوکت و حشمت و اتباع خود گویا از  
 اتباع آن مصاحب است زیرا کہ مشورت و تلمذ بیرش در ہمہ اتباع  
 بادشاہی جاری و ساری است اھ بلخا۔

مقال (۲۰) مظاہر حق میں ہے:-

”تیسری قسم زیارت کی برکت حاصل کرنے کے لیے وہ زیارت  
 اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے اس لیے کہ ان کے لیے برزخ میں تصرفات  
 و برکات بیشمار ہیں و نماہ للامام النووی۔

وصل نوم:-

بعد وصال اولیائے فیض و امداد ہیں:-

مقال (۲۱ تا ۲۳) شاہ ولی اللہ و مولوی خرم علی نے کہا:-

”منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو“

عزیز می نے فرمایا:-



”ارباب حاجات حل مشکلات خود از انہا می یابند“

دو نول شاہ صاحبوں پھر مولوی خرم علی نے کہا:-

”اولیت قوی و صحیح ہے روحی فیض ہے روحانیت سے تربیت

ہے“

عزیز می ہیں لکھا ہے:-

”از اولیائے مدفونین انتقاع جاری است“

مرزا مظہر صاحب مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت منظر:-

”قصیدہ عرض نمودم نوازہ شہا فرمودند“

شاہ ولی اللہ و مولوی خرم علی نے کہا:-

”شاہ عبدالرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا کی روح سے“

کہ یہ سب اقوال مقصد اول کی نوع اول میں گزرے۔

مقال (۳۲) مرزا صاحب مہجور نے اپنے ملفوظات میں فرمایا:-

”از فرط محبت کہ فقیر را بجناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت است و سر منشاء نسبت علیہ نقشبندیہ

ایشان اند بمقتضائے بشریت عنقادہ بر نسبت باطنی عارض میشود

خود بخود رجوع باجناب پیدا گشتہ بالتفات ایشان رفع کدورت

میشود“

مقال (۳۳ تا ۳۶) اسی میں ہے:-

”التفات غوث الثقلین بجلال منوہ سلطان طریقہ علیہ ایشاں بسیار

معلوم شد باہیچکس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک

آنحضرت بحالش مبذول نیست“

پھر کہا:-

”عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال محققان خود مصروف است



مغلاں در صحرا ہا وقت خواب اسباب واسپان خود بحایت حضرت  
می سپارند و تاییدات از غیب ہمراہ ایشان میشود درین باب حکایات  
بسیار است تحریر آن با طالت میرساند۔  
پھر کہا:-

”سلطان المشایخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ بجال زائران  
مزار خود عنایت بسیار میفرمایند۔“  
پھر کہا:-

”ہمچنین شیخ جلال پانی پتی التفات نامی نمایند۔“  
مقال (۳۷) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن کی مدح مقال ۶ میں گزری تہذکرۃ  
ملوثی میں لکھتے ہیں:-

”اولیاء اللہ دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری  
میفرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند و از ارواح بطریق ادیست  
فیض باطنی میرسد۔“

مقال (۳۸ تا ۴۵) یہی قاضی صاحب سیف المسلول میں مرتبہ قطبیت  
رشد کویوں بیان کر کے کہ:-

”فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الہی بر اولیاء اللہ  
نازل میشود اول بر یک شخص نازل میشود و از ان شخص قسمت شدہ  
بر یک از اولیاء اللہ فیض عصر موافق مرتبہ و بحسب استعداد و میرسد و ہیکس  
از اولیاء اللہ بے توسط و فیضی نہیں رسد و کسی از مردان خدا بے وسیلہ  
او در جہ ولایت نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء و نقباء و جمیع  
اقسام اولیاء اللہ خدا بے محتاج میباشد صاحب این منصب عالی  
را امام و قطب الارشاد بالا صالۃ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت  
ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مقرر بود۔“

شاہ صاحب ولایت حضرت غوث اعظم عطا فرماتے ہیں



پھر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کہہ کر ترتیب اس منصب عظیم کا عطا ہونا کہہ کر کہتے ہیں:-

”بعد وفات عسکری علیہ السلام تا وقت ظہور سید الشرفا غوث الثقلین<sup>۳۸</sup> محی الدین عبدالقادر الجیلانی اس منصب بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بود“  
پھر کہا:-

”چوں حضرت غوث الثقلین پیدا شد ای منصب مبارک بوی متعلق شد و تا ظہور محمد مہدی ای منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد“  
پھر کہا:-

”چوں امام محمد مہدی ظاہر شود ای منصب عالی تا انقراض زبان بوی مفوض باشد“  
انخیریں کہا:-

”استنباط ای مدعا از کتاب اللہ و از حدیث میتوانیم کرد اھل ملخصاً“  
اصل ان سب اقوال ثلثہ کی جناب شیخ مجدد الف ثانی سے ہے جیسا کہ جلد سوم مکتوب<sup>۳۹</sup> ۱۲۳ میں مفصلاً مذکور ان کے کلام میں اس قدر امر اور زائد ہے کہ:-

”بعد از ایشان (یعنی حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جمہ لاسنی ابہر کی از ائمہ اثناعشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت و در اعصار ای بزرگواران و همچنین بعد از ارتحال ایشان ہر کرا فیض و ہدایت میرسد بتوسط این بزرگواران بودہ ملاذ و ملجلے ہمہ ایشان بودہ اند تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سرہ الخ اھ ملخصاً

اور انہوں نے جلد ثانی میں خود اپنے لیے بھی اس منصب عالی کا حصول مانا اور اس اعتراض سے کہ پھر اس دورے میں منصب مذکور کا حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختصاص کب رہا جلد ثالث میں یوں جواب دیا کہ:-  
”مجدد الف دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ است و بنیابت



حضرت شیخ ایں معاملہ بادمریوط است چنانکہ گفتہ اند نور القمر استفاد  
من نور الشمس فلا محذور۔

**مقال (۴۶ تا ۵۸)۔** شاہ ولی اللہ انبیاء میں اور ان کے بارہ اساتذہ  
و مشایخ کہ عرب و ہند و غیر ہما بلاد کے علماء و اولیاء ہیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ  
وجہہ کو وقت مصیبت مددگار مانتے اور ع

”تجدد عوننا لك في النوائب“

کو حق جانتے، و سیاقی نقلہ فی الوصل الآتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

**مقال (۵۹)۔** شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں لکھا:-

”از جملہ نسبتائے معتبرہ نزدیک قوم نسبت ادیسیہ است خواہ

ایں مناسبت بہ نسبت ارواح انبیاء باشد یا اولیائے امت یا ملکہ  
و بیاست کہ مناسبت بروحی خاص حاصل شدہ بحمت آنکہ فضائل وی  
استماع کردہ مجتبیٰ خاص بہر سائید و آن محبت سبب کشادہ شدن راہی  
گرد میان روح و ایں کس یا بحمت آنکہ روح مرشد وی یا جدوے  
باشد و دروے بہت ارشاد منتسبان خود متمکن شدہ الخ انتہی ملقطاً“

**مقال (۶۰)۔** اسی میں ہے:-

”از ثمرات ایں نسبت (یعنی ادیسیہ) رویت آن جماعت است  
در مقام وفائدہ از ایشان یافتن و در ممالک و مضایق صورت آن جماعت  
پدید آمدن و حل مشکلات وی بآں صورت منسوب شدن“

**مقال (۶۱)۔** اسی میں ہے:-

”امروز اگر کسی را مناسبت بروح خاص پیدا شود و از انجا فیض  
بردارد غالباً بیرون نیست از آنکہ ایں معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یا  
بہ نسبت حضرت عوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آنانکہ مناسبت



بساثرارواح دارند باعث خصوص اُن اسباب طاریہ شدہ اند  
 مثل اُنکے دے محبت اُن بزرگ بسیار دارد و برقر دے بسیار میرود  
 و ایں معنی سلسلہ جنیان از جہت قابل گشتہ است و اُن بزرگ را بہت  
 قویہ بودہ است در تربیت منتہیان خود و اُن بہت ہمنوز در روح  
 باقی است و ایں معنی سلسلہ جنیان از جہت فاعل است ۛ  
 مقال (۶۲) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے:-

قد استغفرت من الذنوب ان  
 یعنی بیشک شرع سے بدرجہ شہرت  
 ثبوت کو پہنچا کہ مقرب فرشتے خدا اور  
 اس کے بندوں میں واسطہ ہوتے  
 اور آدمیوں کے دلوں میں نیک بات  
 کا القا کرتے ہیں اور ان کے لیے اجتماع  
 ہیں جس طرح خدا چاہے اور جہاں چاہے  
 اسی لحاظ سے انہیں ملاء اعلیٰ کہتے ہیں  
 اور یہ بھی اسی طرح شرع سے بہت  
 ثابت کہ بزرگان دین کی روحیں بھی  
 ان میں داخل ہوتی اور ان سے ملتی  
 ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے  
 اطمینان والی جان پلٹ چل اپنے رب  
 کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی  
 اور وہ تجھ سے خوش پس داخل ہو میرے  
 بندوں میں اور امیری جنت میں اور  
 ملاء اعلیٰ کی ایک قسم وہ ارواح انسانی  
 ہیں کہ ہمیشہ رستگاری کے کام کرتے

لہ تعالیٰ عبادا ہم افاضل  
 الملئکۃ وانہم یکتون سفراً  
 بین اللہ و بین عبادہ وانہم  
 یلہمون فی قلوب بنی آدم خیراً  
 وان لہم اجتماعات کیف شاء  
 اللہ وحیث شاء اللہ، یعبر  
 عنہم باعتبار ذلک بالملاء  
 الاعلیٰ وان لا راح افاضل  
 الادمیین دخول فیہم ولحقاً  
 بہم کما قال اللہ تعالیٰ یٰ اَیُّہَا  
 النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی  
 رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً فَادْخُلِیْ  
 فِیْ عِبَادِیْ وَاَدْخُلِیْ جَنَّۃً وَّ  
 الْمَلٰٓئِکَۃُ اَعْلٰی ثَلٰثَۃٌ اَقْسَامٌ  
 قَسْمٌ ہُمْ نَفُوسٌ انْسَانِیَۃٌ  
 مَا سَاوَالَتْ تَعْمَلْ اَعْمَالاً



منجیة تغید اللہ حق ہم حتی  
طرحت عنہا جلا یبیا بداعھا  
فانسلکت فی سلکھم وعدت  
منہم اھ ملخصاً۔  
رہے جن کے باعث ان ملائکہ سے ملے  
یہاں تک کہ جب بدن کی نقابیں پھینکیں  
ملاء اعلیٰ میں داخل ہوئے اور انہیں  
سے شمار کیے گئے۔

مقال (۶۳) عزیز می میں فرمایا:-

”در دفن کردن پچوں اجزائے بدن بتامہ یکجائی باشند علاقہ  
روح با بدن از راہ نظر عنایت بحال میماند و توجہ روح بزازمیرین و  
مستأنسین و مستفیدین بسہولت میشود“

مقال (۶۴) میاں اسماعیل صراط المستقیم میں لکھ گئے:-

”حضرت مرتضوی را یک نوع تفصیل بر حضرات شیخین ہم ثابت  
است و آن تفصیل بحجت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات  
ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت  
و غیر باہمہ از عہد کرامت مہر حضرت مرتضیٰ تا القراض دنیا ہمہ بواسطہ  
ایشان است“

مقال (۶۵)۔ اسی میں ہے:-

”حق جل و علا بذات پاک خود یا بواسطہ ملائکہ عظام یا ارواح مقدسہ  
بسبب برکت توسل بقرآن محافظت طالب خواہد نمود“  
مقال (۶۶) مولوی اسحاق کی مائتہ مسائل میں ہے:-

سوال شخصیکہ منکرہ باشد فیض روح مبارک محمد رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را در عالم برزخ و شخصیکہ منکرہ باشد از فیض  
ارواح مقدسہ انبیائے دیگر علیہم الصلوٰۃ والسلام و شخصیکہ منکرہ باشد  
از فیض ارواح اولیاء اللہ در عالم برزخ حکم او چیست؟  
جواب۔ ہر فیض شرعی کہ ثبوت آن باخبار متواترہ باشد منکر آن



کافر است و ہر فیضیکہ ثبوت آن باخبار مشہورہ باشد منکر آن ضال است  
و ہر فیضیکہ ثبوت آن بخبر واحد باشد منکر آن بسبب ترک قبول گنگار  
خواہد شد بشرطیکہ ثبوت آن بطریق صحیح یا بطریق حسن خواہد شد  
اصح ملخصاً

ہر چند یہ جواب ہر ایا عیاری پر معنی مگر سب نے دیکھا کہ سوال فیض بر نذر  
سے تھا۔ واجب کہ جواب اسے بھی شامل ہو اس قدر امر نفی جنون کے لیے ضروری  
یا ان کی دیانت و للہیت سے انکار اور اخفائے حق و تبلیس با باطل کا اقرار  
کیا جائے۔

مقال (۶۷) جناب شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:-  
”بعد از رحلت ارشاد پناہی قبلہ گا ہی (یعنی خواجہ باقی باللہ علیہ  
رحمۃ اللہ) بتقریب زیارت مزار شریف بہ بلدہ محروسہ دہلی اتفاق  
عبور افتاد روزہ عید زیارت مزار شریف ایشاں رقتہ بود در اثنا  
توجہ بمزار متبرک التفاتے تمام از روحانیت مقدسہ ایشاں ظاہر گشت  
و از کمال غریب نوانہی نسبت خاصہ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب  
بود مرحمت فرمودند“

تنبیہ:- لفظ بتقریب زیارت مزار شریف الخ ملخو ط رہے اور یونہی  
غریب نوانہ بھی کہ حضرت خواجہ اجمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کے سے متعصبان  
طائفہ چڑھتے ہیں۔

مقال (۶۸) شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے استاذ الاستاذ  
محدث ابراہیم کریمی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہیں:-  
”دو سال کما بیش در بغداد ساکن بود بر قبر سیدی عبدالقادر قدس سرہ  
متوجہ میشد ذوق ایں راہ از انجا پیدا کرد“

مقال (۶۹) اسی میں حضرت میر ابو العلی قدس سرہ کے ذکر مبارک میں لکھا:-



”بمزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ متوجہ  
بودند و از آنجناب در بابینہا یافتند و فیضہا گرفتند“

مقال (۷۰) (۷۱) اسی میں اپنے نانا ابوالرضا محمد سے نقل کیا:-  
”میر مودت کی یاد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را در لفظ

دیدم اسرار عظیم در ان محل تعلیم فرمود اند“

مقال (۷۲) اسی میں شیخ مذکور کے حالات میں لکھا:-

”عجزہ را از مخلصان بعد وفات ایشان تپ و لرزہ گرفت بغایت  
نزار گشت شبی بنوشیدن آب و پوشیدن لحاف محتاج شد و طاقت  
آن نہ داشت و کسے حاضر نبود ایشان متمثل شدند و آب دادند و لحاف  
پوشانیدند آنگاہ غائب شدند“

مقال (۷۳ تا ۷۵) قول الجیل میں ہے:-

تادب شیخنا عبد الرحیم من  
روح الأئمة الشيخ عبد القادر  
الجیلانی والخواجہ بہاؤ الدین  
محمد نقشبند والخواجہ معین  
الدین بن الحسن البشتی و انه  
را آهم و اخذ منهم الاجازة  
و عرف نسبة كل واحد منهم  
على حد تھا مضافاً منہم  
على قلبہ و کان یحکی لسنہا  
حکایتہا رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ و عنہم اجمعین -

یعنی ہمارے مرشد شیخ عبد الرحیم نے  
نے ائمہ کرام حضور غوث اعظم و  
خواجہ نقشبند و خواجہ غریب نواز  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح طیبہ  
سے آداب طریقت سیکھے اور ان  
سے اجازتیں لیں اور ہر ایک کی  
نسبت جو ان سرکاروں سے ان کے  
دل پر فائض ہوئی جدا جدا پہچانی  
اور ہم سے اس کی حکایت بیان کرتے  
تھے اللہ تعالیٰ ان سب حضرات  
اور ان سے راضی ہو۔

مولوی خرم علی صاحب نے اگرچہ آہم کے ترجمہ میں لفظ خواب میں دیکھا

اولیاء کا بعد انتقال بیداری میں آکر مدد فرمانا



اپنی طرف سے بڑھا دیا جس پر کلام شاہ ولی اللہ میں اصلاً دلیل نہیں مگر ارواحِ حالیہ کا فیض بخشنا اجازتیں دینا نسبتیں عطا فرمانا مجبوراً نہ مسلم رکھا۔

مقال (۷۷ و ۷۸) مرزا جانجان صاحب فرماتے ہیں:-

”از حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ دو کس طریقہ گرفتہ کیے

طریقہ قادری اخذ کر دے دیگر سے طریقہ نقشبندیہ اختیار نمود ایشاں فرمودند کہ روح مبارک حضرت غوث الاعظم تشریف آوردہ صورت مثالی مرید خاندان خود را ہمراہ بردند و حضرت خواجہ نقشبند تشریف فرما شدہ صورت مثالی معتقد خود را با خود بردند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیم۔“

مقال (۷۸) اسماعیل نے صراط المستقیم میں اپنے پیر کا حال لکھا:-

”روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت

خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ و تا قریب

یکماہ فی الجملہ تنازعی در مابین روحیں مقدسین در حق حضرت ایشاں

ماندہ نہ یہ کہ ہر واحد انہیں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشاں

بتمامہ بسوئے خود می فرمود تا اینکه بعد القراض زمانہ تنازع و قورع

مصالحات بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشاں جلوہ

گر شدند و تا قریب یک پاس ہر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشاں

توجہ قوی و تاثیر زور آور میفرمودند تا اینکه در ہمان یک پاس حصول

نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرت ایشاں گردید۔“

مقال (۷۹) اسی میں ہے:-

”روزے حضرت ایشاں بسوئے مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان

خواجہ قطب الاقطاب بختیارہ کا کی قدس سرہ العزیز تشریف فرما

شدند ہر مرقد مبارک ایشاں مراقب نشستند و ریں ایشاں بدوح پر

فتوح ایشاں ملاقات متحقق شد و آنجناب بر حضرت ایشاں توجہی



بس قوی فرمودند کہ بسبب اُن توجہ ابتدائے حصول نسبت چشتیہ  
منتحق شد۔

## وصل چہارم اصل مسئلہ مسئلہ سائل :-

یعنی اولیائے کرام سے استمداد و التجا اور اپنے مطالب میں طلب دعا اور حاجت  
کے وقت ان کی ندائیں۔

مقال (۸۰ تا ۸۸) شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں کہا :-  
”بنہ پارت قبرایشان رود و از انجا انجذاب در یوزہ کند“  
رباعی میں کہا ع

فیض قدس از ہمت ایشان میجوہ  
وہ پھر مولوی خرم علی کہتے ہیں :-  
”میت سے قریب ہو پھر کہے یا روح“  
عزیزی میں فرمایا :-

”اویسیان تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہامی نمایند“  
اور فرمایا :-

”ارباب حاجات حل مشکلات خود از انہامی طلبند“  
اسی میں ہے :-

”از اولیائے مدفونین استفادہ جاری است“  
مرزا صاحب نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت فرمایا :-  
”در عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع میشود“  
کہ یہ سب اقوال مقصد اول میں گزرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی  
نسبت کہا :-



”مردے جلیل القدر سیت کہ مرتبہ کمال اور فوق الذکر است“  
پھر ان سے نقل کیا مصیبت میں یا نذر ق کہہ کر پکار میں فوراً مدد کو آؤں گا یہ اسی مقصد میں گزرا۔

مقال (۸۹) مرزا صاحب کے وصایا میں ہے:-  
”بزیا رت مزارات اولیاء و یوزہ فیض جمعیت کن الخ“  
مقال (۹۰ تا ۱۰۲) شاہ ولی اللہ کتاب الانتباه فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھتے ہیں:-

”ایں فقیر خرقہ از شیخ ابو طاہر کردی پوشیدہ و ایشاں بعمل آنجہ  
در جواب ہر خمسہ است اجازت دادند“  
پھر کہا و ایضاً:-

”فقیر در سفر حج چوں بلا ہور رسید و دستبوس شیخ محمد سعید لاہوری  
در یافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال  
جواب ہر خمسہ“

یہ شیخ ابو طاہر کردی مدنی شاہ ولی اللہ کے شیخ حدیث و پیر سلسلہ عینی مدینہ  
طیبہ میں مدتوں ان کی خدمت میں رہ کر سلاسل حدیث حاصل کیے کہ وہی ان سے  
شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان سے مولوی اسحاق کو پہنچی اور ان شیخ محمد سعید کی  
نسبت انتباہ میں لکھا:-

”یکے از اعیان مشایخ طریقہ بودند شیخ معرثقہ“

اسی میں دونوں مشایخ سے سلاسل اجازت بیان کیے جن سے ثابت کہ شیخ  
ابراہیم کردی والد شیخ ابو طاہر مدنی اور ان کے استاذ شیخ احمد قشاشی اور ان  
کے استاذ شیخ احمد سناوی اور شاہ ولی اللہ کے استاذ لا استاذ شیخ احمد  
نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ ولی اللہ کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل ہیں  
کما بظہر من المسلسلات وغیرہا۔ اور ان شیخ معرثقہ کے پیر شیخ



محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شہناوی کے پیر حضرت شہید صیغۃ الشہداء جی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر مولانا وجیہ الدین علوی ان سب علماء و مشائخ نے سیفی وغیرہ اعمال جو اہر خمسہ کی اجازتیں اپنے اساتذہ سے لیں اور تلامذہ کو عطا کیں اور جناب شاہ محمد غوث گوالیاری تو ان سلاسل کے منتہی اور جو اہر کے مؤلف ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اب ملاحظہ ہو کہ اسی جو اہر خمسہ میں اسی دعائے سیفی کی ترکیب میں کیا لکھا ہے۔  
ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند اں این است۔

ناد علیاً مظهر العجائب تجدد عوناً لک فی النوائب،  
کل هم و غم سینجلی بولا یتک یا علی یا علی یا علی  
اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا ماننا مصیبت کے وقت مددگار  
جاننا ہنگام غم و تکلیف اس جناب کو نہ کرنا یا علی یا علی کا دم بھرنا شرک ہو تو معاذ اللہ  
تمہارے نزدیک حضرات مذکورین سب کفار و مشرکین ٹھہریں۔ اور سب سے بڑھ  
کر بھاری مشرک کٹر کافر عیاذ باللہ شاہ ولی اللہ ہوں جو مشرکوں کو اولیاء اللہ جانتے  
اپنا شیخ و مرشد و مرجع سلسلہ مانتے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سندیں ان سے  
لیتے۔ مدتوں ان کی خدمت نگاری و کفش برداری کی داد دیتے انہیں شیخ ثقہ عادل بتاتے  
ان کی ملاقات کو بلفظ دست بوس تعبیر فرماتے ہیں محدثی کا تمنا حدیث کی سندیں یوں  
برباد ہوئیں کہ اتنے مشرکین ان میں داخل۔

پھر شاہ عبدالعزیز صاحب کو شاہ ولی اللہ صاحب سے یہی نسبت خدمت و  
ارادت و تلمذ و بیعت و مدح و عقیدت حاصل اور ان کی سب سندوں میں تمہارے  
طور پر یہ مشترک اعظم و کافر اکبر شامل کہاں کی شاہی کیسی محدثی اصل ایمان کی سلامتی  
مشکل، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مولوی اسحق و میاں اسماعیل بیچارے کس گنتی میں کہ ان کی تو ساری کرامات



اسی شرکستان کی بھٹی میں مشرکوں کی نسل مشرکوں کی اولاد مشرک ہی پیر مشرک ہی استاد  
آنکھ کھلتے ہی مشرک نظر پڑے ہوش سنبھلتے ہی مشرکوں میں گہڑے مشرکوں کی گود  
مشرکوں کی بغل۔ مشرکوں کا دودھ۔ مشرکوں کا عمل۔ مشرکوں میں پلے۔ مشرکوں میں بڑھے  
مشرکوں سے سیکھے۔ مشرکوں سے پڑھے۔ مشرک دادا مشرک نانا عمر بھر مشرکوں کو  
جانا مانا العیاذ باللہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الحق المبین مسلمان  
دیکھیں کہ یا علی یا علی کو مشرک ٹھہرانے کی کیا سزا ملی نہ ناحق مسلمانوں کو مشرک کہتے  
نہ اگلوں پھیلوں کے مشرک بننے کی مصیبت سمجھتے۔ اس سے یہی بہتر کہ راہ راست پر  
آئیں سچے مسلمانوں کو مشرک نہ بنائیں ورنہ اپنوں کے ایمان کی فکر فرمائیں کہ کردگہ  
نیافت کو بھول نہ جائیں۔

دیدم کہ خون ناحق بہوانہ شمع را  
چنداں امان نداد کہ شب را سحر کند

نسأل الله العافية وحسن العاقبة آمین۔

مقال (۱۰۳) اسی انتباہ میں بعض مشایخ حضرات قادریہ قدس سرہ سے  
حصول مہمات و قضائے حاجات کے لیے ایک ختم یوں نقل کیا:-

”اول در رکعت نفل بعد از اذان یک صدویازدہ بار درود بعد از اذان  
یک صدویازدہ بار کلمہ تجید و یک صدویازدہ بار شیتا اللہ یا  
شیخ عبدالقادر جیلانی الخ“

مقال (۱۰۴) شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۃ الثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:-

”کاش اگر قتلہ عثمان و رد و ازادہ سال دیگر ہم تن بصبر دادند و سکوت  
کردہ می نشستند سند دہند و ترک و چین نیز مثل ایران و خراسان  
یا علی یا علی می گفتند الخ“

مقال (۱۰۵) رسالہ فیض عام مزارات اولیاء سے استعانت میں شاہ صاحب

کا یہ ارشاد ہے:-



”طریق استمداد از ایشان آنست کہ زبان گوید ای حضرت من برائے  
 قلال کار در جناب الہی التجا میکنم شما نیز بدعا و شفاعت امداد من نمایند  
 لکن استمداد از مشہورین باید کرد“

یہ خاص صورت مسئلہ کا جواب ہے واللہ الہادی الی سبیل الصواب  
 الحمد للہ کہ یہ نوع بھی اپنے منتہی کو پہنچی تو مقال کا وعدہ تھا ایک سنو پانچ  
 گنے اس کی وجہ یہ ہے کہ مقصد اول میں پینتیس سوال تھے مقصد دوم میں ساٹھ حدیثیں  
 ادھر نوع اول میں دو سو قول اب یہ ایک سنو پانچ مقال مل کر چار سو کا عدد کامل  
 اور فقیر کا وہ مدعا اصل ہو گیا کہ مولوی صاحب سدرہ اللہ تعالیٰ کے اصل مذہب  
 اور اس چند سطرے تحریر پر چار سو وجہ سے اعتراض ہے۔ واللہ الشارب العالمین۔





## خاتمہ رسالہ

(میں دربارہ سماع موتی علمائے عرب کا فتویٰ)

اس رسالہ کے زمانہ تالیف میں فقیر کو معتبر طور پر خبر پہنچی کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں اگر وہ ہمارے مسئلہ کا رد لکھے گا ہم دونوں تحریریں مولویان بھوپال کو بھیج دیں گے کہ وہ حکم ہو جائیں گے۔

اقول تحکیم بے قبول طرفین معقول نہیں مولوی صاحب ماشاء اللہ فاضل ہیں یہیں کیوں نہ تصفیہ ہو جائے طالبان تحقیق کو اظہار حق سے کیوں باک آئے رسالہ فقیر کو ملاحظہ فرمائیں اگر حق واضح ہو تسلیم واجب در نہ جواب مناسب۔ ہاں تحریر جواب میں استمداد و استعانت کا اختیار ہے بھوپالیوں سے ہو یا بنگالیوں سے اور اگر اوروں ہی پر رکھنا صلاح وقت ہے تو اہل ہند میں جسے دیکھے گا بلا مزاج خود احد المفریقین ہے بھوپالیوں کو مثلاً مصطفیٰ آبادیوں پر کیا وجہ ترجیح ہے۔ لہذا سب سے قطع نظر کر کے علمائے عرب کو حکم کیجئے کہ دین و دین سے نکلا اور وہیں کو پلٹ جائے گا اور وہاں کے جمہور علماء پر ان شاء اللہ تعالیٰ شیطان ہرگز قابو نہ پائے گا جناب جناب مولینا اگر اس رائے کو پسند فرمائیں تو ان کا بیکرام کا مہری دستخطی فتویٰ بالفعل فقیر کے پاس اصل موجود جس میں اکثر مسائل دہابیت کا رد واضح فرمایا اور طائفہ جدیدہ کو ضال مضل بتدرع مبطل ٹھہرایا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ اس میں سے چند سطروں متعلق مسئلہ سماع مع شرح دستخط علماء تلخیص و التقاط حاضر کرتا ہے واللہ المادی۔



## اس سوال کے جواب میں کہ وہابیہ عدم علم و عدم سماع موتی کا ادعا و اعتقاد رکھتے ہیں فرمایا

هذا الاعتناء افتراء قبيح وهذا  
الاعتقاد اعتداء صريح فان  
العلماء المحققين من الحنفية  
والشافعية وغيرهم قد  
اثبتوا اطلاع الانسان في  
البرزخ وسماعه لسلام الزائر  
وكلامه ومعرفة والانس به  
بالاحاديث الصحيحة والاثار  
الصريحة وتلك المسئلة مع  
دلائلها مصرحة في المرقاة شرح  
المشكوة لعلى القارى الحنفى و  
شرح الصدور للمحافظ السيوطى  
وشفاء السقام للامام السبكي  
وغيرها من الكتب المشهورة  
لجمهو المحققين حتى اشاروا  
اليه في كتب العقائد المشهورة  
فقد صرح في المقاصد شرحه  
انه عند المعتزلة وغيرهم  
البينة المخصوصة شرط في الادراك

يعنى وہابیہ کا یہ ادعا انتراء قبیح  
اور یہ اعتقاد ظلم صریح ہے تنفیذ شافعیہ  
وغیرہم کے علمائے محققین نے صحیح  
حدیثوں صریح خبروں سے ثابت کیا  
ہے کہ آدمی برزخ میں علم رکھتا اور زائر  
کا سلام و کلام سنتا اور اسے پہچانتا  
اور اس سے اس کا حاصل کرتا ہے  
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علی قاری حنفی  
شرح الصدور حافظ سیوطی شافعی  
وشفاء السقام امام سبکی وغیرہما جمہور  
محققین کی کتب مشہورہ میں اس مسئلہ  
اور اس کے دلائل کی تصریح ہے  
یہاں تک کہ علمائے عقائد کی مشہور  
کتبوں میں اس کی طرف اشارہ کیا  
مقاصد و شرح مقاصد میں تصریح  
فرمائی کہ معتزلہ وغیرہم کے نزدیک یہ  
بدن شرط ادراک ہے لہذا ان کے مذہب  
میں جب آلات بدنی نہ ہے ادراک  
جزئیات بھی نہ رہا اور ہم اہل سنت



فَعِنْدَهُمْ لَا يَبْقَىٰ ادْرَاكُ الْجَزْئِيَّاتِ عِنْدَ  
فَقْدِ الْأَلَاتِ وَعِنْدَ نَائِبِهَا وَهَوَاطِهَا  
مِنْ قَوَاعِدِ الْإِسْلَامِ وَلِهَذَا يَنْتَفِعُ  
بِزِيَارَةِ قُبُورِ الْأَبْرَارِ وَالِاسْتِعَانَةِ  
مِنْ نَفُوسِ الْأَخْيَارِ الْخَيْرِ وَبِالْجُمْلَةِ  
فَالنَّفْسُ لَا نَسَانِيَّةَ تَبْقَىٰ لَهَا  
الْأَدْرَاكَاتُ وَلَهَا تَعْلَقَاتُ كَثِيرَةٌ  
بِمَوْضِعِ دَفْنِ جَسَدِهَا وَالْأَحَادِيثُ  
وَالْأَثَارُ شَاهِدَةٌ لِّذَلِكَ لَا يَنْكَرُهَا  
بَعْدَ الْعِلْمِ بِهَا إِلَّا مَكَابِرُ مَعَانِدِ الْخَلْقِ -  
کے نزدیک ادراک جزئیات عند  
قواعد اسلام اسی کی تائید کرتے ہیں  
یہی وجہ ہے کہ قبور ابرار کی زیارت  
ارواح اولیاء سے استعانت نفع  
دیتی ہے سفر من روح انسانی کے  
ادراکات باقی اور اسے موضع دفن  
سے بہت تعلقات ہیں احادیث و  
آثار اس پر گواہ ہیں جنہیں جان بوجھ  
کر انکار نہ کرے گا مگر باطل کوشش  
دشمن حق۔

اس کے بعد شبہات منکرین کا نصوص علماء سے رد کیا اور عمائد علمائے  
حرین طیبین نے اس پر مہر و دستخط ثبت فرمائے۔

شرح دستخط حضرت مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی مفتی مکہ معظمہ

لا کلام فیہ ولا شک  
یعتوبہ۔  
اس میں نہ کلام کی گنہائش نہ شک  
کی خلش۔

فَان لِّ  
ذِمَّةٍ مِنْهُ بِتَسْمِيَةِ  
مُحَمَّدٍ اَوْ هُوَ اَوْ قَوْلِ  
الْمَخْلُوقِ بِالذِّمِّ

ای برقمہ محمد بن حسین  
الکتبی الحنفی مفتی مکہ  
المکرمۃ عفی عنہ امین



# شرح دستخط حضرت مولینا و شیخ مشائخنا رئیس المدرسین بالمسجد الحرام مولینا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

لا یلتفت المفید الا الیہ ولا  
یعول المستفید الا علیہ  
مفید التفات نہ کرے مگر اسی طرف  
اور مستفید اعتماد نہ کرے مگر اسی پر

عبدہ  
جمال شیخ  
عمر

امر برقمہ رئیس المدرسین الکرام  
بالمسجد المکی الحرام الراجی لطف  
سہ بہ الحنفی جمال بن عبد اللہ شیخ  
عمر الحنفی لطف اللہ تعالیٰ بھما

## شرح دستخط حضرت مولینا حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مکہ مبارکہ

کتبہ الفقیر حسین بن  
ابراہیم مفتی المشرفۃ  
المحمیۃ

عبدہ حسین

لا ریب فیہ ولا شک  
یعتریہ المالیۃ  
بمکۃ

## شرح دستخط حضرت مولینا و شیخنا و برکتنا زین الحرمین الکریم مولینا احمد زین دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ قدس سرہ العزیزہ

میں نے یہ شریف تالیف جامع ہر  
دلیل لطیف دیکھی تو میں نے اسے  
پایا کہ اہل حق دار ہاب تائید کے  
عقیدے صاف واضح لکھے ہیں اور

ہر آیت ہذا المؤلف الشریف  
الحاوی لكل برہان لطیف  
فرأیتہ قد نص علی عقائد  
اہل الحق المؤیدین باطل



عقائد اہل الضلال باطل پرست گمراہوں کے مذہب  
المبطلین۔ باطل کیے۔

رقمہ بقلمہ المرقی

من ربه الغفران احمد بن زین دحلان  
احمد حلان  
۱۶۶۶

شرح دستخط حضرت مولانا محمد بن محمد غرب شافعی  
مدنی مدرس مسجد مدینہ طیبہ

تاملت فی هذا المؤلف فرأيت  
مؤلفه قد اجاد و لكل نص  
سنی صریح اذا۔  
میں نے یہ رسالہ بغور دیکھا تو معلوم  
ہوا کہ اس کے مصنف نے جید کلام  
لکھا اور ہر نص روشن کا افادہ کیا۔

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ مہر صان نخواندہ  
محمد بن محمد الغرب شافعی

خادم العلم بالمسجد النبوی

شرح دستخط مولانا عبد الکریم خفی از علمائے مدینہ منورہ

لما تاملت فی هذه الرسالة  
وجدتها كالسيف الصارم  
للمعاندين الضال لا يطعن فيها  
الا من اختل عقلا و فجت  
سيرته فی جميع الآجال۔  
جب میں نے یہ رسالہ غور سے دیکھا  
اسے معاند گمراہ کے حق میں مثل تیغ  
برہان پایانہ طعنہ کرے گا اس میں  
مگر وہ جس کی مت کٹی اور عادت  
بدہی ہوتی ہر زمانہ میں۔

بالمسجد النبوی

المتوکل علی اللہ العظیم  
عبد الکریم بن عبد الحکیم

من خدام طلبه العلم



## شرح دستخط مولانا عبد الجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ سکینہ

وقفت علی هذا المجموع  
فالفیتہ جھنڈا سل علی من  
شق عصا الجماعۃ معزالا  
عن السنۃ۔

میں اس تالیف پر واقف ہوا تو اسے  
ایک تیغ ہندی پایا کھینچی گئی اس پر  
جس نے جماعت کا خلاف کیا اور  
سنت سے کنارہ کش ہوا۔

اشاہ برقمہ الی الشیخ الاجل الورع الفقیہ الزاہد مولانا عبد الجبار  
الحنبلی البصری نزیل المدینۃ المنورۃ متع اللہ  
المسلمین ببقائہ آمین۔

عبد الجبار

## شرح دستخط حضرت مولانا السید ابراہیم بن النجسار شافعی مفتی مدینہ

کھر طالعت بعد ما اطلعت  
ردودا للعلماء الاجلۃ علی  
الفرقۃ الضالۃ المضلۃ فما  
رأیت مثل هذه الرسالۃ

میں نے جب سے اطلاع پائی اس فرقہ  
گمراہ و گمراہ گر پر علمائے جلیل کے بہت  
رد دیکھے مگر اس رسالہ کا مثل نظر  
سے نہ گزرا۔

قال بقمہ ورقمہ بقلمہ خادم العلم بالحرم النبوی ابراہیم ابن  
المرحوم محمد خیار الحسنی الحرمی۔

ابراہیم بن  
محمد خیار  
الشافعی



## الحمد لله على حصول المسئول وبلوغ الكلام نهاية

المأمول -

فقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی نے اس رسالہ کا مسودہ  
ادائل رجب ۱۳۵۵ھ میں کیا۔ پھر بوجہ عروض بعض اعراض و اہتمام دیگر اغراض مثل  
تحریر مسائل و تصنیف بعض دیگر رسائل جن کی ضرورت اہم نظر آئی اس کی تبییض نے  
تاخیر پائی اب بحمد اللہ بعنایت الہی و اعانت حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلوٰۃ  
و السلام و علی آلہ و صحبہ الکرام سلخ شعبان سنہ مذکورہ کو وقت عصر یہ مسودہ بیضہ ہوا اور  
اثنا تھے تبییض میں سرکار مفیض سے فیوض تازہ کا افاضہ ہوا۔

والحمد لله اولاً و آخراً و باطناً و ظاهراً و صلی اللہ تعالیٰ علی  
سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ و علینا ہم  
و بارک و سلم تسليماً کثیراً کثیراً نسأل اللہ تعالیٰ ان یتقبل  
سعینا و یغفر لنا ذنوبنا و یرحم قانتنا و یجیدنا مسلمین  
یمیتنا مؤمنین و یحشرنا فی نہر مریۃ الصالحین و ان ینفع  
بھذا التالیف و سائر تصانیفی جمیع اخوانی فی الدین انہ  
سمیع قریب قد یرمجید الحمد لله رب العالمین

تَمَّتْ بِالْخَطِّ





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تکمیل جمیل و تہذیب جلیل

چند فوائد عالیہ کی یاد دہانی میں

حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہر چند یہ فوائد ہی ہیں جن کا ثبوت مباحث رسالہ میں گزر رہا مگر کتاب میں ان کے لیے کوئی فصل معین نہ تھی متفرق مواقع پر واقع ہوئے لہذا ان کے مستم بالشان ہونے نے چاہا کہ یہاں ان کے مواضع پر مطلع کر دیا جائے۔

(فائدہ اولی) اس مسئلہ میں خلافت کرنے والے بدعتی گمراہ ہیں دیکھو (قول ۵) کہ ادراکات موتی کا انکار مذہب معتزلہ ہے (قول ۱۸) کہ بعض معتزلی رافضی جمادات موتی سے سند لائے (قول ۱۹) کہ میت کا جہاد ہونا مذہب اعتزالی ہے (قول ۲۵) کہ علم موتی کا منکر نہ ہوگا مگر جو حدیثوں سے جاہل ہے اور دین سے منکر (قول ۹۹) اور ۱۰۰) کہ علم و سمع و بصر موتی پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ پر ظاہر کہ ان کے اجماع کا مخالف نہ ہوگا مگر بد مذہب گمراہ۔

(فائدہ ثانیہ) اہل قبور کہ زائرین کو دیکھتے پہچانتے ان کا کلام سنتے سلام لیتے جواب دیتے ہیں یہ بات ہمیشہ ہے اس میں کسی دن کی تخصیص نہیں جمعہ و غیر جمعہ سب یکساں نہ کسی وقت کی خصوصیت ہاں جمعہ کے دن خصوصاً صبح کو معرفت ترقی پر ہوتی ہے دیکھو (قول ۶۶ و ۶۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و حاشیہ ۸۱) اور خود وہ تمام احادیث اور حدیث ہاں اقوال کہ فصول مقاصد دوم و سوم میں اس مطلب پر منقول ہوئے اپنے اطلاق و ارسال سے اس عموم و اطلاق کی دلیل کافی ہیں کما مرعہ الاشارة







خالی رہ جاتے محض حماقت۔

اولا :- وہی روح کا جسم پر طفلانہ قیاس اور زندان و ہم میں سلطان عقل کا احتباس۔

ثانیاً :- ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ روحیں تو عوام مومنین کی بھی قبور میں مجبوس نہیں رہتیں بلکہ اپنے اپنے مراتب کے لائق علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمزم وغیرہ میں ہوتی ہیں جسے علمائے کرام یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی میں مفصلاً ذکر کیا۔

ثالثاً :- یہ اعتراض بعینہ ان احادیث کثیرہ پر بھی وارد جن میں صریح تصریح کہ ارواح مومنین بعد انتقال جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں لازم کہ جب وہ سیر کو جائیں قبریں خالی رہ جائیں اور قیامت سے پہلے حشر ہو جائے مگر بھل و تعصب جو نہ کرادیں وہی غنیمت ہے۔

چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک سوال آیا زید کتنا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روضۃ النور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں عمرو منکر ہے۔  
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں مفصل فتویٰ لکھا اور وہاں اس سیر و اختیار کو شہدا و غیر شہدا عام مومنین کی ارواح کے لیے بہت حدیثوں سے ثابت کیا اور کلمات علمائے دین سے اس کے وقائع نقل کیے یہ فتویٰ فقیر کی مجلد

۱۔ مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و یائین آن متصل السدرۃ المنقۃ و بالائے آن متصل بیابۃ عرش مجید و ارواح نیماں بعد از قبض در اینجا میرستند و مقربان یعنی انبیاء و اولیاء در آن مستقر می مانند و عوام صلحا را بعد نویسانیدن در سیدن نامائے اعمال بر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار می آرند و تعلق بقبر نیز ای ارواح می باشند آخر عبارت تک کہ مقال ۱۲ میں گزری ۱۲ تفسیر عزیزی۔



ششم فتاویٰ مسمیٰ بہ العطایا النبویۃ فی فتاویٰ الرضویۃ میں منک  
والحمد للہ رب العالمین ۔

(فائدہ رابعہ بغایت نافعہ) ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے  
میں دور و نزدیک سب یکساں ہے یہ ایک مطلب نفیس و جلیل و عظیم الفائدہ  
ہے جس کی طرف توجہ خاص لازم دیکھو (قول ۶۵) کہ ادلیاٹے اسیانور خدا سے  
دیکھتے ہیں اور نور خدا کو کوئی چیز حاجب نہیں پھر اموات کا کیا کمنا (قول ۶۹)  
کہ قبر سے نزدیک تو جمعہ کو موتی ہے اور ادراک و شناخت دائمی (قول ۷۸ و ۷۹)  
کہ روح جنت یا آسمان یا علیین میں رفیق اعلیٰ میں بہوتی ہے اور وہیں سے زائر  
کی آواز سنتی جواب دیتی ادراک کرتی اپنے بدن سے کام لیتی ہے پھر کون بتا سکتا ہے  
کہ زمین سے جنت تک کئی لاکھ کئی کروڑ منزل کا فاصلہ ہے نہ کہ بریلی سے بغداد یا ہند  
سے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) کہ ارواح کے  
آگے کچھ پردہ نہیں اور انہیں سارا جہاں یکساں ہے۔ (قول ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹)  
کہ ارواح قدسیہ سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔  
(مقالہ نئے)۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول کہ روح کو قرب و بعد مکانی اس دریافت کا  
حاجب نہیں اس کا حال نگاہ کا سا ہے کہ کوئیں کے اندر سے ساتوں آسمان کے  
ستارے دیکھ سکتی ہے۔

یہی معنی ہیں ارشاد عالی دو امام اہلبیت طہارت دو فرزند یرجانی رسالت  
حضرت امام اجل زہرین العابدین علی بن حسین شہید کربلا و حضرت امام حسن مثنیٰ ابن  
امام اکبر سیدنا حسن مجتبیٰ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علی ابیہم الکریم و علیہم کے کہ زائران  
مزار اقدس سے فرمایا:۔

انتم و من فی الاندلس سواہ تم اور جو اندلس میں بیٹھے ہیں برابر ہو  
حکاء فی جذب القلوب وغیرہ۔



سوال ۶۔ میں حدیث گزری کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روضہ اقدس پر کھڑا تمام جہان کی آوازیں سنتا ہے معلوم ہوا کہ یہ خاصہ ملزومۃ الوہیت نہیں بلکہ بندے کو اس کا حصول ممکن اور زیر قدرت الہی داخل پھر کسی کے لیے اس کا اثبات شرک ہونا عجب تماشا ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس کی تحقیق نام اپنے رسالہ "سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوہامی" میں ذکر کی وباللہ التوفیق۔

(فائدہ خامسہ) ولہذا ان کی امداد ہر جگہ جاری کچھ نزدیکوں پر منحصر نہیں اور انہیں ان سے استمداد اور ان کی ندامت میں بھی حضور مزار غیر مشروط بلکہ جہاں سے چاہو صحیح و درست ہے اگرچہ حضور مزارات میں نفع اتم و زائد ہے دیکھو (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) غور کرو ائمہ مجتہدین کے پیرو تمام ملک خدا میں کہاں سے کہاں تک پھیلے ہیں پھر وہ کیونکہ ہر شخص کی ہر مشکل و آفت میں مدد فرماتے اور دائما خبر گیراں رہتے ہیں اسی طرح حضرات ادریائے کرام اپنے مریدان سلاسل کے ساتھ دیکھو (قول ۹۷)۔

خود سیدی احمد نذوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کوئی مصیبت آئے یا نذوق کہہ کر پکار میں فوراً مدد کو آؤں گا دیکھو (قول ۱۶۳)۔

۱۔ فائدہ جلیلہ علامہ زیاد دی پھر علامہ اجموری پھر علامہ داؤدی پھر علامہ شامی فرماتے ہیں جس کی کوئی چیز گم جائے مکان بلند پر رو بقبلہ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کرے پھر اس کا ثواب حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بدریہ کرے اس کے بعد یوں عرض رسا ہو کہ سیدی احمد یا ابن علوان میری گئی ہوئی چیز مجھے مل جائے الخ رد المحتار حاشیہ در مختار کے منیہ میں ہے قرآن زیادہ ان الاناس اذا ضاع له شئ داراد ان یرد اللہ سبحانہ علیہ فلیقف علی مکان حال مستقبل القبلة یقر الفاتحہ دیدی ثوابا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یدعی ثواب ذلک لسیدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا علوان ان لا ترد علی ضالقی والائز عتک من الرجال الا دنیا فان (باقی بر صفحہ آئندہ)



ششم فتاویٰ مسمیٰ بہ العطایا النبویۃ فی فتاویٰ الرضویۃ میں منک  
والحمد للہ رب العالمین ۔

(فائدہ رابعہ بغایت نافعہ) ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے  
میں دور و نزدیک سب یکساں ہے یہ ایک مطلب نفیس و جلیل و عظیم الفائدہ  
ہے جس کی طرف توجہ خاص لازم دیکھو (قول ۶۵) کہ اولیائے اسیان نور خدا سے  
دیکھتے ہیں اور نور خدا کو کوئی چیز حاجب نہیں پھر اموات کا کیا کنار (قول ۶۹)  
کہ قبر سے نزدیک تو جمعہ کو ہوتی ہے اور ادراک و شناخت دائمی (قول ۸۷ و ۸۸)  
کہ روح جنت یا آسمان یا علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہوتی ہے اور وہیں سے زائر  
کی آواز سنتی جواب دیتی ادراک کرتی اپنے بدن سے کام لیتی ہے پھر کون بتا سکتا ہے  
کہ زمین سے جنت تک کئی لاکھ کئی کروڑ منزل کا فاصلہ ہے نہ کہ بریلی سے بغداد یا ہند  
سے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) کہ ارواح کے  
آگے کچھ پردہ نہیں اور انہیں سارا جہاں یکساں ہے۔ (قول ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹)  
کہ ارواح قدسیہ سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔  
(مقالہ ۱۲)۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول کہ روح کو قرب و بعد مکانی اس دریافت کا  
حاجب نہیں اس کا حال نگاہ کا سا ہے کہ کوئیں کے اندر سے ساتوں آسمان کے  
ستارے دیکھ سکتی ہے۔

یہی معنی ہیں ارشاد عالی دو امام اہلبیت طہارت دو فرزند ریجانیں رسالت  
حضرت امام اجل زین العابدین علی بن حسین شہید کربلا و حضرت امام حسن مثنیٰ ابن  
امام اکبر سیدنا حسن مجتبیٰ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علی ابیہم الکریم و علیہم کے کہ زائران  
مزار اقدس سے فرمایا:۔

انتم ومن فی الاندلس سواہ تم اور جو اندلس میں بیٹھے ہیں برابر ہو  
حکاء فی جذب القلوب وغیرہ۔



سوال ۶۔ میں حدیث گزری کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روضہ اقدس پر کھڑا تمام جہان کی آوازیں سنتا ہے معلوم ہوا کہ یہ خاصہ ملزومۃ الوہیت نہیں بلکہ بندے کو اس کا حصول ممکن اور زیر قدرت الہی داخل پھر کسی کے لیے اس کا اثبات شرک ہونا عجب تماشا ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس کی تحقیق نام اپنے رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوہامی" میں ذکر کی وباللہ التوفیق۔

(فائدہ خامس) ولہذا ان کی امداد ہر جگہ جاری کچھ نزدیکوں پر منحصر نہیں اور اسی لیے ان سے استمداد اور ان کی ندامت میں بھی حضور مزار غیر مشروط بلکہ جہاں سے چاہو صحیح و درست ہے اگرچہ حضور مزارات میں نفع اتم و زائد ہے دیکھو (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) غور کرو ائمہ مجتہدین کے پیرو تمام ملک خدا میں کہاں سے کہاں تک پھیلے ہیں پھر وہ کیونکہ ہر شخص کی ہر مشکل و آفت میں مدد فرماتے اور دائما تاجر گراں رہتے ہیں اسی طرح حضرات ادلیائے کرام اپنے مریدان سلاسل کے ساتھ دیکھو (قول ۹۷)۔

خود سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کوئی مصیبت آئے یا زروق کہہ کر پکار میں فوراً مدد کو آؤں گا دیکھو (قول ۱۶۳)۔

۱۔ فائدہ جلیلہ علامہ زیاد دی پھر علامہ اجموری پھر علامہ داؤدی پھر علامہ شامی فرماتے ہیں جس کی کوئی چیز گم جائے مکان بلند پر رو قبلہ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کرے پھر اس کا ثواب حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بدریکرے اس کے بعد یوں عرض رسا ہو کہ سیدی احمد یا ابن علوان میری گئی ہوئی چیز مجھے مل جائے الخ رد المحتار حاشیہ در مختار کے منہ میں ہے قرآن زیادہ ان الانسان اذا ضاع له شيء واراد ان يرد الله سبحانه عليه فليقت على مكان حال مستقبل القبلة يقرأ الفاتحة ويهدي ثوابا للبني صلی اللہ علیہ وسلم ثم يهدي ثواب ذلک لسیدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا علوان ان لا تمرد علی ضالتي ولا نزع عنک من الرجال الا دنیا فان (باقی بر صفحہ آئندہ)



اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول دیکھو (مقالہ ۸۸)۔  
 شاہ ولی اللہ کہتے ہیں گھر بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کر دو دیکھو  
 (سوال ۱۲)

مرزا مظہر صاحب عارفہ جسمانی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف  
 اور مشکل باطنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب توجہیں کرتے ادھر  
 سے امداد فرمائی جاتی دیکھو (سوال ۱۱ و مقالہ ۳۲) گھر بیٹھے قصائد سناتے ارواح  
 عالیہ سے نوازشیں پاتے دیکھو (سوال ۱۸ و مقالہ ۱۰)۔

حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا حضور کے جس توسل سے  
 ملاقات ہوئی توجہ والا اس کے حال پر مبذول پائی دیکھو (مقالہ ۳۳)  
 مغلوں کا بیان کیا جنگل میں یا سوتے وقت اپنا مال حضرت خواجہ بہا ما لائق والدین  
 نقشبند قدس سرہ العزیزہ کی حمایت میں سوچتے ہیں اس پر غیب سے مددیں پاتے  
 ہیں دیکھو (مقالہ ۳۴)۔

ہر شہر میں بندگان خدا ولایت و قطبیت کے مراتب پاتے ہیں پھر کیونکر ان  
 سب کو وہ فیض حضرات ائمہ اطہار و غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم عطا  
 فرماتے ہیں دیکھو (مقالہ ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸)  
 سلطنتیں اور امارتیں کس ملک و شہر میں نہیں ہوتیں پھر ان سب میں حضرت مولیٰ  
 مشکل کشا کا توسط کیونکر ہوتا ہے دیکھو (مقالہ ۱۸)۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ابوالرضا کو اسرار تعلیم فرمائے  
 دیکھو (مقالہ ۴۰ و ۴۱)۔

یہ ایک عجوزہ کوہ پانی پلا کر لحاف اوڑھ کر غائب ہو گئے دیکھو (مقالہ ۴۲)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ بر د علی من قال ذلک ضالۃ بکرۃ اجموری مع زیادۃ کذا فی حاشیہ  
 شرح المنہج للدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اہم ہی ۱۲ منہ۔)







## تذیل

نواب صدیق حسن خاں بہادر رشید برہہ یاست بھوم پال رسالہ تفصیل حیات و الہام  
میں تصریح کرتے ہیں کہ غوث الثقلین و غوث الاعظم و قطب الاقطاب کنا شرک سے  
خال نہیں۔

میں کہتا ہوں نواب بہادر نے یہاں خدا جانے کس خیال سے ایسا گراہوا لفظ لکھا  
ورنہ بیشک تمام دہا بیہ پر فرض قطعی کہ صرف لفظ غوث کہنے پر خالص شرک جلی کا حکم  
لگائیں غوث اعظم و غوث الثقلین تو بہت اجل و اعظم ہے آخر غوث کے کیا معنی  
فریاد کو پہنچنے والا جب ان کے نزدیک استمداد و فریاد شرک تو فریاد رس کہنا کیونکہ  
شرک صریح نہ ہو گا اب دیکھیے کہ حضرات کے طور پر کون کون مشرک ہو گیا۔  
قاضی ثناء اللہ پانی پتی و میاں اسماعیل دہلوی نے حضور غوث اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کو غوث الثقلین لکھا دیکھو (مقال ۳۸ و ۷۸)۔

شاہ ولی اللہ امام معتمد اور شیخ ابوالرضا ان کے جد امجد اور مرزا جان جاناں  
ان کے ممدوح اور مددوران کے پیر سلسلہ شیخ عبدالاحد نے غیاث الدارین  
حضور غوث الثقلین کو غوث اعظم کہا دیکھو (مقال ۶۱ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳)۔  
شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں فرمایا:۔

”برخی از اولیا مسجود خلایق و محبوب دہا گشتہ اند مثل حضرت

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سلطان المشایخ حضرت نظام الدین

اولیا قدس اللہ تعالیٰ سرہ۔

تنبیہ:۔ ذرا یہ مسجود خلایق کا لفظ بھی پیش نظر ہے جس نے شرک

کا پانی سر سے گزار دیا۔



میاں اسماعیل نے صراط مستقیم میں کہا:-

”طالبانِ نافہم دانند کہ ما نیز ہم پایہ حضرت غوث الاعظم شریف“  
انہیں بزرگوار نے حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیارہ کا کی قدس سرہ العزیزہ  
کو قطب الاقطاب لکھا دیکھو (مقالہ ۷۹)۔

اور ہاں مولوی اسحق صاحب کو رہے ہی جاتے ہیں جنہوں نے ماتہ مسائل  
کے جواب سوال دہم میں کہا:

”ولایت و کرامت حضرت غوث اعظم قدس سرہ“  
غرض مذہب طائفہ عجیب مذہب مذہب ہے جس کی بنا پر تمام ائمہ و عمائد طائفہ بھی  
سو طرح مشرک کافر بنتے ہیں کلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔





## تنبیہ مهم واجب الملاحظہ مسلم

الحمد للہ کلام نے ذرۃ منتہی لیا اور بیان نے مسئلے کو اس کا حق دیا اذک  
من فضل اللہ علینا وعلی الناس لکن اکثر الناس لا یشکرون اب حضرات  
وہابیہ سے اتنا پوچھ لینا چاہیے کہ اس مختصر رسالے کے مقصد سوم نے علماء کے  
تین سو پانچ قول آپ کے گوش گزار کیے جن میں ایک سو انچاس علم وسمع و بصروتی کے  
متعلق خاص اور پانچ میں یہ کہ اولیاء کی کرامتیں بعد وصال بھی باقی ہیں ایک سو  
چون پہ تو آپ کی سرکار سے شاید صرف حکم بدعت و ضلالت ہو اگرچہ وہ بھی  
بتصریح امام الطائفہ مثل شرک فحل اصل ایمان ہے۔ باقی کتنے ربے ایک سو کا  
اور تین قول ابھی ابھی اسی تکملہ کے فائدہ رابع میں تانہ مذکور ہوئے یہ پھر ایک  
سو چون ہو گئے جن کے مفاد و مقاصد کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہے

اس باب میں کہ	اقوال ائمہ علیہ السلام	مقالات خاندان عزری کا کل	مجموعہ
ادباً بعد وصال بھی تصرف فرماتے ہیں	۸	۷	۱۵
دہ بعد رحلت بھی بدستور نزدیک و دور مدد کرتے ہیں	۲۵	۵۹	۸۴
وقت حاجت ان سے استعانت اور ان کی نماز نزدیک و دور ہر جگہ سے روا۔	۱۶	۲۶	۴۲
ارواح طیبہ کو بعد انتقال دیکھنے سننے میں دور و نزدیک سب یکساں۔	۱۲	۱	۱۳



اب ان کی نسبت ارشاد ہو وہ ایک سو چوبیس بدعت تھے یہ ایک سو چوبیس آپ کے مذہب میں خالص شرک اور ان کے قائل ائمہ و فاضل عیاذا باللہ آپ کے مشرک ٹھہریں گے یا نہیں اگر کیسے نہ (اور خدا کرے ایسا ہی کہو) تو الحمد للہ کہ ہدایت پائی اور کفر و شرک کی تیز و تند کہ مدتوں سے بیرنگ چڑھی تھی اوتار پرہ آئی رب قدیر کہ ہدایت فرماتے کیا دیر لگتی ہے آخر کلمہ پڑھتے ہو شاید پاس اسلام کچھ جھلک دکھا جائے اور محبوبان خدا و ائمہ بدی کو معاذ اللہ کافر و مشرک کہتے جگہ تھراٹے، ان ذلک علی اللہ بسیر۔ ان اللہ علی کل شیء قدير اور اگر شاید اصرار مذہب و تعصب مشرب آڑے آئے اور بیدھڑک آپ کے منہ سے ہاں نکل جائے تو آپ صاحبوں سے تو اتنا عرض کروں گا کہ حضرات جنہیں آپ نے مشرک کہہ دیا ذرا نگاہ رو بروان میں شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحبان اور ان کے اسلاف و اخلاف بیان تک کہ خود بانی مذہب امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی بھی ہیں۔

اب ان کی نسبت تصریحاً استفسار اگر یہاں جھجکے تو کہوں گا کہیوں صاحب اسی بات پر ائمہ بدی تو پناہم بنجا چیں و چناں ٹھہریں۔

اور یہ حضرات مطلق العنان کیا ان کے لیے کوئی وحی آگئی ہے کہ احکام الہی سے مستثنیٰ رہیں یا انہوں نے رحمن سے عہد لے لیا ہے کہ ان کی امامت میں بال نہ آئے اگرچہ شرک کے بول کیسے مالک کیف تحکمون ؕ اللہ اذنکم بهذا ام علی اللہ تفترون ؕ امرکم کتب فیہ تدرا سوط انکم فیہ ملاتخذون اور اگر شاید بات کی تیج ایسی ہی آپڑی کہ یہاں بھی کھل کر شرک کی جڑ سی ہے

شادم کہ اندر قیابان دامن کشاں گزشتی

گوشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد

غرض اس تقدیر پر آپ سے زیادہ عرض کا کیا محل ہو گا جزا اینکه سلام علیکم لا یتغنی الجہلین طہاں عوام اہل سنت کو بیدار کروں گا کہ بھائیو اب بھی وضو ح حق میں کچھ باقی ہے جس نامذہب مذہب ناپاک مشرب کی رو سے صواب و



تالین و ائمہ مجتہدین و علمائے دین و اولیائے کاملین قرونِ ثلاثہ سے کر اچانک  
سب کے سب معاذ اللہ مشرک کافر بدعتی خاصہ ٹھہریں ع

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ظاہر ہے کہ وہ طائفہ نالفہ کیسا ہوگا اور اسے سنت و جماعت سے کتنا  
علاقہ سبحان اللہ سنت جماعت کو شرک بتائیں۔ جماعت سنت کو شرک ٹھہرائیں  
پھر تہنی ہونے کا دعویٰ بیجا کلا و رب العرش الاعلیٰ۔ قل جاء الحق و زہق  
الباطل ط ان الباطل کان زہوقا و الحمد لله رب العالمین ط  
الصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔  
سبحانک اللہم و بحمدک اشہدان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب  
الیک و الحمد لله رب العلمین ۛ





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تنزیل اہم اہل و اعظم

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَبِكَ اسْتَعِينُ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى الْأَمَانِ  
الْأَمِينِ، الْمُبَارَكِ الْيَمِينِ حَبِيبِكَ وَالْأَلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ -  
مَا بَرَّ بَارًا وَحَدَّثَ حَدَّثًا فِي يَمِينٍ -

عائدہ جزیلہ تحقیق مسئلہ یمن میں :-

حضرات منکرین کی غایت سعی و تمام مایہ ناز اس باب میں جو کچھ ہے وہ یہی مسئلہ  
یمن ہے جسے دکھا کر عوام بلکہ کم علموں کو متزلزل کر دیتے یا کیا چاہتے ہیں۔

ماۃ مسائل میں کافی شرح وافی و فتح القدیر و کفایہ حواشی ہدایہ مستخلص و عینی  
مشروح کنز سے طولانی عبارتیں کچھ قطع برید کچھ بیگانہ مزید پر مشتمل نقل کیں کہ عوام  
بڑی بڑی عبارات عربیہ دیکھ کر ڈر جائیں اور اگر سماع موتی سے منکر نہ ہوں تو لا اقل  
تردد تو کر جائیں مگر بحمد اللہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب نرمی ملمع کاری ہے ورنہ وہ  
عبارات اور ان جیسی سو یا ہزار جتنی اور ہوں نہ ہمیں مضر نہ منکرین کو مفید نہ اہل سنت و  
جماعت کا اجماعی مسئلہ جو نصوص صریحہ احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے ثابت کسی مشکک کی تشکیکات بے معنی سے متزلزل ہو سکے۔

فیقر غفر اللہ المولیٰ القدیر اس کی تحقیق و تنقیح ہر بھی کلمات چند نافع و سود مند  
گزارش کرے کہ باز نہ تعالیٰ موافق کو ثبات و استقامت مخالف منصف کو رشاد و  
ندامت مکار متصف کو وبال و غرامت دین و بال اللہ التوفیق و بہ الوصول



تابعین و ائمہ مجتہدین و علمائے دین و اولیائے کاملین قرون ثلاثہ سے لے کر آج تک  
سب کے سب معاذ اللہ مشرک کافر بدعتی خاسر ٹھہریں ع

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ظاہر ہے کہ وہ طائفہ تالفہ کیسا ہوگا اور اسے سنت و جماعت سے کتنا  
علاقہ سبحان اللہ سنت جماعت کو شرک بتائیں۔ جماعت سنت کو شرک ٹھہرائیں  
پھر تہنی ہوئے کا دعویٰ بیجا کلا و رب العرش الاعلیٰ۔ قل جاء الحق و زهق  
الباطل ط ان الباطل کان زهوقا و الحمد لله رب العالمین ط  
الصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔  
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ  
إِلَيْكَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ÷





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تنزیل اہم اہل و اعظم

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَبِكَ اسْتَعِينُ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى الْأَمَانِ  
الْأَمِينِ، الْمُبَارَكِ الْيَمِينِ حَبِيبِكَ وَالْه وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ -  
مَا بَرَّ بَارًا وَحَدَّثَ حَانِثًا فِي يَمِينٍ -

عائدہ جزیلہ تحقیق مسئلہ یمن میں :-

حضرات منکرین کی غایت سعی و تمام مایہ ناز اس باب میں جو کچھ ہے وہ یہی مسئلہ  
یمن ہے جسے دکھا کر عوام بلکہ کم علموں کو متزلزل کر دیتے یا کیا چاہتے ہیں۔

ماۓ مسائل میں کافی مشرح وافی و فتح القدیر و کفایہ حواشی ہدایہ مستخلص و عینی  
مشروح کنز سے طولانی عبارتیں کچھ قطع برید کچھ بیگانہ مزید پر مشتمل نقل کیں کہ عوام  
بڑی بڑی عبارات عربیہ دیکھ کر ڈر جائیں اور اگر سماع موتی سے منکر نہ ہوں تو لا اقل  
تردد تو کر جائیں مگر بحمد اللہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب نرمی ملمع کاری ہے ورنہ وہ  
عبارات اور ان جیسی سو یا ہزار جتنی اور ہوں نہ ہمیں مہتر نہ منکرین کو مفید نہ اہل سنت  
جماعت کا اجماعی مسئلہ جو نصوص صریحہ احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے ثابت کسی مشکک کی تشکیکات بے معنی سے متزلزل ہو سکے۔

فیقر غفر اللہ المولیٰ القدیر اس کی تحقیق و تنقیح پر ابھی کلمات چند نافع و سود مند  
گزارش کرے کہ باذنہ تعالیٰ موافق کو ثبات و استقامت مخالف منصف کو رشاد و  
ندامت مکابر متصف کو وبال و غرامت دین و باللہ التوفیق و بہ الوصول



مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھاٹے زید سے نہ بولوں گا تو یہ قسم زید کی حالت حیات پر مقصور رہتی ہے اگر بعد انتقال زید سے کلام کرے حانت نہ ہوگا۔

اصل مسئلہ ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صرف اسی قدر ہے اور اس کی وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک بنائے میں عرف پر ہے لفظ سے جو معنی عرفاً مراد و مفہوم ہوتے ہیں ان پر قسم وارد ہوتی ہے نہ معنی لغوی یا شرعی پر تمام کتب مذہب اور خود ان کتب مذکورہ میں (جن کی عبارات کو منکرین براہ جہل یا جاہل اپنی سند کے) اس امر کی تصریحات جلیہ ہیں۔ مثلاً قسم کھائی بچھونے پر نہ بیٹھے گا یا چراغ سے روشنی نہ لے گا یا چھت کے نیچے نہ آئے گا تو زمین پر یا دھوپ میں یا زیر آسمان بیٹھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اگرچہ قرآن عظیم میں زمین کو فرش اور آفتاب کو سراج اور آسمان کو سقف فرمایا۔

قال اللہ تعالیٰ جعل لکم الاسماض فراشاً وقال اللہ تعالیٰ -  
وجعل فیہا سراجاً وقمراً صیبراً وقال اللہ تعالیٰ وجعلنا السماء سقفاً  
یونہی قسم کھائی کسی گھر میں نہ جائے گا تو مسجد وغیرہ معاہد میں جانے سے حانت نہ ہوگا اگرچہ لغتاً ان پر بھی گھر کا لفظ صادق۔ وجہ وہی ہے کہ اگرچہ شرعاً یا لغتاً یہ اشیاء ان الفاظ میں داخل۔ مگر ایمان میں عرفاً شمول درکار ہے وہ یہاں غیر حاصل۔

بعینہ اسی وجہ سے مسئلہ مذکورہ میں بعد موت بولنے سے حنت زائل کہ کسی سے نہ بولتا عرفاً اس کی موت کے بعد سلام و کلام کو غیر شامل۔

اس سے یہ تراش لینا کہ ہمارے اصل ائمہ مذہب کے نزدیک میت سے کلام حقیقتاً یا شرعاً کلام نہیں محض باطل۔ اور ایسا گمان کرنے والا اصل بنائے مسئلہ سے جاہل یا ذائل۔

ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم نے جس طرح یہ تصریح فرمائی یونہی یہ بھی کہ صورت



مذکورہ میں اگر یہ قسم کھانے والا اور زبید دونوں نماز میں تھے اور زبید نے سلام پھیرنے میں ہمراہیوں پر سلام کی نیت کی حانت نہ ہو گا اور بیرون نماز اگر زبید کسی مجمع میں ہو اور قسم کھانے والا السلام علیکم کے حانت ہو جائے گا۔

یونہی اگر زبید امام تھا اور یہ مقتدی زبید نماز میں کچھ بھولا اس نے بتایا قسم نہ ٹوٹے گی اور نماز سے باہر بتایا ٹوٹ جائے گی۔

بحر الرائق ورد المحتار وغیرہما کتب کثیرہ میں ہے:-

لو سلم علی قوم ہو فیہم حنث الا ان لا یقصد فیدان ولو سلم من الصلوة لا یحنث وان کان المحلوف علیہ عن یساره هو الصحیح لان السلامین فی الصلوة من وجہ ولو یسلم لہ لسموا و فتح علیہ القراءة وهو مقتداً یحنث وخارج الصلوة یحنث۔

اب اس سے یہ قرار دے لینا کہ نماز میں پتھر پر نماز کی کچھ نہیں سنتے نمازیوں سے کلام حقیقتہً کلام ہی نہیں اس بہالت کی کچھ بھی حد ہے خود انہیں کتب مستندہ کی عبارتیں سنئے:-

کافی میں ہے:-

الاصل ان الالفاظ المتعملة فی الایمان مبنيّة علی العرف عندنا (الی ان قال) قلنا ان غرض الحالف ما هو المتعارف فیتقید بما هو غرضه الا ترى ان من حلف ان لا یستضی بالسراج او بالجلین علی البساط فاستضاء بالشمس او جلس علی الارض لا یحنث وان سمي فی القرآن الشمس سراجاً والارض بساطاً رجل حلف ان لا یدخل بیتاً لا یحنث بدخول لکعبة والمسجد والبیعة والکنیسة الخ اسی فتح القدیر میں ہے:-

الاصل ان الایمان مبنيّة علی العرف عندنا لا علی الحقيقة اللغویة کما نقل عن الشافعی ولا علی الاستعمال القرانی کما



مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھاٹے زید سے نہ بولوں گا تو یہ قسم زید کی حالت حیات پر مقصور رہتی ہے اگر بعد انتقال زید سے کلام کرے حانت نہ ہوگا۔

اصل مسئلہ ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صرف اسی قدر ہے اور اس کی وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک بنائے میں عرف پر ہے لفظ سے جو معنی عرفاً مراد و مفہوم ہوتے ہیں ان پر قسم وارد ہوتی ہے نہ معنی لغوی یا شرعی پر تمام کتب مذہب اور خود ان کتب مذکورہ میں (جن کی عبارات کو منکرین براہ جہل یا جاہل اپنی سند بکھے) اس امر کی تصریحات جلیہ ہیں۔ مثلاً قسم کھائی بچھونے پر نہ بیٹھے گا یا چراغ سے روشنی نہ لے گا یا چھت کے نیچے نہ آئے گا تو زمین پر یا دھوپ میں یا زیر آسمان بیٹھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اگرچہ قرآن عظیم میں زمین کو فرش اور آفتاب کو سراج اور آسمان کو سقف فرمایا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ جعل لکم الامراض فراشاً وقال اللہ تعالیٰ -  
وجعل فیہا سراجاً وقمراً صیبراً وقال اللہ تعالیٰ وجعلنا السماء سقفاً  
یونہی قسم کھائی کسی گھر میں نہ جائے گا تو مسجد وغیرہ معاہد میں جانے سے حانت نہ ہوگا اگرچہ لغتاً ان پر بھی گھر کا لفظ صادق۔ وجہ وہی ہے کہ اگرچہ شرعاً یا لغتاً یہ اشیاء ان الفاظ میں داخل۔ مگر ایمان میں عرفاً شمول درکار ہے وہ یہاں غیر حاصل۔

بعینہ اسی وجہ سے مسئلہ مذکورہ میں بعد موت بولنے سے حنت زائل کہ کسی سے نہ بولنا عرفاً اس کی موت کے بعد سلام و کلام کو غیر شامل۔

اس سے یہ تراش لینا کہ ہمارے اصل ائمہ مذہب کے نزدیک میت سے کلام حقیقتاً یا شرعاً کلام نہیں محض باطل۔ اور ایسا گمان کرنے والا اصل بنائے مسئلہ سے جاہل یا ذائل۔

ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم نے جس طرح یہ تصریح فرمائی یونہی یہ بھی کہ صورت



مذکورہ میں اگر یہ قسم کھانے والا اور زید دونوں نماز میں تھے اور زید نے سلام پھیرنے میں سہرا بیسوں پر سلام کی نیت کی حانت نہ ہو گا اور بیرون نماز اگر زید کسی مجمع میں ہو اور قسم کھانے والا السلام علیکم کے حانت ہو جائے گا۔

یونہی اگر زید امام تھا اور یہ مقتدی زید نماز میں کچھ بھولا اس نے بتایا قسم نہ ٹوٹے گی اور نماز سے باہر بتایا ٹوٹ جائے گی۔

بحر الرائق ورد المحتار وغیرہما کتب کثیرہ میں ہے:-

لو سلم علی قوم ہو فیہم حنث الا ان لا یقصد فیدان ولو سلم من الصلوة لا یحنث وان کان المحلوف علیہ عن یسارہ ہو الصحیح لان السلامین فی الصلوة من وجہ ولو یسمی لہ لسمہوا و فتح علیہ القراءة وهو مقتداً یحنث وخارج الصلوة یحنث۔

اب اس سے یہ قرار دے لینا کہ نماز میں پتھر ہیں نماز میں کچھ نہیں سنتے نمازیوں سے کلام حقیقتہً کلام ہی نہیں اس بہالت کی کچھ بھی حد ہے خود انہیں کتب مستندہ کی عبارتیں سینے:-

کافی میں ہے:-

الاصول ان الالفاظ المتعملة فی الایمان مبنیۃ علی العرف عندنا (الی ان قال) قلنا ان غرض الحالف ما هو المتعارف فی تقید بما هو غرضه الا ترى ان من حلف ان لا یستضی بالسراج او لا یجلس علی البساط فاستضاء بالشمس او جلس علی الارض لا یحنث وان سمی فی القرآن الشمس سراجاً والارض بساطاً رجلاً حلف ان لا یدخل بیتاً لا یحنث بدخول لکعبۃ والمسجد والبیعة والکنیسة اسی فتح القدیر میں ہے:-

الاصول ان الایمان مبنیۃ علی العرف عندنا لا علی الحقیقة اللغویۃ کما نقل عن الشافعی ولا علی الاستعمال القرانی کما



مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھاٹے نزدیک سے نہ بولوں گا تو یہ قسم نزدیک کی حالت حیات پر مقصور رہتی ہے اگر بعد انتقال نزدیک سے کلام کرے حانت نہ ہوگا۔

اصل مسئلہ ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صرف اسی قدر ہے اور اس کی وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک بنائے میں عرف پر ہے لفظ سے جو معنی عرفاً مراد و مفہوم ہوتے ہیں ان پر قسم وارد ہوتی ہے نہ معنی لغوی یا شرعی پر تمام کتب مذہب اور خود ان کتب مذکورہ میں (جن کی عبارات کو منکرین براہ جہل یا جاہل اپنی سند سمجھتے) اس امر کی تصریحات جلیہ ہیں۔ مثلاً قسم کھائی بچھونے پر نہ بیٹھے گا یا چراغ سے روشنی نہ لے گا یا چھت کے نیچے نہ آئے گا تو زمین پر یا دھوپ میں یا زیر آسمان بیٹھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اگرچہ قرآن عظیم میں زمین کو فرش اور آفتاب کو سراج اور آسمان کو سقف فرمایا۔

قال الله تعالى جعل لكم الاسماض فراشا وقال الله تعالى -  
وجعل فيها سراجا وقمرا مديرا وقال الله تعالى وجعلنا السماء سقفا  
یونہی قسم کھائی کسی گھر میں نہ جائے گا تو مسجد وغیرہ معاہد میں جانے سے حانت نہ ہوگا اگرچہ لغت ان پر بھی گھر کا لفظ صادق۔ وجہ وہی ہے کہ اگرچہ شرعاً یا لغتاً یہ اشیاء ان الفاظ میں داخل۔ مگر ایمان میں عرفاً شمول درکار ہے وہ یہاں غیر حاصل۔

بعینہ اسی وجہ سے مسئلہ مذکورہ میں بعد موت بولنے سے حنت زائل کہ کسی سے نہ بولتا عرفاً اس کی موت کے بعد سلام و کلام کو غیر شامل۔

اس سے یہ تراش لینا کہ ہمارے اصل ائمہ مذہب کے نزدیک میت سے کلام حقیقتاً یا شرعاً کلام نہیں محض باطل۔ اور ایسا گمان کرنے والا اصل بنائے مسئلہ سے جاہل یا ذائل۔

ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم نے جس طرح یہ تصریح فرمائی یونہی یہ بھی کہ صورت



نکدہ میں مکرر قسم کھانے والا اور زید دونوں نماز میں تھے اور زید نے سلام پھیرنے میں ہوا بوسوں پر سلام کی نیت کی حالت میں ہوا کا اصرار میں نماز اگر زید کسی مجمع میں ہوا قسم کھانے والا سلام علیکم کے حالت میں چلے گا۔

یونہی اگر زید امام تھا یہ مقتدی زید نماز میں کچھ بھولا اس نے بتایا قسم نہ ٹوٹے گی حد نماز سے باہر بتایا ٹوٹ جائے گی۔

بحر الرائق ورد المحتار وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے۔

لو سلم علی قوم عوفیہم حنث الا ان لا یقصد فیہم یدین ولو سلم من الصلوۃ لا یحنث وان کان المحلوف علیہ عن یسارہ هو الصحیح لان السلامین فی الصلوۃ من وجہ ولو یسبح لہ لسموا و فتح علیہ القراءة وهو مقدم یحنث وخارج الصلوۃ یحنث۔

اب اس سے یہ قرار دے لینا کہ نماز میں پتھر میں نماز کی کچھ نہیں سنتے نمازیوں سے کلام حقیقتہ کلام ہی نہیں اس بھالت کی کچھ بھی حد ہے خود انہیں کتب مستندہ کی عبارتیں سنئے۔

کافی میں ہے۔

الاصل ان الالفاظ المتعملة فی الایمان مبنیۃ علی العرف عندنا (الی ان قال) قلنا ان غرض الخالف ما هو المتعارف فیتقید بما هو غرض الا تری ان من حلف ان لا یتضی بالسراج او لا یجلس علی البساط فاستضاء بالشمس وجلس علی الارض لا یحنث وان سبی فی القرآن الشمس سراجا والارض بساطا رجل حلف ان لا یدخل بیتا لا یحنث بدخول لکعبۃ والمسجد البیعة والکنیسة اسی فتح القدیر میں ہے۔

الاصل ان الایمان مبنیۃ علی العرف عندنا لا علی الحقیقۃ اللغویۃ کما نقل عن الشافعی ولا علی الاستعمال القرانی کما



عند مالك ولا على النية مطلقا كما عند احمد -  
اسی کفایہ میں ہے :-

الاصل ان الا لفاظ المستعملة في الايمان مبنية على العرف عندنا  
وعند الشافعي على الحقيقة لان الحقيقة حقيق بأن يراد وعند  
مالك على معاني كلم القرآن لانه على اصح اللغات واضمها ولنا  
ان غرض المحالف ما هو المتعارف فيتقيد بغرضه -  
اسی میں ہے :-

رجحنا العرف على الحقيقة لان مبنى الايمان على العرف -  
اسی مستخلص شرح کنز میں کفایہ کا پہلا کلام بعینہ نقل کر کے لکھا :-

كذا في الكفاية وقد ذكر فخر الاسلام في اصوله ان جملة ما تراء  
به الحقيقة خمسة انواع وعد من جملة ما استعمال العرف الغالب  
اسی عینی شرح کنز میں ہے :-

الايمان عندنا مبنية على العرف وعند الشافعي واحمد على  
الحقيقة وعند مالك على معاني كلم القرآن -  
بلکہ اسی فتح القدیر میں خاص ہمارے مسئلہ دائرہ کے مبنى على العرف ہونے کی تصریح  
کی فرماتے ہیں :-

يمينه لا ينعقد الا على المحي  
لان المتعارف هو الكلام  
معه -  
يعنى به قسم خاص حالت زندگی ہی پر  
منعقد ہوگی کہ عرف میں کسی سے بولتا  
اس کی زندگی ہی میں بات کرنے کو کہتے ہیں  
علامہ علی قاری کی حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی مسئلہ کو ذکر کر کے  
فرماتے ہیں :-

لهذا منه مبني على ان  
مبني على الايمان على العرف  
يعنى ہمارے علماء کا یہ ارشاد کہ بعد  
موت کلام سے قسم نہ ٹوٹے گی اس پر



فلا يلزم نفي حقيقة  
السماع كما قالوا فيمن  
حلف لا يأكل اللحم  
فاكل السمكة مع انه  
تعالى سماه لحماً طرياً۔  
بنی بیکہ قسم کی بنا عرف پر ہے تو اس سے  
یہ لازم نہیں آتا کہ مردے حقیقتہً نہیں  
ستے جس طرح ہمارے علماء نے فرمایا  
کہ جو گوشت کھانے کی قسم کھائے مچھلی کھانے  
سے حانت نہ ہو گا حالانکہ اللہ عزوجل  
نے قرآن عظیم میں اسے تر و تازہ  
گوشت فرمایا۔

اسی طرح شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث حنفی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں  
بعد ذکر مسئلہ کہ:-

”کہ اگر یکی سو گند خورد کہ کلام نہ کنم پس کلام کرد اورا بعد مردن  
او حانت نمیگردد“

اس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں:-

”بنائے ایمان بر عروت و عادت است نہ بر حقیقت“

اصل بات تو اتنی ہے جسے انکار سماع موتی سے نام کو مس بھی نہیں مگر بعض  
شروح مثل کتب خمسہ مذکورہ وغیرہ میں اس مسئلہ کی توجیہ و تاویل و وجہ و دلیل  
کچھ ایسے طور پر واقع ہوئی جس سے بنظر ظاہریے فکر غائر کچھ وہم خلالت پیدا ہو  
حضرات منکرین اور ایک یہ منکرین کیا اہل سنت کے تمام مخالفین ہمیشہ الخریق  
یتشبت بكل حشیش۔ کے مصداق ہوتے ہیں ڈوبنا سوار پکڑتا ہے اپنے صریح مفر  
سے بھی تو استدلال کر لاتے ہیں پھر جس میں بظاہر کچھ نفع کا وہم نکلتا ہو اس کا  
کتنا ہے اب احادیث صحیحہ جلیلہ جزیلیہ کے تمام قاہر یا ہر زہر ظاہر تصریحات  
سب اٹھا کر طاق نسیان پر رکھ دیں صحابہ و تابعین و ائمہ دین سلف صالحین و  
خلف کا ملین سب کے ارشادات جلیہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں احادیث اور وہ  
ارشادات ائمہ کیوں دیکھے جاتے وہاں تو انکار کی قلعی کھلتی ہے بنی مطلع علی الغیب



عند مالك ولا على النية مطلقا كما عند احمد -  
اسی کفایہ میں ہے :-

الاصل ان الا لفاظ المستعملة في الايمان مبنية على العرف عندنا  
وعند الشافعي على الحقيقة لان الحقيقة حقيق بأن يراد وعند  
مالك على معاني كلمة القرآن لانه على اصح اللغات واضمحها ولنا  
ان غرض المخالف ما هو المتعارف فيتقيد بغرضه -  
اسی میں ہے :-

سرجنا العرف على الحقيقة لان مبنی الايمان على العرف -  
اسی مستخلص شرح کنز میں کفایہ کا پہلا کلام بعینہ نقل کر کے لکھا -  
لذا في الكفاية وقد ذكر فخر الاسلام في اصوله ان جملة ما تراء  
به الحقيقة خمسة انواع وعد من جملة ما استعمال العرف الغالب  
اسی عینی شرح کنز میں ہے :-

الايمان عندنا مبنية على العرف وعند الشافعي واحمد على  
الحقيقة وعند مالك على معاني كلمة القرآن -  
بلکہ اسی فتح القدیر میں خاص ہمارے مسئلہ دائرہ کے مبنی علی العرف ہونے کی تصریح  
کی فرماتے ہیں :-

یمینہ لا ینعقد الا علی المحی لان المتعارف هو الکلام  
معہ - یعنی یہ قسم خاص حالت زندگی ہی پر  
منعقد ہوگی کہ عرف میں کسی سے بولتا  
اس کی زندگی ہی میں بات کرنے کو کہتے ہیں  
علامہ علی قاری مکی حنفی مرتبہ شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی مسئلہ کو ذکر کر کے  
فرماتے ہیں :-

لهذا منه مبنی علی ان مبنی علی الا ینشأ علی العرف  
یعنی ہمارے علماء کا یہ ارشاد کہ بعد موت کلام سے قسم نہ ٹوٹے گی اس پر



فلا يلزم نفي حقيقة  
السماع كما قالوا فيمن  
حلف لا يأكل اللحم  
فاكل السمكة مع انه  
تعالى سماه لحماً طرياً۔  
یعنی ہر قسم کی بنا عرف پر ہے تو اس سے  
یہ لازم نہیں آتا کہ مردے حقیقتاً نہیں  
سمتے جس طرح ہمارے علماء نے فرمایا  
کہ جو گوشت کھانے کی قسم کھائے مچھلی کھانے  
سے حانت نہ ہو گا حالانکہ اللہ عزوجل  
نے قرآن عظیم میں اسے تر و تازہ  
گوشت فرمایا۔

اسی طرح شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث حنفی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں  
بعد ذکر مسئلہ کہ:-

”کہ اگر بکی سو گند خور دے کہ کلام نہ کنم پس کلام کر د اور بعد مردن  
او حانت نمیگردد“

اس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں:-

”بنائے ایمان بر عرف و عادت است نہ بر حقیقت“

اصل بات تو اتنی ہے جسے انکار سماع موتی سے نام کو مس بھی نہیں مگر بعض  
شرح مثل کتب خمسہ مذکورہ وغیرہ میں اس مسئلہ کی توجہ و تاویل و وجہ و دلیل  
کچھ ایسے طور پر واقع ہوئی جس سے بنظر ظاہری فکر غائر کچھ وہم خلافت پیدا ہو  
حضرات منکرین اور ایک یہ منکرین کیا اہل سنت کے تمام مخالفین ہمیشہ الخریق  
یتشبت بکل حشیش۔ کے مصداق ہوتے ہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اپنے صریح مفر  
سے بھی تو استدلال کر لاتے ہیں پھر جس میں بظاہر کچھ نفع کا وہم نکلتا ہو اس کا  
کتاب ہے اب احادیث صحیحہ جلیلہ جزیلیہ کے تمام قاہر باہر زباہر ظاہر تصریحات  
سب اٹھا کر طاق نسیان پر رکھ دیں صحابہ و تابعین و ائمہ دین سلف صالحین و  
خلف کا ملین سب کے ارشادات جلیہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں احادیث اور وہ  
ارشادات ائمہ کیوں دیکھے جاتے وہاں تو انکار کی قلعی کھلتی ہے نبی مطلع علی الغیب



عند مالك ولا على النية مطلقا كما عند احمد -  
اسی کفایہ میں ہے :-

الاصل ان الا لفاظ المستعملة في الايمان مبنية على العرف عندنا  
وعند الشافعي على الحقيقة لان الحقيقة حقيق بأن يراد وعند  
مالك على معاني كلمة القرآن لانه على اصح اللغات واضمحها ولنا  
ان غرض المخالف ما هو المتعارف فيتقيد بغرضه -  
اسی میں ہے :-

سرجنا العرف على الحقيقة لان مبنى الايمان على العرف -  
اسی مستخلص شرح کنز میں کفایہ کا پہلا کلام بعینہ نقل کر کے لکھلا -  
كذا في الكفاية وقد ذكر فخر الاسلام في اصوله ان جملة ما ترو  
به الحقيقة خمسة انواع وعد من جملة ما استعمال العرف الغالب  
اسی عینی شرح کنز میں ہے :-

الايمان عندنا مبنية على العرف وعند الشافعي واحمد على  
الحقيقة وعند مالك على معاني كلمة القرآن -  
بلکہ اسی فتح القدیر میں خاص ہمارے مسئلہ دائرہ کے مبنى على العرف ہونے کی تصریح  
کی فرماتے ہیں :-

يمينه لا ينعقد الا على المحي  
لان المتعارف هو الكلام  
معه -  
يعنى به قسم خاص حالت زندگی ہی پر  
منعقد ہوگی کہ عرف میں کسی سے بولتا  
اس کی زندگی ہی میں بات کرنے کو کہتے ہیں  
علامہ علی قاری کی حنفی مرتبہ شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی مسئلہ کو ذکر کر کے  
فرماتے ہیں :-

لهذا منه مبني على ان  
مبنى على الايدى على العرف  
يعنى ہمارے علماء کا یہ ارشاد کہ بعد  
موت کلام سے قسم نہ ٹوٹے گی اس پر



فلا يلزم نفي حقيقة  
السماع كما قالوا فيمن  
حلف لا يأكل اللحم  
فاكل السمكة مع انه  
تعالى سماه لحما طريا۔  
بنی ہر قسم کی بنا عرف پر ہے تو اس سے  
یہ لازم نہیں آتا کہ مردے حقیقتہً نہیں  
ستے جس طرح ہمارے علماء نے فرمایا  
کہ جو گوشت کھانے کی قسم کھائے پھلی کھانے  
سے حانت نہ ہو گا حالانکہ اللہ عزوجل  
نے قرآن عظیم میں اسے تر و تازہ  
گوشت فرمایا۔

اسی طرح شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث حنفی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں  
بعد ذکر مسئلہ کہ:-

”کہ اگر یکی سو گندہ خورد کہ کلام نہ کنم پس کلام کرد اور بعد مردن  
او حانت نمیگردد“

اس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں:-

”بنائے ایمان بر عرف و عادت است نہ بر حقیقت“

اصل بات تو اتنی ہے جسے انکار سماع موتی سے نام کو مس بھی نہیں مگر بعض  
شرح مثل کتب خمسہ مذکورہ وغیرہ میں اس مسئلہ کی توجیہ و تاویل و وجہ و دلیل  
کچھ ایسے طور پر واقع ہوئی جس سے بنظر ظاہر بے فکر غائر کچھ وہم خلافت پیدا ہو  
حضرات منکرین اور ایک یہ منکرین کیا اہل سنت کے تمام مخالفین ہمیشہ الخریق  
یتشبت بکل حشیش۔ کے مصداق ہوتے ہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اپنے صریح مفر  
سے بھی تو استدلال کر لاتے ہیں پھر جس میں بظاہر کچھ نفع کا وہم نکلتا ہو اس کا  
کتاب ہے اب احادیث صحیحہ جلیلہ جزیلیہ کے تمام قاہر باہر زباہر ظاہر تصریحات  
سب اٹھا کر طاق نسیان پر رکھ دیں صحابہ و تابعین و ائمہ دین سلف صالحین و  
خلف کاملین سب کے ارشادات جلیہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں احادیث اور وہ  
ارشادات ائمہ کیوں دیکھے جاتے وہاں تو انکار کی قلعی کھلتی ہے بنی مطلع علی الغیب



کے ارشاد سے اس بزرگ خی حال پنہاں کی خبر اپنی خواہش کے خلاف ملتی ہے اقوال علماء  
 ہیں اجماع اہلسنت کے بادل گرج رہے ہیں جنہیں سن کر اختراع انکار کی چھائی  
 دہلتی ہے چار ناچار نہیں چند عبارات موہمہ کے معانی موہومہ پر ایمان لانا فرض ٹھہرا  
 خدا را انصاف اگر معاذ اللہ صورت برعکس ہوتی کہ حضرات کی طرف وہ دلائل قاہرہ  
 احادیث متواترہ و نقول اجماع اہل سنت ہوتیں اور دوسرا ان کے خلاف ایسی چند  
 عبارات سے استناد کرتا کیا کچھ نہ بکھرتے پھرتے طعن تشنیع کے رنگ نکھرتے مگر  
 اپنے لیے سب کچھ حلال ہے کیا کریں اس میں گنجائش یہیں تک مجال ہے ذلک  
 مبدغہم من العلم طرہ یہ کہ ان میں مدعیان حقیقت درکنار حضرات غیر مقلدین بھی  
 انکار سماع موتی پر مرتے جان دیتے ہیں اور نصوص صریحہ احادیث صحیحہ چھوڑ  
 کر ایسے ہی بعض عبارات موہمہ کی آڑ لیتے ہیں اب نہ عمل بالمحدث کی آن نہ  
 اتخذوا احبارہم و دہیانہم پر ایمان۔ بات یہ ہے کہ منکر صاحبوں کے یہاں  
 دین و شریعت اپنی ہواؤ ہو س کا نام ہے جہاں جیسا موقع دیکھا اسی سے کام ہے  
 ان حضرات کی عمل بالمحدث کی وہی حالت ہے جو قرآن عظیم میں اصل اصول  
 مذہب ذوالخویرہ نمیمی کے دربارہ صدقات ارشاد فرمائے کہ:۔ ومنہم من  
 یلمزک فی الصدقات فان اعطوا منہا رضوا وان لم یعطوا منہا اذا ہم  
 یسخطون ہ ارشادات حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زعم میں ان کے  
 ہوسات کو جگہ دی تو خوش ہیں بڑے متبع حدیث ہیں ورنہ خفا۔ حدیث کی طرف  
 سے رو در قباب لاکھ پکارا سمجھتے تعالوا الی الرسول کون سنتا ہے کسے قبول  
 خوبی یہ کہ سب کو چھوڑ کر جن کا دامن پکڑا ان کے کلمات میں بھی دم ماکدہ  
 پر عمل رہا طرہ تربہ کہ ان کی خود عبادتوں میں عقل و انصاف کو غور و نظر کی رخصت  
 نہ دی نہ احتمال و استدلال میں تمیز کی ہاں طالب تحقیق و صاحب توفیق براہ  
 انصاف و ترک اعتساف ادھر آئے کہ بعونہ تعالیٰ رفع حجاب و دفع اضطراب  
 تنقیح جواب و توضیح صواب کے دریا بہراتے پائے۔



فاقول بحول اللہ اصول تقریر جوابات سے پہلے چند مقدمات مفید لائق تمہید والتوفیق من اللہ العزیز الحمید۔

## مقدمہ اولی :-

فصول سابقہ میں ثابت ہو گیا کہ اہل سنت کے نزدیک روح کے لیے فنا نہیں موت سے روحوں کا مرجانا بدنہ ہیوں کا قول ہے کتب عقائد مثل مقاصد و موافقت و طوابع ادران کی شروح وغیرہ اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں یہ مسئلہ بلکہ خود روح کا جسم کے علاوہ ایک شئی ہونا ہی اگرچہ بنظر بعض الناس منجملہ نظریات تھا جس کے سبب امام اجل فخر الدین رازمی کو تفسیر کبیر میں زیرہ کریمہ: یسئلونک عن الرُّوح اس پر سترہ حجج قاطبہ کا قائم کرنا پڑا مگر قرآن و حدیث ان پر اتنے نصیر و اضحہ قاطعہ عطا نہیں فرماتے جن کا حصہ و شمار ہو سکے اور اب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ باتیں اہل اسلام میں بدہیات سے ہیں جان کا جانتا ہر ایک کی جان نہیں مگر انجان سا انجان جان کا جانا جسم سے نکلنا ضرور جانتا ہے اور سائنس ہی فائنہ و خیرات و ایصال ثواب حسنات و صدقات سے بتا دیتا ہے کہ وہ روح کو باقی و برقرار مانتا ہے تو موت حقیقتہً صفت بدن ہے نہ وصف روح و لہذا علامۃ الوجود مفسنی الوجود محمد عماری نے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر قولہ تعالیٰ :-

بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَرَمَا يَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّ رُوحَ الْإِنْسَانِ جَسْمٌ لَطِيفٌ لَا يَغْنَىٰ تَجَابُ الْبَدَنُ وَلَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ ادْرَاكُهُ وَ تَأْكُمُهُ وَالتَّذَاذُهُ۔

پھر بھی مجازاً روح مفارق عن البدن پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے۔

لہٰذا ان میں بعض دلائل کا خلاصہ عنقریب آتا ہے جن سے بعد موت بدن حیات روح

بھی ثابت ۱۲ منہ۔



کما ر شام سے اس بندہ غمی حال پنہاں کی خبر اپنی خواہش کے خلاف ملتی ہے اقوال علماء  
 میں اجماع اہلسنت کے بادل گرہ رہے ہیں جنہیں سن کر اختراع انکار کی چھائی  
 نہ ملتی ہے چار ناچل نہیں چند عبارات موہمہ کے معانی موہومہ پر ایمان لانا فرض ٹھہرا  
 خدا انصاف اگر معاذ اللہ صورت برعکس ہوتی کہ حضرات کی طرف وہ دلائل قاہرہ  
 احادیث متواترہ و نقول اجماع اہل سنت ہوتیں اور دوسرا ان کے خلاف ایسی چند  
 عبارات سے استناد کرتا کیا کچھ نہ بکھرتے پھرتے طعن تشنیع کے سنگ نکھرتے مگر  
 اپنے لیے سب کچھ حلال ہے کیا کریں اس میں گنجائش یہیں تک مجال ہے ذلک  
 مبدعہم من العلم طرہ یہ کہ ان میں مدعیان حقیقت درکنار حضرات غیر مقلدین بھی  
 انکار سماع موتی پر مرتے جان دیتے ہیں اور نصوص صریحہ احادیث صحیحہ چھوڑ  
 کر ایسے ہی بعض عبارات موہمہ کی آڑ لیتے ہیں اب نہ عمل بالمحدث کی آن نہ  
 اتخذوا اخبارہم و دہبانہم پر ایمان بات یہ ہے کہ منکر صاحبوں کے یہاں  
 دین و شریعت اپنی ہواؤ بوس کا نام ہے جہاں جیسا موقع دیکھا اسی سے کام ہے  
 ان حضرات کی عمل بالمحدث کی وہی حالت ہے جو قرآن عظیم میں اصل اصول  
 مذہب ذوالخویرہ نمیمی کے دربارہ صدقات ارشاد فرمائے کہ :- ومنہم من  
 یلمزک فی الصدقات فان اعطوا منہا رضوا وان لم یعطوا منہا اذا ہم  
 یسخطون ہ ارشادات حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زعم میں ان کے  
 ہوسات کو جگہ دی تو خوش ہیں بڑے قبیح حدیث ہیں ورنہ خفا۔ حدیث کی طرف  
 سے رو در نقاب لا کہ پکارا سمجھتے تعالوا الی الرسول کون سنتا ہے کے قبول  
 خوبی یہ کہ سب کو چھوڑ کر جن کا دامن پکڑا ان کے کلمات میں بھی دم ماکد رہا  
 پر عمل رہا طرہ تربہ کہ ان کی خود عبادتوں میں عقل و انصاف کو غور و نظر کی رخصت  
 نہ دی نہ احتمال و استدلال میں تیز کی ہاں طالب تحقیق و صاحب توفیق براہ  
 انصاف و ترک اعتساف ادھر آئے کہ بعونہ تعالیٰ رفع حجاب و دفع اضطراب  
 تنقیح جواب و توضیح صواب کے دریا بہراتے پائے۔



فاقول بحول اللہ اصول تقریر جوابات سے پہلے چند مقدمات مفید لائق تمہید والتوفیق من اللہ العزیز الحمید۔

## مقدمہ اولی :-

فصول سابقہ میں ثابت ہو گیا کہ اہل سنت کے نزدیک روح کے لیے فنا نہیں موت سے روحوں کا مرجانہ ہند ہیوں کا قول ہے کتب عقائد مثل مقاصد و مواقف و طوابع اور ان کی شروح وغیرہ اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں یہ مسئلہ بلکہ خود روح کا جسم کے علاوہ ایک شئی ہونا ہی اگرچہ بنظر بعض الناس منجملہ نظریات تھا جس کے سبب امام اجل فخر الدین رازمی کو تفسیر کبیر میں زیرہ کریمہ: یسئلونک عن الرُّوح اس پر سترہ کجج قابضہ کا قائم کرنا پڑا مگر قرآن و حدیث ان پر اتنے نصوص واضحہ قاطعہ عطا نہیں فرماتے جن کا حصہ و شمار ہو سکے اور اب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ باتیں اہل اسلام میں بدہشیات سے ہیں جان کا جانتا ہر ایک کی جان نہیں مگر انجان سا انجان جان کا جانا جسم سے نکلنا ضرور جانتا ہے اور ساتھ ہی فاتحہ و خیرات و ایصال ثواب حسنات و صدقات سے بتا دیتا ہے کہ وہ روح کو باقی و برقرار مانتا ہے تو موت حقیقتہً صفت بدن ہے نہ وصف روح و لہذا علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود محمد عمادی نے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر قولہ تعالیٰ :-

بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَرَمَا يَفِيَا دَلَالَةَ عَلَىٰ أَنَّ رُوحَ الْإِنْسَانِ جَسْمٌ لَطِيفٌ لَا يَغْتَنِي تَجَابُ الْبَدَانِ وَلَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ ادْرَاكُهُ وَ تَأْكُمُهُ وَالتَّذَاذُهُ۔

پھر بھی مجازاً روح مفارق عن البدن پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے۔

لہٰذا ان میں بعض دلائل کا خلاصہ عنقریب آتا ہے جن سے بعد موت بدن حیات روح

بھی ثابت ۱۲ منہ۔



حدیث میں ہے:-

اللَّهُمَّ رَبَّ الْأَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ وَالْأَجْسَادِ الْبَالِيَةِ الْحَدِيثَ وَلَقَدْ  
عَنْدَ ابْنِ السَّيْنِيِّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْجَبَانَةَ يَقُولُ السَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ أَتْنَهَا الْأَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ وَالْأَبْدَانُ الْبَالِيَةُ وَالْعِظَامُ النَّخْرَةُ  
الَّتِي خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِاللَّهِ مُؤْمِنَةٌ اللَّهُمَّ ادْخُلْ عَلَيْهِم  
سَاحَاتِمْكَ وَسَلَامًا مَنًّا-

علامہ عزیزی اس حدیث کے نیچے سراج المنیر میں فرماتے ہیں:-

(الارواح الفانیة، ای الفانی اجساد دُھا-

علامہ زین العابدین منادی تیسیر میں فرماتے ہیں:-

یعنی الارواح التي اجسادها فانية والاقالارواح لا تفنى-

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:-

قولہ الفانیة ای الفانیة اجسادها اذا الارواح لا تفنى

ولذا أتى بالجملة بعدها مفسرة لذلك اعنى والابدان البالية

ای فی غیر نحو الشہداء-

ان سب عبارات کا محصل یہ کہ روح پر اطلاق فانی باعتبار جسم واقع ہوا

یعنی اسے وہ روح جن کے بدن فنا ہو گئے تم پر سلام ہو ورنہ خود روح کے لیے

ہرگز فنا نہیں و لہذا دوسرے فقرے میں اس کی تفسیر فرمادی کہ گلے ہوئے بدن

یعنی عام لوگوں کے لیے کہ شہداء اور ان کے مثل خواص کے جسم بھی سلامت

رہتے ہیں-

اس کے بعد تیسیر و سراج المنیر دونوں میں ہے ان الاموات یسمعون اذا لا

یخاطبوا لا من یسمع- یعنی اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں

کہ خطاب اسی سے کیا جاتا ہے جو زندہ ہو۔



احادیث نوع اول مقصد اول پر نظر تازہ کیجئے تو وہ ایک ساتھ ان مطالب کو ادا کر رہی ہیں کہ بدن در روح دونوں پر میت کا اطلاق ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتی ہیں کہ حقیقت موت بدن کے لیے ہے روح اس سے پاک و مبرا ہے۔ مثلاً حدیث پنجم میں ارشاد ہوا کہ جو شخص مردے کو نہلاتا کفنا تا اٹھاتا دفناتا ہے مردہ اسے پہچانتا ہے پہ ظاہر کہ یہ افعال بدن پر وارد ہیں نہ روح پر اور پہچاننا کام روح کا ہے اور جب اپنے علم و ادراک پر باقی ہے تو اسے موت کہاں موت کی چھوٹی بہن نیند میں تو پہچان رہتی نہیں موت میں کیونکر رہتی۔

حدیث ۷ و ۸ و ۱۰ احادیث ۱۰ تا ۱۵ وغیرہ سب اسی طرح ان جملہ مطالب کی معامو دی ہیں کمالاً بخفی لا جرم۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں فرمایا:۔

”موت بمعنی عدم حس و حرکت و عدم ادراک و شعور جبرار و میدہ در روح را اصلاً تغیر نمیشود چنانچہ حامل قوی بود حالاً ہم ہست و شعورے دادرا کے کہ داشت حالاً ہم دارد بلکہ صاف تر و روشن تر پس ارواح را مطلقاً خواہ روح شہید یا شد یا روح عامہ مومنین یا روح کافرو فاسق یا بمعنی مردہ نتوان گفت مردگی صفت بدن است کہ شعورے و ادراک و حرکات و تصرفات کہ بسبب تعلق روح باومی اندوزی ظاہر میشدند۔ حالاً نمیشوند آری روح را بدو معنی موت لاحق میشو اول آنکہ بعد از مفارقت بدن انہ ترقی باز نہ میماند دوم بعضے تمتعات مثل اکل و شرب اندست او میروند لہذا اورا نیز در شرع حکم بموت میفرمایند مادرین امور فقط اما شہیدان راہ خدا در حقیقت این دو معنی ہم نیست بلکہ ایشان زندگانند و ائمہ در ترقی و تمتعات جسدانہ نیز از ایشان موقوف نشدہ الخ اھ۔

مختصر اسی میں ہے:۔



”جان آدمی ہر چند در شدائد و مصائب گرفتار شود بحفظ الہی محفوظ است شکستہ شدن و فنا پذیرفتن آن از محالات است و لہذا در حدیث شریف وارد است انما خلقتم للابد۔ یعنی جان آدمی کہ در حقیقت آدمی عبارت از آنست ابدی است ہرگز فنا پذیر نیست و آنچه در عرف مشہور است کہ موت ہلاک جان میکند محض مجاز است نہایت کار موت آنست کہ جان از بدن جدا شود و بدن بسبب نایافت مرئی و محافظت از ہم پاشد والا جان را فنا متصور نیست و اثبات عالم برزخ و امکان حشر و نشر یعنی بر ہمیں مسئلہ است الخ“

بالجملہ موت بمعنی حقیقی کہ بدن ہی کو عارض ہوتی ہے وہی ایسی چیز ہے کہ جسے لاحق ہو نہ ہل و معطل و معرض فساد و ملحق بالجماد کر دے موت مجازی کہ روح کے لیے ہے ان سب آفات سے پاک و مبرا ہے وللہ الحمد والمجۃ السامیۃ۔

### مقدمہ ثانیہ:-

ہر عاقل جانتا ہے کہ علم و ادراک صفت جان پاک ہے نہ وصف مشیت خاک قال اللہ عز وجل:-

ما کذب الفؤاد ما ساء علی القول المختار ان المراد برویۃ بحاستہ البصر۔

تفسیر کبیر میں ہے:-

ان الانسان شیء واحد و ذاك الشیء هو المبتدئ بالتکالیف الالہیۃ والامور الدیانۃ و هو الموصوف بالسمع والبصر و مجموع البدن لیس كذلك و لیس عضو من اعضاء البدن كذلك فالنفس شیء مغایر لجملة البدن و مغایر اجزاء البدن و هو موصوف بكل



هذه الصفات -

اسی میں بعد اقامت حج کے لکھتے ہیں :-

ثبت بما ذكرنا ان النفس الانسانية شئ واحد ثبت ان ذلك  
الشئ وهو البصر والسمع والشم والذائق واللامس والتخيل  
والتفكر والمتذكر والمشتهى والغاضب هو الموصوف بجميع الادراكات  
لجميع الدكات وهو موصوف بجميع الافعال الاختيارية والحركات الإرادية  
پھر فرمایا :-

لما كانت النفس شيئاً واحداً امتنع كون النفس عبارة عن البدن  
وكذا القوة السامعة وسائر القوى فانا نعلم بالضرورة انه ليس  
في البدن جزء واحد هو بعينه موصوف بالابصار -

والسمع والفكر ثبت ان النفس الانسانية شئ واحد موصوف  
بجملة هذه الادراكات وثبت بالبداهة ان البدن وشيئاً  
من اجزاء البدن ليس كذلك ولنقرر هذا البرهان بعبارة اخرى  
فنقول نعلم بالضرورة انا اذا ابصرنا شيئاً عرفناه واذا عرفناه  
اشتھيناه واذا اشتھيناه حركنا ابداً تنال القرب منه فوجب  
القطع بان الذي ابصر هو الذي عرف هو الذي اشتھى هو الذي  
حرك الى اخر ما اطال واطاب هذا مختصر ملنقط -

تفسیر عزیز می میں ہے :-

”جزء و اعظم جان است و شعور و ادراک و تلذذ و ذنا لم خاصه

اوست اھ ملخصاً -

اقول اس معنی پر شرع سے بھی دلائل قاطعہ قائم قرآن عظیم و اجماع عقلا و  
شاہد عدل ہیں کہ انسان سمیع و بصیر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :- ”انا خلقنا الانسان من  
نطفۃ امشاج نبتلہ فجعلناہ سمیعاً بصیراً“ اور عقلاً و نقلاً بدیہیات سے



ہے کہ انسان کی آنکھ، کان انسان نہیں تو یقیناً ثابت کہ یہ جیسے سمیع و بصیر فرمایا چشم و گوش نہیں اور باقی اعضا کا سمیع و بصیر سب سے علافہ ہوتا واضح تر تو وہ نہیں مگر روح و لہذا قرآن مجید فرماتا ہے اَم لَّهْم اَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا اَمْ لَّهْم اَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا اَمْ لَّهْم اَعْيُنٌ يَبْصُرُونَ بِهَا اَمْ لَّهْم اِذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا اَفْعَالٌ وَ سَمْعٌ بِصِرَاحٍ كِي اَصْنَفَتِ صَاحِبِ جَوَارِحِ كِي طَرَفِ فَرَاثِي اَوْ رَجْوَارِحِ پَرِ بَاثِي اَسْتَعَانَتِ اَلِي ثَابِتِ ہوا کہ فاعل و سماع و بصیر روح ہے اور بدن صرف آلہ۔

اسی طرح تمام نصوص احوال بدن کے بعد فنا کے بعد فنا کے بدن بقائے ادراکات پر شاہد ہیں جن سے جملہ کثیرہ فصول سابقہ میں گزرے سب سے ثابت کہ مدرک غیر بدن ہے ہاں کبھی مجازاً بدن کی طرف بھی بوجہ آلیت نسبت ادراکات ہوتی ہے۔

”قال الله تعالى: وَتَجِبَها اذن داعية“

معالم میں ہے: ”قال فتادة اذن سمعت وعقلت ما سمعت“

مدارک میں ہے:-

قال فتادة اذن عقلت من الله تعالى وانتفعت بما سمعت۔

یہ یہ تقدیر مجازہ عقلی ہے اور محتمل کہ مجازہ فی الطرف ہو یعنی روح پر اطلاق اذن کافی، قولہ، تعالیٰ قل اذن خیر لکم <sup>لکم</sup> جنت کی حدیث میں ہے: ما لا عین رأت ولا اذن سمعت۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب تاکید تو شوق روایت چاہتے فرماتے

ابصر عیننا، وسمع اذننا بی وعاہ قلبی۔

تفسیر کبیر میں ہے:-

التحقیق ان لا انسان جوہر، و هو الفعّال و هو الدارک و هو المؤمن و هو المطیع و هو العاصی و هذه الاعضاء آلات و ادوات له فی الفعل فاضیف الفعل الی الالة فی الظاهر و فی الحقیقة یضاف الی ذلك الجوہر۔



## مقدمہ ثالثہ :-

جب باجماع اہل حق روح کے لیے موت نہیں اور تمام کتب عقائد میں تصریح اور شرح مقاصد کی عبارت فصل دوم نوع اول مقصد سوم میں گزری کہ اہل سنت کے نزدیک جسم شرط حیات نہیں معتزلہ اس میں خلافت کرتے ہیں اور ظاہر کہ ادراکات تابع حیات ہیں کما نصرو علیہ فی شرح طوابع الانوار للعلاصۃ التفتتانی ولاصفہ آذی وشرح المواقف للسید البحر جانی۔ ولہذا ہمارے نزدیک روح موت سے متغیر نہیں ہوتی اس کے علوم و ادراکات بدستور رہتے ہیں جس کا بیان شافعی بروجہ کافی فصل مذکور میں مسطور تو روح بعد دفن فتنہ سوال یا نعیم و نکال کسی امر میں ہرگز اعادہ حیات کی محتاج نہیں کہ حیات و ادراکات اس سے جدا ہے کب ہوٹے تھے ہاں بدن ضرور محتاج ہے و جہ یہ کہ اہل سنت کے نزدیک قبر کی تنعیم یا معاذ اللہ عذاب جو کچھ ہے روح و جسم دونوں پر ہے۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں :-

عذاب القبر محلہ الروح والبدن جمیع بانفاق اہل السنۃ  
و کذا القول فی التنعیم۔

اور اس پر شرع مطہر سے نصوص کثیرہ شہیرہ متواتر دال ہیں جن کی استقصا کی طرف راہ نہیں اسی کتاب کی احادیث مذکورہ میں بکثرت اس کے دلائل ہیں اسی طرح سوال نکیز بن بھی روح و بدن دونوں سے ہے۔  
شرح فقہ اکبر میں ہے :-

لیس السؤال فی البرئۃ للروح وحدها کما قال ابن حزم وغیرہ  
وافسد منه قول من قال انه للبدن بلا روح والاحادیث الصحیحۃ  
ترد القولین۔

اور جہاد من حیث ہو جہاد سے سوال یا اسے لذت خواہ الم کا ایصال بداہتہ



محال لاجرم وقت سزاوارت و غیرہ بدن کو ایک نوع حیات کی عود سے چارہ نہیں اگرچہ ہم اس کی کیفیت جزئاً نہ جانیں۔

امام اجل ابوالبرکات نسفی عمدة الکلام میں فرماتے ہیں:-

عذاب القبر للكفارة ولبعض العصاة من المؤمنين و  
الانعام لاهل الطاعة باعادة الحياة في الجسد ان توفقت  
في اعادة الروح حق۔

امام الائتہ مالک الازمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر  
میں فرماتے ہیں:-

سؤال منكرو نكبر في قبرة حق و اعادة الروح او العبد في قبر حق  
اس کی شرح منہج الروض میں ہے:-

(اعادة الروح) ای ردها او تعلقها (الی العبد) ای جسداً بجميع  
اجزائه او بعضها مجتمعة او متفرقة (فی قبرة حق) والواد  
لمجرد الجمعية فلا یتا فی ان السؤال بعد اعادة الروح کما الحال  
اسی میں ہے:-

اعلم ان اهل القبر تنفوا علی ان الله تعالى یخلق فی المیت نوع  
حیة فی القبر و ما بت لم یولد ذر لکن اختلفوا فی ان  
یعاد الروح الیه والنقول عن ابو حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان  
الان کلامه هتابل علی اعادة الروح اذ جواب المدکین فعل  
اخباری فلا یتصو بدون الروح وفیل و یرتصو بان

امام ابن الہمام اسی فتح القدر میں فرماتے ہیں:-

الحق ان المیت المعذب فی قبرة نوضع فیہ الحیة بقدر ما یحس  
الاحم والبنیة لیست بشرط اهل السنة حتی لوکان متفرقا الاجزاء  
بحیث لا تتمیز الاجزاء بل هی مختلطة بالتراب فعذب جعلت



الحياة في تلك الاجزاء التي لا يأخذها البصرو ان الله على ذلك  
لقدبر والخلاف، فيدان كان بناء على انكار عذاب القبر امكن  
والا فلا يتصور من عاقل القول بالعذاب مع عدم الاحساس۔  
پھر روح کی نسبت آوا پر واضح ہو چکا کہ اس کی حیات مستمرہ غیر منقطعہ ہے  
مگر بدن کے لیے بعد عود بھی استمرار ضرور نہیں کہ وہ ایک تعلق خاص بمقصد خاص ہوتا  
ہے جس کے انصرام پر اس کا انقطاع بجا ہے۔  
امام بدر عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں بجواب معتزلہ دلائل اثبات  
عذاب قبر میں فرماتے ہیں۔

لنا آیات احدا كما قوله تعالى النار يعرضون عليها غدوا وعشيا  
فهو صريح في التعذيب بعد الموت، الثانية قوله تعالى ربنا امتنا  
اثنتين واجبتنا اثنتين، فان الله تعالى ذكر الموت مرتين  
هما لامة تحققان، الا ان يكون في القبر حياة وموت حتى تكون  
احدى الموتين ما يفصل عقيب الحياة في الدنيا والاخرى  
ما يتحصل، عقيب الحياة التي في القبر

شرح الصدور میں بدائع سے ہے۔

نقلت عن خط القاضي ابي يعلى في تعاليفه لا بد من انقطاع  
عذاب القبر لانه من عذاب الدنيا والدنيا وما فيها منقطع  
فلا بد ان يلحقهم الفناء والبلا ولا يعرف مقدار مدة ذلك۔

پھر فرمایا:۔

قلت ودليل هذا ما اخرج هناد بن السرى في الزهد عن  
مجاهد قال للكفار هجعة يحدو ذ فيها طعام للوم حتى يوم  
القيامة فاذا صيح باهل القبور يقول الكافر يويلنا من  
بعثتنا من مرقدنا فيقول المؤمن الى جنبه هذا ما وعد



الرحمن وصدق المرسلون۔

## مقدمہ رابعہ:-

سمع وبصر لفظاً و عرفاً ادراك الوان و اصوات و اصوات بحاشہ چشم و گوش کا نام ہے  
قاموس میں ہے:-

السمع حركات الاذن۔

اسی میں ہے:-

البصر محركات حركات العين۔

اسی طرح تاج العروس میں محکم سے ہے۔ صحاح جوہری و مختار لازمی میں ہے:-

البصر حاسة الرؤية۔

مصباح المنیر میں ہے:-

البصر النور الذي تدرك به المجارحة۔

اسی میں ہے:-

رأيت الشيء رؤية البصر حاسة البصر۔

اسی معنی پر مواقف و شرح مواقف میں فرمایا:-

انما يحصل الادراك السمعي بوصول الهواء الى الصماخ۔

اور شارح نے مباحث نظر میں ذکر کیا:-

الادراك بالبصر يتوقف على امور ثلثة مواجهة البصر لتقلب

له ای للبصر نقاد سبب المنطیع فی نحو مرآة علی القول بالانطباع اما علی القول بخروج الشئ

فمقابلہ المیصر حاصلۃ فی الوجہین لاجل الانعکاس اقول دلیل اثنتا الفقهاء الی القول بالانطباع

دان بقولوا کون الابصار یہ وذلک لانهم صرحوا ان الرجل اذا رای فرج امرأة دہی فی الماء

ثبت حرمة المصایرة ولورأی فرجہا فی الماء لانه دہی جارحۃ لم تثبت لانه علی (باقی بر صفحہ آئندہ)



المحذقة نحوه طلباً لروئيه، وإزالة الغشاوة المانعة من الإبصار  
 اور اس کا اطلاق ہے واسطہ حوارح و آلات ادراک تام جزئیات مذکورہ خواہ غیر مذکورہ  
 بروجہ جزئی مخصوص پر بھی کیا جاتا ہے یہاں نہ مدرک بالفتح میں صوت دلوں و صند  
 کی تخصیص ہے نہ مدرک بالکسر میں آلات جسمانی کی قید۔  
 روز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے اور اس کا کلام نہیں گے  
 اور وہ اور اس کی صفات اعراض سے پاک ہیں اور مولیٰ عزوجل سمیع و بصیر علی الاطلاق  
 ہے اور آلات و حوارح سے منزہ مصباح میں ہے۔  
 سمع الله قولك علمه۔

مجمع البحار میں ہے:-

البصير تعالى بشاهد الاشياء ظاهرها وبخافيها من غير  
 جارحة والبصر في حقه تعالى عبارة عن صفة يتكشف بها  
 كمال نفوت المبصرات۔

منح الروض میں ہے:-

السمع صفة تتعلق بالمسموعات، والبصر صفة تتعلق بالمبصرات  
 فيدرك ادراكاً تاماً لا على سبيل التخيل والتوهم ولا على طريق  
 تأخير حاسة ووصول هواء۔

اسی اطلاق پر مواقع و شرح میں فرمایا:-

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) الاول رأی فرجہاد علی الثانی انما رأی شجہ لا نفسہ کما فی الخاتیۃ  
 وغیر ما قلوا بالانعکاس لکان رأی نفس الفرخ فی الصور یمن فلیحفظ فانی لم ار من منہ علیہ  
 ثم رأیت المحقق بنہ علی بنی فتح القدیرو لشد الحمد ۱۲ منہ۔

لہ اقول عند المطلب خرج وفاقاً فلیس من شرط الرویۃ طلبها والمراد بالانزلة العدم اصلها  
 او طارنا مفعول الرائی او غیرہ ۱۲ منہ۔



الثانية شبهة المقابلة وهي ان شرط الرؤية كما علم بالضرورة  
من التجربة المقابلة اوصاف حكمها نحو المهرى في المرأة و  
انها مستحيلة في حق الله تعالى لتزهد عن المكان والجمعة و  
الجواب منع الاشتراط -

امام نسفي مصنف كافي مذکور نے عمدۃ الکلام میں فرمایا :-

قالوا من اشتراط المقابلة وغيره يبطل برؤية الله تعالى ابانا

روح ملاصق بالبدن كاسمع وبصر بروجه اول ہے اور مفارق كالتفيل دم  
كل ذلك على الاغلب الا ضربا يحس الملاصق بنوره كما في  
كشوف الاولياء والمفارق بالالات الدائمة كما في  
الانبياء عليهم الصلاة والسلام بمعنى المفارقة فيهم طريان لفراق الى تحقيقا  
اور اس معنی سے انکار کی منکران سماع موتی کو بھی گنجائش نہیں کہ آخرت و بیت جنت و  
نار و نعیم و عذاب و سماع و کلام ملائکہ ماننے سے چارہ کہاں اور جب جسم معطل اور  
آلات مختلف تو یہی معنی ظاہر و عیاں و سیاقی تفصیلہ عن قریب انشاء القریب  
اور یہاں ایک تیسرے معنی مجازی اور ہیں یعنی رائی و مرئی و سامع و مسموع میں بر وجه  
آیت واسطہ ہونا اور صور جنہ ثیہ کا مدرک تک پہنچانا یہ اس وقت مراد ہوتے ہیں جب  
سمع و بصر بدن کی طرف مضاف ہوں کما بیناہ فی المقدمة الثانية خواہ بر وجه  
اثبات اور یہ ظاہر ہے خواہ بضمن سلب جہاں سلب مقتصرنا مستمر ہے لتضمنہ  
الاثبات کمالاً یخفی -

تقدم خاصہ انسان کی تحقیق کیلئے

### مقدمہ خامسہ :-

قرآن و احادیث خصوصاً شرعیہ و محاورات عرفیہ سب میں انسان کی طرف  
صفات روح و جسم دونوں نسبت کی جاتی ہیں :-

قال الله تعالى ولقد خـلـقنا الانسان من سـلـة من طين ثم



جعلته نطفة في قرار مكين الى قوله سبحانه وتعالى الله احسن  
 الخلقين ه وقال عز وجل واذا قال ربك للملائكة اني خالق بشرا  
 من صلصال من حمأ مسنون ه فاذا سويته ونفخت فيه من روحي  
 فقعراله سبحانه ه وقال تبارك اسمه انا خلقتهم من طين لا زيب  
 وقال جل جلاله يا ايها الناس ان كنتم في ريب من البعث انا  
 خافكم من تراب لم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخاطة  
 وغير مخلقة لتبين لكم ونفخ في الارحام ما نشاء الى اجل مسمى الآية  
 پر ظاہر کہ کھنکھاتی چپکتی خمیر کی ہوئی مٹی پھر پانی کے قطرے پھر خون کی بوند پھر گوشت  
 کے لوتھر سے بنا رحم میں ایک مدت معین تک ٹھہرنا ٹھیک ہونے کے بعد  
 اس میں روح کا پھونکا جاتا یہ سب احوال و اطوار بدن کے ہیں اور انسان کی طرف  
 نسبت قرآنی۔

وقال عز وجل انزلنا انزالا من السماء ماء فاصولوا  
 وقال تعالى شاناه بحسب الانسان ان ينجم عظامه بلى  
 فادرك على ان نسوى بزمانه بل يريد الانسان ليفجرا ما  
 بسئل اتيان يوم القيمة الى قوله جل ذكره بقول الانزال  
 يومئذ ابن المفضة الى قوله جللت عظمته بنبأ الانسان يومئذ  
 بما قدّم واخو جل الانسان على نفسه بصبرة ولو الفى صراخا  
 واضح ہے کہ تکالیف شرعیہ سے مخاطب ہونا اور ظلم و جہل و حسان دارادہ  
 و سوال و کلام و اعلام و معرفت و معذرت یہ سب صفات و افعال روح سے ہیں۔  
 یونہی فحور بھی قال عز وجل و نفس وما سورها فالهدها فبوسها ارتقوا بها  
 انہیں بھی انسان کی جانب اضافت فرمایا بلکہ ایک ہی آیت میں دونوں قسم کے

لہ خصوصاً اخیر کہ غیر بدن کے لیے کسی طرح محل نہیں ۱۲ منہ۔



امور اس کے لیے مذکور قال عن شاذ اننا خلقنا الانسان من نطفة امش  
 نبتليه فجعلنه سميعا بصيرا مرد و زن کے ملے ہوئے نطفے سے بدن  
 تکلیف و آزمائش روح کی ہے اور وہی شنوا و بینا و قال تعالیٰ ذکرہ اول  
 الانسان انما خلقته من نطفة فاذا هو خصيم مبين و ضرب لنا  
 ونسی خلقه الاية رویت و علم شان روح ہے اور نطفے سے پیدائش بد  
 پھر خصوصیت و مثل زنی و نسیان احوال روح اور ضمیر انجبر نے پھر تخلیق نطفہ  
 جانب بدن مراجعت کی یہی سب محاورات عرف عام میں شائع اب چار و  
 سے خالی نہیں یا تو انسان محض بدن ہے یا مجرد روح یا ہر ایک یا مجموعہ احتمال  
 تو بدیہتہ مدفوع ہر عاقل جانتا ہے کہ اس کے بنی نوع کا ہر فرد اور وہ خود ایک  
 انسان ہے نہ یہ کہ ہر شخص میں دو انسان ہوں ایک روح ایک بدن و لہذا  
 طرف کسی کا ذہاب معلوم نہیں ثلثہ باقیہ مذاہب معروفہ ہیں اول اکثر متکلمین کا خیال  
 ہے اور ثانی امام رازی وغیرہ کا مفاد مقال اور ثالث خود انہیں امام جلیل و دیگر  
 اکابر کا ارشاد جمیل تفسیر کبیر میں ہے:-

اما القائلون بان الانسان عبارة عن هذه البنية المخصوصة  
 وعن هذا الجسم المحسوس فهم جمهور المتكلمين وهذا القول  
 عندنا باطل و ذکر علیہ حججاً الی ان قال الحجة الخامسة  
 ان الانسان قد يكون حياً حال ما يكون البدن ميتاً والدلیل  
 قوله تعالى ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتاً بل  
 احياء فهذه اقص صريح في ان اولئك المقتولين احياء والحس  
 يدل على ان هذا الجسم ميت الحجة السادسة قوله  
 تعالى النار يعرضون عليها وقولهم اقموا فادخلوا ناراً و  
 قوله عليه الصلاة والسلام القبر روضة من رياض الجنة  
 او حفرة من حفرة النار كل هذه النصوص يدل على ان



الا انسان يبقى بعد موت الجسد الحجة السابعة قوله صلى الله  
 تعالى عليه وسلم اذ حمل الميت على نعشه رفرت روحه فوق  
 النعش ويقول يا اهلى ويا ولدى (الحديث) النبى صلى الله تعالى  
 عليه وسلم صرح بان حال ما يكون الجسد على النعش يبقى  
 هناك شئ ينادى ويقول جمعت المال من حله وغيره  
 ومعلوم ان الذى كان الاهل اهلاله وكان جامعاً للمال  
 وبقي في رقبته الويال ليس الا ذاك الانسان فهذا تصریح  
 بان في الوقت الذى كان الجسد ميتاً كان الانسان حياً  
 باقياً فاهما الحجة الثامنة قوله تعالى: يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ  
 ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً وَالْخَطَابُ انما هو حال  
 الموات فدل ان الذى يرجع الى الله بعد موت الجسد  
 يكون حياً راضياً وليس الا الانسان فدل ان الانسان يبق  
 حياً بعد موت الجسد الحجة العاشرة جميع فرق الدنيا  
 من الهند والروم والعرب والعجم وجميع ارباب الملل و  
 النحل من اليهود والنصارى والمجوس والمسلمين يتصدقون  
 عن موتاهم ويدعون لهم بالخبر ويذهبون الى زيارتهم  
 ولولا انهم بعد موت الجسد بقوا احياء لكان التصديق  
 والدعاء والزيارة عبثاً فيدل ان فطرته لهم الاصلية شاهد  
 بان الانسان لا يموت بل يموت الجسد الحجة السابعة عشرة  
 ان الانسان يجب ان يكون عالماً والعلم لا يحصل الا في  
 القلب فيلزم ان يكون الانسان عبارة عن الشئ المورود  
 في القلب او شئ له تعلق بالقلب اهر ملتقطاً  
 ملخصاً.



امام الطریقہ بحر الحقیقہ سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات  
مکیہ شریف میں فرماتے ہیں:-

لیس فی العلوم اصعب، تصویراً من هذه المسألة فان الادواح  
طاهرة بحكم الاسل والاسسام وقولها كذا لك طاهرة بما  
فطرت عليه من تسليم خالقها وتوحيده ثم باجتماع  
الجسم والروح حدث اسم الانسان وتعلق به التكليف و  
ظهرت منه الطاعات والمخالفات الخ -

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البیواقیۃ  
والجواہر میں امام ابو طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:-  
الانسان عند اهل البصائر هذا المجموع من الجسد والروح بما فيه من المعاني  
امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ:-

فی سورة النحل خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصيم مبين

فرماتے ہیں:-

اعلم ان الانسان مركب من بدن ونفس فقوله تعالى خلق الانسان من  
من نطفة اشارة الى الاستدلال ببدنه على وجود الصانع الحكيم  
وقوله تعالى فاذا هو خصيم مبين اشارة الى الاستدلال باحوال نفسه على وجود الصانع  
اقول وبالله التوفيق آيات کریمہ قرآن اعظم و محاورات عامہ شائعہ تمام عالم کے  
ملاحظہ سے بنگاہ اولین ذہن میں منقش ہوتا ہے کہ جسے انسان کہتے اور زبید و عمر و اعلام  
یا من و تو ضمائریا این دآن اسمائے اشارہ سے تعبیر کرتی ہیں اس میں روح و بدن دونوں  
ملاحظہ ہیں ایک یکسر معزول ہو ایسا ہرگز نہیں اب خواہ یوں ہو کہ ہر ایک نسخ حقیقت انسانی  
میں داخل و جزو حقیقی ہو یا یوں کہ ایک سے نجوم ہر حقیقت اور دوسرے کو معیت شریعت  
مگر ساتھ ہی غفل و نقل کی طرف نظر کیجئے تو ان کا اجماع و طباق دیکھتے ہیں کہ انسان  
ایک شے مددک عاقل فہم مرید مکلف مخاطب من اللہ تعالیٰ ہے اور یہ صفات



اس کے لیے حقیقت ثابت ہیں نہ کہ موصوف بالذات کوئی شے غیر ہو اور اس کی طرف بالبتبع بالعرض نسبت کیے جاتے ہوں اس میں دو واضح امر کی طرف التفات کرتے ہی منجلی ہو گیا کہ جس طرح قولین اولین میں تجرد و محض یعنی بشرط لا شے مراد لینا کسی عاقل سے معقول نہیں اگر ہے تو لا بشرط اور یہ بھی مقبول نہیں کہ روح و بدن میں کوئی لحاظ سے بالکل معزول نہیں اور قول اول کو اصلاً قابل قبول نہیں کہ انسان عاقل ہے اور ابدان ذوی العقول نہیں انسان مالک و متصرف ہے بدن کی طرح آلہ و معمول نہیں یونہی یہ بھی روشن ہو گیا کہ قول اخیر میں مجموع سے مراد مرتبہ بشرط شے ہے نہ ترکیب نفس حقیقت و نہ انسان عاقل و مدرک نہ رہے کہ مجموع مدرک و نامدرک نامدرک ہے اور لازم آئے کہ آیات و محاورات عامہ خواہ بدنیات ہوں جن میں موصوف بصفات جسم کو انسان کہا گیا یا روحیات جن میں صفات نفس سے انسان کو متصف کیا خواہ جامعات جن میں دونوں کو اجتماع دیا سب یکسر حقیقت سے معزول اور مجاز پر محمول ہوں کہ اب انسان نہ روح ہے نہ بدن بلکہ شے ثالث ہے لاجرم مجموع کا محمل اول مراد نہیں ہو سکتا۔

ومن الدلیل علیہ قول الامام ابی طاہر بما فیہ من المعانی ثانیاً  
کان لعاقل ان ینوہم دخول الاعراض فی قوام جوہر و انما المراد  
الدخول فی المحاذ و کذا انصیص الامام الرازی علی الترتیب مع اعطائه سارا

رہا محمل دوم اس میں بھی دو احتمال ہیں قوام روح سے ہو اور بدن بشرط یعنی انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہو یا بالعکس یعنی بدن متعلق بہ الروح کا ثانی بھی اس مقدمہ مذکورہ واضحہ سے مدفوع کہ انسان عاقل مخاطب بالاصالت ہے نہ بالبتبع تو بفضل اللہ تعالیٰ عرش تحقیق مستقر ہو گیا کہ مختار و منصور وہی قول اخیر بایں معنی و تفسیر ہے اور قول ثانی بھی اس سے بعید نہیں کہ جب قوام جوہر میں صرف روح ہے تو انسان روح ہی کا نام ہو ملحوظ بلحاظ تعلق ہونا اسے روح ہونے سے خارج نہیں کرتا نہ ان عبارات میں لحاظ تعلق سے قطع نظر مذکور تو اس کا اسی قول منصور کی طرف ارجاع میسر و لہذا



امام اجل فخر الدین رازی نے با آنکہ بارہا روح ہی کے انسان ہونے پر تسجیل و تنقیح فرمائی خود ہی انسان کے روح و بدن سے مرکب ہونے کی تصریح فرمائی۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں جہاں وہ عبارت لکھی کہ :-  
 ”جان آدمی کہ در حقیقت آدمی عبارت از ان است“

وہیں اسی کی شرح یوں ارشاد کی :-

”تفصیل میں اجماع آنکہ آدمی مرکب از دو چیز است جان و بدن جنود

اعظم جان است کہ تبدیل و تغیر در ان راہ نمی باید و بدن بمنزلہ لباس است کہ  
 اختلاف بسیار در وی راہ می یابد اھ مختصراً“

پھر روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے ایک تعلق دنیوی بحال بیداری دوسرا بحال  
 خواب کہ من وجہ متعلق من وجہ مفارقت تیسرا برزخی چوتھا اخروی۔

روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے

وجعلہا فی شرح الصدور عن ابن القیم خمسۃ حیث قال للروح  
 بالبدن خمسۃ انواع من التعلق متغایرة الاول فی بطن الام لتا  
 بعد الولادة الثالث فی حال النوم فلہا بہ تعلق من وجہ مفارقت  
 من وجہ الرابع فی البرزخ فانہا وان کانت قد فارقت بالموت  
 فانہا لم تفارق فراقا کلیا بحیث لم یبق لہا الیہ التفات الخاس  
 بہ یوم البعث وهو اکمل انواع التعلقات ولا نبتہ لما قبلہ  
 الیہ اذ لا یقبل البدن معہ موتا ولا نوماً ولا فساداً و  
 تبعہ القاری فی منع الروض۔

اقول الکلام فی الانواع المتغایرة ولا ینظر للتعلق الرئی  
 تغایر مع الذی بعد الولادة فان کلہما نعلۃ الاتصال المحض  
 والتدبیر والتصرف الناقص بخلاف النومی فلا یتحصن  
 للاتصال والبرزخ فلیس مع ذلک تعلق التدبیر والاخری  
 فلا نقص فیہ اصلاً فیتحصل النقیم فکذا التعلق اما



متمحض للاتصال اولا الاول ان كمل بحيث لا يقبل الفراق  
فاخروى والا فدينوى يقضى والثانى ان كان تعلق تدبير فنى  
اولا فبرزخى فان قيل ليس يستعمل الجنين الآلة وجوارحه  
فى الاعمال والادراك مثل المولود قلت لا يستعملها المولود  
من ساعته كالغيطم ولا الفطيم كاليافع ولا اليافع كمن  
بلغ اشده ولا كمثله الشيخ الهم ثم الفانى  
فليجعل عامة ذلك تعلقات متغسيرة  
فاقهر

ان میں جس طرح اعلیٰ واکمل تعلق اخروى ہے جس کے بعد فراق کا احتمال ہی نہیں  
یونہی ادون و اقل تعلق برزخى ہے کہ باد صفت فراق ایک اتصال معنوى ہے مگر قرآن عظیم  
و حدیث کریم کے نصوص قاطعہ شاہد عدل ہیں کہ اس قدر تعلق بھی بقائے انسانیت کے  
لیے بس ہے بلاہتہ معلوم کہ قبر میں تنعیم یا معاذ اللہ تعذیب جو کچھ ہے اسی انسان ہی  
کے واسطے ہے جو اپنی حیات دنیوی میں مومن و مطیع یا معاذ اللہ کافر و عاصی تھا  
نہ یہ کہ طاعت و ایمان تو انسان نے کیے اور نعمت مل رہی ہے کسی غیر انسان کو یا کفر و  
غصیاں انسان سے ہوئے اور عذاب ہوتا ہو کسی غیر انسان پر اسی طرح وہ تمام حج و صغہ  
جو ابھی تفسیر کبیر سے بعد موت بقا و حیات انسان پر گزریں مع اپنے نظائر کثیرہ کے اس  
مدعا کی کفیل ہیں تو ثابت ہوا کہ حقیقت انسان یہی جو تعلق ملحوظ ہے مطلق و مرسل ہے  
کسی طرح کا ہو۔

اما ما قال الامام ابو طاهر بعد ما اسلفنا نقله من انه اذا  
بطلت صورة جسدہ بالموت ونهالت عنه المعانى بقبض  
روحہ لا يسمى انسانا فاذا جمعت هذه الاشياء اليه  
بالاعادة ثانيا كان هو ذلك الانسان بعينه الا ترى  
ان الجسد الفارغ من الروح والمعانى يسمى شعبا وجشة ولا



يسمى انسانا وكذا ذلك الروح المجرد لا يسمى انسانا الخ.  
فأقول ليس يريد رحمه الله تعالى ان الانسان يبطل بالموت  
وان الذي في البرزخ من لدن الموت الى حين البعث ليس انسانا  
ومعاذ الله ان يريداه وهو قول اهل البدع ومصادم للقواطع  
وكيف يجوز ان لا يكون الروح البرزخي المتصل بالبدن انسانا  
في فراق انسانا ومعلوم قطعاً ان الانسان هو الذي كان  
امن وكفرا واحسن وفجروا بدعي ان غير الانسان افي نعم  
من لم يعمل ويعذب من لم يعص والله تعالى يقول عنهم  
نويلنا من بعثنا من مرقدنا فافادان المبعوثين في الخسر  
هم الراقدون في القبر ومعلوم ان المحشورين في العقابي هم  
الكائنون في الدنيا قال الانسان هو في الدارين الثالث لم يزل  
عن انسانية ولم ينسلخ عن حقيقته وقال تعالى الناس يعرفون  
عليها وانما اعاد الضمير الى الناس المذكورين فهم المعرضون  
على الناس لا غيرهم وقال تعالى قتل الانسان ما اكفر الى  
قرله عز وجل ثم اماته فافبره فلا قبور بعد الاماته  
وقد ارجع الكناية فيه الى الانسان فثبت ان الميت المقبور  
ليس الا الانسان وبالجمله ففي الدلائل على هذا كثرة لا مطمع  
في احاطتها وانما اراد التنبيه على ان الانسان ليس بمجرد  
اللتماظ عن شيء من الروح والبدن فالجسد اذا بطلت صورته  
بالموت ونشأت عنه المعاني بخروج الروح عنه لا يسمى ذلك الجسد  
الفارغ انسانا وقد كان يسمى قبله عرفا لمكان الاتصال كما  
سيأتي وكذا الروح المجرد من حيث هو مجرد لا يسمى انسانا  
وانما الانسان المجموع اعني الروح الملاحون بالحقاظ



الاتصال اعم من ان يكون دنوبيا او اخويا او بدنيا خيرا  
هكذا ينبغي ان يفهم هذا المقام والله سبحانه وتعالى  
الانعام -

یہ تحقیق حقیقت و مصداق انسان میں کلام نقاب آیات و محاورات مذکورہ کی  
طرف چلیے جب انسان در روح ہر ایک کا انسان جدا گانہ ہونا بدایت باطل ہو چکا تو اب  
اقوال ثلثہ سے کوئی قول لیجیے آیات و محاورات بدنیہ و روحیہ سے ایک میں تجزہ اور  
جامعہ میں استخدام ماننے سے گریز نہ ہوگی کمالا مخفی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نہ مفسرین ان میں  
کیسے استخدام مانتے ہیں نہ اہل عرف ان میں کسی کلام کو حقیقت سے جدا جانتے ہیں تو وجہ  
یہ کہ وجہ شدت اختلاط گو یا روح و بدن شے واحد ہیں بلکہ روح خفی و نظری ہے اور  
بدن محسوس و مرئی اور اشراق شمس روح نے بدن پر حیات کی شعاعیں ڈال کر اسے  
اپنے رنگ میں رنگ لیا جس طرح دیکھنے کو ملے کو اس کے ہر ذرے میں آگ کی

صلی قال بعض العلماء ان الاستخدام بهذا المعنى لم يقع في القرآن العظيم أصلا نقله الامام السيوطي  
في الاتقان قال وقد استخرجت بقرينة آيات وذكر نبيا الاولي الى امر الله فلا تستعجلوه امر الله محمد صلي  
الله تعالى عليه وسلم كما أخرجه ابن مردويه عن طريق الضحاك عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما  
الضمير له مراد به قيام الساعة والعذاب والثانية ولقد خلقنا الانسان من سلتة من طين المراد  
به آدم ثم أعاد الضمير عليه مراد به دلالة فقال ثم جعلته نطفة قال دهي اظهر ما دلالة لا تسألوه عن  
اشياء ان تبد لكم تسؤكم ثم قال قد سألنا قوم من قبلكم اي اشياء واخره هذا المنحصر كلام السيوطي  
اقول وقد استخرجت مثالين آخرين الاول قوله عز وجل احصنت فرجها فنفخنا فيه  
الفرج فرج المرأة والضمير للفرج بمعنى فرج الجيب على ما عليه المحققون والآخر ذكرته في  
رسالتى الزلال الاتقى من بحر سبقة الاتقى التى ذكرته فيما تفسير قوله عز وجل  
ويجنبها الاتقى ۱۲ منه



سراپتہ نے انا اللہ ہارکنے کا مستحق کر دیا اب اسے آگ ہی کھا جاتا ہے یونہی جسم کو انا انسان کا دعویٰ پہنچتا ہے۔ ہم ستاد کیقتا بوتا چلتا پھرتا کام کرتا بدن ہی کو دیکھتے ہیں حالانکہ مدرک و فاعل روح ہے اور بدن آلہ لہذا بدن پر اطلاق انسان حقیقت اس حریفہ قرار پایا اور وہی تمام صفات و افعال کا منسوب الیہ ٹھہرا اور قرآن عظیم بھی مطابقت عرف پر اترا قال تعالیٰ انہ لحن مثل ما انکم تنطقون اب نہ تجوز ہے نہ استغلام نظیر اس کی رأیت زید ہے۔ زید را دیدم۔ زید کو دیکھا حالانکہ زید اگر چہ اس سے بدن ہی مراد لیجئے مگر گزشتہ میں مرئی صرف رنگ و سطح بالائی ہے اور وہ قطعاً نہ روح زید ہے نہ بدن مگر شدت اتصال کے باعث اسے زید زید کہتے ہیں اور ہرگز اس میں تجوز و مخالفت حقیقت کا تو ہم بھی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر کوئی زید کے رنگ و سطح کو یونہی دیکھے اور قسم کھائے میں نے زید کو نہ دیکھا قطعاً کاذب سمجھا جائے گا لاجرم تفسیر کبیر میں روح کے غیر جسم ہونے پر کلام واسع و مشبع لکھ کر فرماتے ہیں:-

اعلم ان اکثر العارفين المكاشفين من اصحاب الیونان  
و ارباب المكاشفات والمجاهدين مصرود علی هذا القول  
جانر منو بهذا المذهب واحتج المنكرون بقوله تعالیٰ من  
ای شی سلفه من نطفه هذا نصیریح بان الانسان مخلوق

۱۔ عرف تو عرف اس قدرت اختلاط عدم تمایز بخیر اتحاد نے سفلی سے فلا سڈ کو دھوکا دیا جو ہمیشہ بدین کے نام پر جان دیتے اور فضول تعققات کو تحقیق جانتے ہیں وہ بھی کہاں خاص مقام تحدید میں انسان کی تعریف کر بیٹھے حیوان ناطق حالانکہ حیوانیت بدن کے لیے ہے کہ وہی جسم نامی ہے اور ناطق و مدرک روح بلکہ خود حیوان ہی کی تعریف میں بھی خلط ہے جسم نامی محرک بدن ہے اور حساس و مرید روح ۱۲ منہ۔



والنطفة وإنه يموت ويدخل القبر ولو لم يكن عبارة عن  
الجنة لم تكن الأحوال المذكورة صحيحة والجواب أنه لما  
كان الإنسان في العرف والظاهر عبارة عن هذه الجنة  
اطار عليه اسم الإنسان في العرف، اه مختصراً .

أقول وهذا الجواب من سما أقدم قدامه حيث قال  
 فان قالوا هذه الآية حجة على ما لا الله تعالى قال ولقد  
 خلقنا الانسان من سلاله من طين وكلمة من اللبعض  
 وهذا يدل على ان الانسان بعض من ابعاض الطين قلنا  
 كلمة من اصلها لا ابتداء الغاية كفواك خرجت من  
 البصرة الى الكوفة فقول له تعالى ولقد خلقنا الانسان من  
 سلاله من طين هـ يقتضى ان يكون ابتداء خلق الانسان  
 حاصل من هذه السلاله ونحن نقول بموجبه لانه تعالى يستوى  
 المزاج اولاً ثم ينفخ فيه الروح فيكون ابتداء تخليفه من السلاله  
 قلت وقد يستانس له بقوله تعالى وبداء لى الانسان  
 من طين هـ فافهم -

بالجملہ خلاصہ بحث یہ ہو کہ طلاق انسان کے لیے دو حقیقتیں ہیں ایک حقیقت  
اصلیہ دقیقہ یعنی روح متعلق بالبدن اگرچہ متعلق بہ زخمی دوم حقیقت مشہورہ عرفیہ یعنی  
بدن اور اکثر متکلمین کے زعم میں یہی حقیقت اصلیہ ہے اور اگر غرابت فن سے قطع نظر  
مکر کے ان کا کلام انسان عرفی پر محمول کریں تو وہ بھی صحیح ہو سکتا ہے و بالآخر  
التوفیق۔

مقدمہ سادہ:۔

اقول:- صفات بدن دو قسم ہیں اہلیہ کہ خود بدن کے لیے حاصل اور



تبیینہ کہ حقیقتہً صفات روح ہیں اور بدیہہ انخاد مذکور بدن کی طرف منسوب جیسے علم و سمع و بصر و ارادہ و فاعلیت افعال اختیار یہ وغیرہ معرفت میں اگرچہ انسان نام بدن کھڑا مگر صفات تبعیہ کی اس کی طرف اضافت مشروط بشرط حیات ہے بعد موت بے عود حیات بدن خالی کو شرعاً عرفاً لغتہً کسی طرح سمیع بصیر مرید فاعل عامل نہیں کہتے کہ یہ نسبتیں اسی اتصال سریانی پر مبنی تھیں جس نے روح و بدن کو عرفاً امر وحدانی کر دیا تھا جب وہ مسلوب ہوا کشف محبوب ہوا صفات تبعیہ حق بقدر رسید ہو کر اپنے مرکز کو گئیں اور اس تودہ خاک کی اپنی اصل حالتیں ظاہر ہوئیں نظیر اس کی وہی صحبت آتش و انگشت ہے کولا کالا کھنڈا تاریک تھا اور نار و خانی گرم و سرخ و روشن جب تک آگ کی سرایت سے دہک رہا تھا اس کے اپنے عیوب چھپے ہوئے تھے آگ ہی کے اوصاف سے موصوف ہوتا جب آگ جدا ہو کر ان ہوئی وہی اصل حقیقت عیاں ہوئی تو ایمان اگرچہ عرف پر مبنی ہیں اور عرفا انسان خواہ بلفظ انسان و بشر و آدمی تعبیر کیا جائے یا علام و ضماثر و اسمائے اشارہ سے اس کا معبر عنہ یہی بدن ہوتا ہے مگر بنظر تقسیم مذکور امور مخلوق علیہا کی طرف نظر ضرور اگر صفات اصلیہ پر مفصود ہو جیسے اٹھانا بٹھانا نہلانا وغیرہ تو کچھ حالت حیات کی تخصیص نہ ہوگی کہ نفس بدن ان کا صالح ہے اور اگر صفات تبعیہ پر موقوف ہو جیسے خطاب و اعلام و افہام و کلام تو ضرورۃً متعبد بحال حیات رہے گا کہ بغیر اس کے بدن ان کا صالح نہیں بالجمہ انسان کا عرفاً بدن میں حقیقت ہوتا اور معنی حقیقی عرفی میں استعمال کیا جاتا نہ ہمارے مقتضی نہیں کہ وہ کلام بدن کی ہر حالت کو مشتمل رہے یا بعض احوال پر اقتصار کے باعث حقیقت عرفیہ سے منسلخ ہو کر کسی اور معنی پر محمول بنے بلکہ وہی مراد ہو کر بات جس حال کے قابل ہوگی اس قدر کو شامل ہوگی مثلاً اگر کیے زید نے کوئے سے بدن جلا لیا تو قطعاً اس سے وہی دہکتا کو لا مراد ہوگا کہ جلانے کی صلاحیت اس میں ہے اس سے نہ یہ لازم کہ مطلق کو لا اس سے مفہوم ہو نہ یہ کہ کو لا اپنی معنی حقیقی سے محروم ہو و ہذا کلمہ



ظاہر جدا بحمد اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں اس ضابطے کے جو علمائے یہاں  
ارشاد فرمایا۔

اور تنویر الابصار و در مختار و تشریح کترو غیر ہا میں مذکور ہوا کہ:-  
ما اشار الیہ فی الحی بقع الیمن فیہ علی الحالتین وما  
انقص بحالہ الحیاة نفید بہا۔

### مقدمہ سائنچہ:-

اقول:- مناظرات میں وقت و طالت کہ راہ پاتی ہے پیشتر اصل مقصد و مورد  
نزاع سے غفلت کے باعث منہ دکھاتی ہے فریقین اس کے پابند نہیں یہ تو معلوم  
کہ اہل باطل کو اکثر اصل مطلب سے قرار ہی میں مفرگراہل حق پر اس کا خیال لازم  
ہر وقت پیش نظر رکھیں کہ بحث کیا تھی اور چلے کہ ہر اس میں باذن اللہ تعالیٰ تخفیف  
مؤنت اور مخالف کے عجز و سکونت جلد ظاہر ہونے پر معونت ہوتی ہے اس مسئلہ  
داثرہ سماع موتی میں مقصود اہل سنت کچھ اس پر موقوف نہیں کہ تمام اموات کے  
بدن ہی قبر میں ہمیشہ زندہ رہیں زائرین کے سلام کلام وہ انہیں کانوں کے ذریعہ  
سے سنیں ہوا سے متموج تکلیف بالصور انہیں کے پچھوں کو قرع کرے اسی طریقے  
پر سماع ہو۔

یونہی رویت عامۃ اموات میں ہماری اس سے کوئی عرض متعلق نہیں کہ وہ  
انہیں آنکھوں سے دیکھیں انہیں سے خروج شعاع یا انہیں کے لوح میں صورت  
کا انطباع ہو یہ نہ واقع ہے نہ ہمارا دعویٰ نہ ہمارے دعویٰ کو اس پر توقف۔  
آخر اہل سنت کے نزدیک جس طرح ابھی کامردہ دیکھنا سنتا ہے یونہی برسوں  
کا جب کہ کان آنکھ جسم کا کوئی ذرہ سلامت نہ رہا سب خاک و غبار ہو کر مٹی میں  
مل گیا جس طرح مسلمان قبر میں سنتا ہے یونہی ہندو کا فرم گھٹ میں جس وقت اس  
کے کان آنکھ کو آگ دیتے ہیں وہ ان آگ دینے والوں کو دیکھنا ان کی باتیں سنتا

مقدمہ سائنچہ تجرید محل نزاع کلام سماع ارواح میں ہے ابدان سے عرض نہیں



اس آگ کی اذیت کا احساس کرتا ہے آنکھ کان اعضا کو جلتا دیکھتا ان پر آگ بھڑکنے کی آواز سنتا ہے اور جب جل بجھ کر راکھ ہو جاتے ہیں جب بھی دیکھنا سنتا ہے جو سلام و کلام مدفون امرورہ کے لیے شرع مطہر میں ہے وہی مدفون ہزار سالہ کے واسطے دونوں سے وہی کہا جائے گا کہ سلام تم پر اے ایمان والو اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں بخشے تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پچھلے خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان صحابی اعرابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ حکم دیا ہے کہ جہاں کسی کافر کی قبر پر گزرو اسے دوزخ میں جانے کا مزدہ دو تو ارشاد اقدس میں کوئی تخصیص تازہ ہرے ہوئے کی نہ تھی بلکہ صاف تعمیم تھی اور تعمیم ہی پر ان صحابی نے کاربندی کی۔

غرض دلائل مطلق ہیں اور عقیدہ مطلق اور آلات جسمانی کی تخصیص ناسحق ہمیں اتنی بات سے کام ہے کہ مردے زندہ کی طرح صورت و صوت کا ادراک کرتے ہیں اور اوپر ردش ہو چکا کہ ادراک کا روح ہے اور روح موت سے نہ مرنی ہے نہ متغیر ہوتی مگر اس پر بھی لفظ میت کا اطلاق آتا ہے ہم انہیں ارواح موتی کے سماع و ابصار کا عقیدہ رکھتے اور اسی کو اموات کا دیکھنا سنتا کہتے ہیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ وہاں بھی ذرائع و آلات یہی ہوں یا غیر فصل پانزدہم میں امام شیخ الاسلام خاتمة المجتہدین تقی الملتہ والدین ابوالمحسین علی سبکی قدس سرہ الملکی کا ارشاد گزرا کہ ہم نہیں کہتے کہ مردہ بدن سنتا ہے بلکہ روح سنتی ہے خواہ تنہا جب کہ بدن مردہ رہے یا جسم سے مل کر جب کہ حیات جانب جسم عود کرے آخر اس قدر سے حضرات منکرین بھی منکر نہیں کہ اموات و نار و ملائکہ ثواب و عذاب کو دیکھتے ان کی بات سننے سمجھتے قیامت کے آنے نہ آنے کی دعائیں کرتے ہیں تو اس کی تسلیم انہیں بھی ضرور کہ دیکھنا سنتا بولنا انہیں آلات جسمانیہ پر غیر مفصّل :-



قال السولى تبارك وتعالى. النار يعرضون عليها غدواً و  
عشيّاً ويوم القيمة ادخلوا ال فرعون الى اشد العذاب -

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

ان ارواح ال فرعون فى اجواف طير سود يعرضون على النار  
كل يوم متوتين تغار ووتروح الى النار فيقال بال ال فرعون  
هذه ماونكم حتى نفوم الساعة -

فرعون اور فرعونوں کو ڈوبے ہوئے کئی ہزار برس ہوئے ہر روز صبح شام دو وقت  
آگ پر لے جاتی جاتی ہیں جہنم جھنکا کر ان سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا ہے یہاں  
تک کہ قیامت آئے اور ایک انہیں پر کیا موقوف ہر مومن و کافر کو یہ نہی صبح و شام  
جنت و نار دکھاتے اور یہی کلام سناتے ہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم و مؤلفائے امام مالک و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ  
میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اذا مات احدكم عزه عليه مقعده بالغداة والعشي ان كان  
من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن  
اهل النار يقال له هذا مقعدك حتى يبعثك الله اليه يوم القيمة  
یونہی اموات کی باہم ملاقات، آپس کی گفتگو، قبر کا ان سے باتیں کرنا، ان کی  
حدنگاہ تک کشادہ ہونا، اتھیا کے اعمال انہیں سناتے جانا، اپنے حسنات و سیئات  
اور گناہوں کا تماشا دیکھنا وغیرہ وغیرہ امور کثیرہ جن کی طرف صدر مقصد دوم میں  
اشارہ گزرا جن کے بیان میں دس بیس آیتیں صدمات و حدیثیں وارد ہوئیں ان مطالب  
پر شاہد مبین جس طریقے سے وہ ان چیزوں آوازوں کو دیکھتے سنتے ہیں اور قیامت  
تک جسموں کے گلنے، خاک میں ملنے کے بعد بھی دیکھیں سنیں گے۔ یونہی زائرین،  
قبر کے سامنے گزرنے والوں اور ان کے کلام کو طرفہ یہ کہ مولوی اسحاق صاحب نے



بھی تو جواب سوال ۱۹ میں تسلیم کیا کہ مردے زندوں کا سلام سنتے ہیں۔ حضرت جن کالوں سے سلام سنتے ہیں انہیں سے کلام۔

یہ تو ہماری طرف سے کلام تھا اب جانب منکرین نظر کیجئے ان کا انکار بھی قطعاً عام ہے صرف آلات جسمانیہ سے خاص نہیں کاش وہ ایمان سے آئیں کہ اموات اصوات کا ادراک تمام کرتے ہیں مگر نہ گوش بدن سے تو جھگڑا ہی کیلئے ابھی اتفاق ہو گیا اہلسنت بھی تو اسی قدر فرماتے ہیں گوش و گوشت کی تخصیص کب بتاتے ہیں مگر حاشا وہ کب اس راہ آتے ہیں انہیں تو اولیائے مدفونین کی ندامت حرام کرنی ہے۔ ان محبوبانِ خدا سے طلب دعا حرام کرنی ہے وہ کس دل سے سنا مان لیں اگرچہ بے ذریعہ گوش دیکھنا تسلیم کر لیں۔ واسطہ چشم۔ انہیں تو مولوی مجیب صاحب کی طرح یہ کہنا ہے کہ جب درمیان زائر و مقبور کے حجب عیدہ سمع و بصر حائل تو سماع اصوات اور بصارت صور محال۔ یہ تحریر محل نزاع ہے جس کا سمجھ لینا مزیل اشکال والحمد للہ المہم من المتعال و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ خیر صعب و آل۔

بحمد اللہ تقریر مقدمات سے فراغ پایا تحریر جوابات کا وقت آیا جو امر جس مقدمے میں ثابت کیا گیا جواب میں اس پر علامت مق لکھ کر شمار مقدمہ کا ہندسہ بغرض یاد دہانی ثبت ہو گا کہ ہر جگہ بحکم مقدمہ فلاں یاد دیکھو مقدمہ فلاں لکھنے کی حاجت نہ ہو۔

فاقول۔ وباللہ التوفیق و بہ الوصول الی درسی التفتیق۔

جواب اول :- ائمہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردے سنتے ہیں قطعاً حق ہے اور کیوں نہ حق ہو کہ وہ اہلسنت ہیں حق انہیں میں منحصر ہے اور اس کے معنی یہ کہ ارواح مردگان کہ ان پر بھی اطلاق مردہ دیت کیا جاتا ہے اور وہ خود اور ان کے ادراکات باقی و مستمر و بجا و نامتغیر ہیں، بعد فراق بھی بدستور ادراک اصوات و کلام کرتے ہیں۔

اور ان مشائخ و شراح اہلسنت و فلاح رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان کہ مردے نہیں



ہتے بیشک صحیح ہے اور کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل فقہانیت ہیں ان کا فضل و کمال ظاہر و باہر ہے اور اس کے معنی یہ کہ جو چیز مرگئی یعنی بدن کہ حقیقتاً وہ ہی مردہ ہے سمع سے معزول ہے الیست و توسط و تادیہ صور کے لائق نہیں دونوں کلام صراحتاً یہی ہیں اور آپس میں نہ اصلاً متخالف نہ کوئی حریف مفید مخالف۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس معنی نفیس کا بروجہ احتمال ہی بیان کرتا ہمیں بس تھا مخالف عبارات علما سے مستدل اور ان کے منکر سماع ہونے کا مدعی ہے اور احتمال قاطع استدلال پھر سند کے لیے نظر انصاف میں متعدد دلیلیں موجود مثلاً:-

دلیل اول:- جب ائمہ دین و علمائے معتمدین سے ہزار ہزار ہر تہریحیں سماع موتی کے باب میں موجود اور تبصریح علما حتی الامکان کلمات ائمہ میں توفیق و تطبیق محمود و مقصود اور بے ضرورت داعیہ ابقائے خلاف و نزاع جس کے باعث خواہی نخواہی ایک گروہ ائمہ کا کلام غلط و باطل ٹھہرے مطرود و مردود اور یہ توفیق کہ بتوفیق الہی ہم نے ذکر کی واضح و صریح اور مخالف مفقود تو لا جرم اسی کی طرف مصیر لازم اور راہ خلاف بند و مسدود۔

دلیل ۲:- خلاف و تطبیق در کنار ثقات علما اثبات سماع موتی پہا جماع اہلسنت نقل فرما چکے کیا معاذ اللہ انہیں جزا و کذب کی طرف نسبت کر سکتے ہیں یا اکثر مشایخ حنفیہ عیاذاً باللہ ایسے بے مقدار و ناقابل شمار کہ ان کے خلاف کو لاشے ٹھہرا کر علماء ادعاٹے اجماع رکھتے ہیں لا جرم سبیل یہی ہے کہ باہم خلاف ہی نہیں اجماع نسبت ارجح ہے اور قول مشایخ نسبت اشباح۔

دلیل ۳:- جب احادیث کثیرہ وافرہ صریحہ متوافرہ سماع موتی پر تخصیص و تقیید وقت ایسی ناہق جن میں ذی انصاف و دین کو مجال تاویل و تبدیل نہیں

ملہ کہ یقانون مناظرہ شاید نقص تفصیلی بین کمالاً مخفی ۱۲ منہ۔



تو کیا مقتضائے حق شناسی حضرات متنازع ہے کہ اپنی بات بنانے کے لیے خواہ مخواہ ان کا کلام مخالف احادیث سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بکھرا دے اور وہ بھی کس سخت جرأت کے ساتھ کہ خاص اخبار متعلقہ بغیب وبرزخ کا مقام اور خود ارشادات صریحہ نبی لاریب امین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کلام دانہ نالاء بلاء لا یحتمل دعناء لایرام۔

رہا وہابی قنوج رفوخواہ مائتہ مسائل صاحب تفہیم المسائل کا تعصب کہ:-  
”آنچہ از ملا علی قاری و شیخ عبدالحق آوردہ ہمہ ہا از شرح صدور نقل میکنند و مائتہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی کتب احادیث طبقہ رابعہ است و ایں احادیث قابل اعتماد نیستند“

اقول اولاً:- شدت تعصب نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث جلیلہ کو شاید دیکھنے نہ دیا یا ان پر بھی طبقہ رابعہ کا حکم ہو گیا۔ کیا علی قاری و شیخ محقق نے ان سے استناد نہ کیا یا آپ نے ان کے کاموں کا جواب دے لیا شرم شرم شرم۔ یاں مجھی کو سہو سہو جواب کیوں نہ دیا وہ دیا کہ عقل و حیا و دیانت سب کو جواب دیا آخر کلام میں اسے بھی سن لیجئے۔

ثانیاً:- یہاں ان کے علاوہ اور حدیثیں بھی تھیں کہ ائمہ فن نے جن کی نصیحتیں کہیں زیادہ علم نہ تھا تو اپنے خصم ہی کا کلام دیکھا ہوتا۔ مولانا علی قاری کی عبارت نقل کی تھی:-

هذه المسائل ما ذكرها السيوطي في كتابه شرح الصلوة في

احوال القبور بالانخبار الصحيحة رائے آثار الصریحہ۔

یعنی یہ سب مسائل امام سیوطی نے شرح الصدور میں صحیح حدیثوں و مرجع روایتوں سے بیان کیے شیخ محقق کی عبارت منقول تھی۔

”بالجملہ کتاب و سنت مملو و مشحون اند باخبار و آثار کہ دلالت

میکند بر وجود علم مرموتی را بدنیاد اہل آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل



باجار و منکر دین“

مثلاً: کیا مولانا قاری و شیخ محقق نے احادیث سلام و حدیث ترمذی عن ام المومنین دربارہ خطاب بہ میت وغیرہا سے استدلال نہ کیا تھا یا یہ سب بھی طبقہ رابعہ میں داخل اور ان پر اعتماد مردود و باطل۔  
 رابعاً: کتب سیوطی میں جو کچھ ہے کیا سب طبقہ رابعہ سے ہوتا ہے یا یہاں خاص ایسا ہے اور جب دونوں باتیں بجا بہتہ باطل تو طبقہ رابعہ کا ذکر مہمل و لا طائل۔

خامساً: احادیث طبقہ رابعہ جس طرح تصانیف امام ممدوح میں مذکور ہوئی ہیں یہ نہی عامۃ ائمہ کی تالیفات میں اور خود یہ بلکہ ان سے نازل تر کی احادیث و روایات حجۃ اللہ البالغہ و قرۃ العینہ میں وازالۃ الخقاد و تفسیر عزیزی و تحفۃ ثنائی و غیرہ تصانیف ہر دو شاہ صاحب میں کہ یہی اس تقسیم طبقات کے موجد و قائل ہیں تو وہ تو وہ بھرے ہیں۔

سادساً: لطف یہ کہ خود انہیں شاہ عبدالعزیز صاحب نے خود اسی مسئلہ سماع موتی میں خود انہیں احادیث سے استناد کیا اسی شرح الصدور شریف کا حوالہ دیا کہ:-

”تفصیل اُن دفتر طویل میخوابد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی و القبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی ست و دیگر کتب حدیث باید دید“

سابعاً: یہ سب تمہارے فہم کے لائق کلام تھا اگر طبقات کے بارے میں تحقیق حق نا صحر کار ہو تو فقیر کا رسالہ مدارج طبقات الحدیث دیکھئے کہ بعونہ تعالیٰ آنکھیں کھلیں اور حق کے دریا ہراتے ملیں۔

مکابرۃ فتوحی اب وہ جواب سنیے جو ملا تفہیمی صاحب نے صحیح حدیثوں اور ائمہ علما کی تمام تحقیقوں کا دو حرف میں دے دیا یہی ننگوٹہ طبقہ رابعہ چھوڑ کر

بیشتر تفہیم المسائل



فرماتے ہیں:-

”علاوہ بریں از تفسیر ابن عباس کہ شیخ جلال الدین سیوطی ذکر آن

در در منشور کردہ صریح عدم سماع موتی مستفاد است“

پھر وہ تفسیر بحوالہ ابو سہل سدی بن سہل بالجند النیشاپوری بطریق عبدالقدوس  
عن ابی صالح عن ابن عباس یہ نقل کی کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
قلیب بدر پر ان کا فروں کی لاشوں سے کلام کیا اور فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے  
فانزل اللہ تعالیٰ انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور۔

اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیتیں اتاریں پھر خود اس روایت کی نسبت کہا:-

”نص است بر آنکہ موتی را سماع نمیدہد“

اقول:- اولاً:- صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری و مسلم کے مقابل ایسی شواہد عزیزہ  
و نوادر مجملہ اجزائے حاملہ ذکر کرتے مشرم نہ آئی اور ایک کتاب میں رطب و یابس  
مستہنوں و مرد و جوہلے محض جمع کر دینا مقصود ہر دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق  
و تنقیح موجود ہوا ان میں فرق کی تمیز بنائی۔

ثانیاً:- محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو مؤکد بقسم کر کے فرمائی:-

والذی نفس محمد قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت

بیدار ما انتو باسم میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان

لما قول منہو۔ پاک ہے میں جو فرما رہا ہوں اسے تم

ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے۔

اور تو ان آیتوں کو اس کے خلاف پر ماتر نامانے کیا معافا اللہ قرآن عظیم اپنے رسول  
کی قسم کی تکذیب کے لیے اترا ایسا لکھتے اللہ و رسول سے کچھ جیانا آئی۔ ام المؤمنین

لہ در نسخہ مطبوعہ تفہیم المسائل پنجین است و صحیح الجند نیشاپوری است

فلبینہ ۱۲ منہ۔



نے جب حدیث کو مخالفت آیت گمان کیا راوی کی طرف وہم و سہم نسبت فرمایا تو نے  
 تو اس ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا اور قرآن عظیم کا معاذ اللہ  
 اس خبر کی تطبیط میں آنا مانا۔

تالثاً:۔ لطف یہ کہ یہ آیتیں تین سورتوں میں واقع ہوئیں نمل، ملئکہ، روم  
 تینوں مکہ ہیں کہ قبل ہجرت نازل ہوئیں اور واقعہ بدر ہجرت کے بعد ہے کیا آیتیں  
 پیشگی اتر آئی تھیں علمائے ان آیات کو نہ مستثنیات من المکیات میں شمار فرمایا نہ  
 مستثنیات فی النزول میں۔

رابعاً:۔ سابق و سیاق آیات دیکھیے صراحتہ کلام کفار اچھا میں ہے کہ سخن حق  
 نہیں سنتے نہیں مانتے نہ کافروں کی لاشوں میں۔ سورۃ روم میں فرمایا ہے:۔  
 وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْاَلْاَمَةِ لَرَأَوُا الظُّلُمَاتِ مِنۢ بَعْدِهَا يُكْفَرُونَ  
 فَاِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْكَلِمَۃَ وَلَآ تَسْمَعُ الصَّوۡۤءَ الدَّاعِیۡۤا اِذَا رَاوُا۟ مَدۡبَرِیۡنَ  
 وَاِنَّتَ بِهَادٍۭ الْعِجۡیۡۤا عَنْ ضَلٰلَتِهِۦۭۤمۡ اِنَّ تَسْمَعُ الْاَمَرَ یَوْمَۤنَۤیۡۤا یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا  
 بَعِیۡتَہٗ اِسۡیَ طَرَحَ اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ سے آخر تک سورۃ نمل میں ہے۔  
 سورۃ فاطر میں فرمایا:۔

اِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوْنَ رَبَّهُۥمۡ بِالْغِیۡۢبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ  
 مِمَّنۡ تَزۡكٰی فَاِنَّمَا تُزۡكِیۡ لِنَفۡسِہٖۤ اِلَیَّ اِنَّ اللہَ الْمَصِیۡرُ وَمَا یَسۡتَوِی  
 الْاَعۡیٰی وَالْبَصِیۡرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوۡرُ وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحَرُّ  
 وَمَا یَسۡتَوِیۡ الْاَحۡیَآءُ وَالْاَمۡوَۡتُ اِنَّ اللہَ یَسۡمَعُ مِمَّنۡ یَّشَآءُ وَمَا  
 اَنْتَ بِمَسۡمُوعٍ مِّنۡ فِی الْقُبُوۡرِ اِنَّ اَنْتَ اِلَّا نَذِیۡرُ۔

ایمان سے کتنا ان آیتوں میں یہی بیان ہے کہ کافروں کی لاشوں پر کیوں پکار  
 رہے ہو وہ مرنے کے بعد کیا نہیں گے۔

خامساً:۔ قطع نظر اس سے کہ اگر اس واقعہ میں اس افادے کے لیے یہ کلام  
 پاک اترتا تو فاطر والی آیت یا نمل و روم میں کی ایک کافی تھی اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ جہاں اور



مَا آتَاكَ بِمَسْمُوعٍ اَلْكَ اَتَرْنٰے كِیَا عَاجِبَت تَحْقِیْ غُل وِ رُوم كِی دُوزُوں اُیْتِی تُو حَرْف  
بَحْرَت اِیك هِی هِی صَرْف زِیَادَت فَا كَا فَرْق هِے اَس كِے كِیَا مَعْنِے تَحْقِے كِه جَبْرِیْل اَس  
ذَاقْتِے پَر اِنْكَار كِے لِے اِیك بَار اِنْكَ لَا تَسْمَعُ اَخِرَتِك سُنَاتِے پھر اِسی وَقْت  
فَاِنْكَ لَا تَسْمَعُ اَخِرَتِك سُنَاتِے لَاجَرَم اِن مِی كِی اِیك كِسی دِلِیْل سِے اِپْنِے مَعْل  
سُورَت سِے جِدَا نِہِی ہُو سَكْتِی اُو رَجِب مَكِه مَعْظَمِہ مِی پِشِی هِجْرَت اِنْكَار اَتْر چَكَا تَحْقَا  
تُو اَب سَیِّد عَالَم صَلِی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم كَا اَس پَر بِقِسْم اَصْرَار كِیَا اَحْتِمَال  
رَكْعَتَا تَحْقَا۔

سادِ سَا:۔ ظاہر حَسَّ وِ عَقْل بِالْبِدَاہِنَہ جِسْم مِیْت كِے مَعْطَل وِ بے حَسَّ ہُوْنِے  
پَر شَاہِد هِے اِگَر كِسی وَقْت اَس كَا مَدْرَك ہُوْنَا ثَابِت ہُو تُو یَہ قَطْعًا اُمُور غِیْبِیَہ سِے ہِے  
اَب سَیِّد عَالَم صَلِی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم كَا قِسْم كُھَا كَر اَس غِیْب پَر حَكْم فرماتا پھر قرآن  
عَظِیْم كَا مَعَاذ اللّٰہ اَس كِے خَلَاْف پَر اُتَا دُور مَوْرَتُوں كِے سُوَا مُمْكِن نِہِی یَا تُو اُو لَا  
عِیَاذًا بِاللّٰہ حَضُور پَر نُوْر صَلَوَات اللّٰہ تَعَالٰی وِ سَلَامَہ عَلَیْہِ نِے رَجَا بِالْغِیْب كَلَام فرمادِیا  
اِپْنِی طَرَف سِے غِیْب پَر حَكْم لُگَا دِیا تَحْقَا یَا لَیُوں كِه اَوَّل اِسی طَرَف سِے خَبْر غِیْب مَعَاذ اللّٰہ  
خَلَاْف وَاقِع اُٹِی۔ پھر اَس كَا رُودَا تَر اَتْمَا اِیْمَان اِن دُوزُوں مِی سِے جِسے قَبُول كَرِے مَافُو۔  
سَالِبًا:۔ اِگَر بَیْض غَلْطِیَہ رَوَاِیْت غَرِیْبَہ خَالِہ صَحْح بَھِی ہُو تُو قَطْعًا یَقِیْنًا حَتْمًا جَزَا  
آیَات مَذْكُورَہ آیت كَرِیْمِہ فَلَوْ تَقْتُلُوْهُو وَلٰكِنْ اَللّٰہ قَتَلَهُوْر مَار مِیْت اِذْ رَمِیْت  
رِیْكُن اللّٰہ رَفِی كِے بَاب سِے ہِی جن مِی مَعَاذ اللّٰہ ہر گَز اِپْنِے نَبِی كَرِیْم عَلَیْہِ اَفْضَل الصَّلَاةِ  
وَالتَّلِیْم كِی قِسْم پَر رُودَا تَكَار نِہِی بَلَكِہ لَیُوں اِرْشَاد ہُو تَا هِے كِه یَہ حُجُوجَا مَرْدَہ تَمَّارَا  
كَلَام سِن رَہِے ہِی یَہ تَم لَے اِنِہِی نَہ سَنَا یَا بَلَكِہ خُدا نِے سَنَا یَا اِن اللّٰہ یَسْمَعُ مَن یَشَاءُ  
وَمَا آتَاكَ بِمَسْمُوعٍ مِّنْ فِی الْقُبُورِ یَہ اِسی كِی قَدْرَت سِے ہُوَا كِه اِن خَالِی  
بَدَنُوں مِی رُوح نِے عُوْد كِیَا جس كِے اُتَے ہِی گُٹَے ہُو نِے ہُوْش وِ حُجُوجَا سَیِّدَن كِے  
پھر دُرُوس ت ہُو گُٹَے۔

اَب یَہ رَوَاِیْت بَھِی ہِمَارِی دِلِیْل هِے اُو ر تَفْہِیْمِی مَلَا كِے فہم عُوَار وِ ذِلِیْل وَاَلْحَمْدُ



لله الهادی الى سواء السبيل خبر بات درد پہنچی اور اب صاحب تفہیم داخل من  
فی القبور تو سماع قبول سے قطعاً مجبور لہذا اصل سخن کی جانب عنان گردانی کیجئے۔ کلام  
مثنیٰ دربارہٴ اجسام موتی ہونے پر شواہد و اسانید میں یہ تین امور بالائی کافی و روانی  
تھے مگر خود نفس مسئلہ میں انہیں علماء کرام کے کلام و دیگر اباحت مقام اور ان کے  
رد و احکام و نقض و ایرام یک زبان اس معنی پر شہود عدول تو قبول واجب اور عدول  
مخدول۔ مثلاً

دلیل ۴:- بحث دیکھیے کا ہے کی ہے ایمان کی اور باجماع حنفیہ و تصریحات  
علمائے مذکورین وغیرہم ان کا بننے عرف اور عرف میں انسان و زید و آن و تو سب  
کا مورد بدن تو قسم اسی پر صادق اور یہ تمام داورمی و چالشگری اسی سے متعلق۔  
دلیل ۵:- پر ظاہر کہ اول تا آخر ان کا کلام موت میں ہے اور میت نہیں مگر  
بدن خود اسی کافی شرح وافی میں اسی بحث ایمان میں فرمایا:-

الروح لا يموت لكنه زال  
عن قالب فلان والله تعالى  
قادر على اعادته  
یعنی روح میت نہیں وہ تو صرف بدن  
سے جدا ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ قادر  
ہے کہ اسے دوبارہ بدن میں لے  
آئے۔

دلیل ۶:- ساتھ ہی دلائل میں صاف تصریح فرماتے ہیں کہ جس میت میں ان کا  
کلام ہے وہ وہی ہے جسے ادراک نہیں جسے فہم نہیں جسے درد نہیں پہنچتا جو بے حس ہے  
کتب خمسہ مستندہ مائتہ مسائل میں ہے:-

والاخط لا من الكلام لانهم فلا يتحقق في الميت۔

فتح القدیر میں ہے:-

والموت ينافيه۔

اسی مستخلص الحقائق میں بہ تبعیت ہدایہ ہے:-

من قال ان ضربتك فعبدى حرفه و على الضرب فى الحياة



فلومات ثو ضرب لا یحدث لان الضرب اسم لفعل مولو یتصل  
بالبدن والا یلام لا یتحقق فی المیت۔

اسی فتح القدیر میں ہے:-

لا یتحقق فی المیت لانه لا یحس۔

اسی مائتہ مسائل میں عینی شرح کنز ہے:-

الضرب ایقام الا لود بعد الموت لا یتصور۔

تو قطعاً ثابت وہ بدن ہی میں کلام کر رہے ہیں کہ وہی ایسا میت ہے جسے نہ حس رہتا ہے نہ  
ادراک بخلاف روح کہ اس کے ادراکات قطعاً باقی ہیں خود ہی امام نسفی عمدۃ الکلام میں  
فرمایا ہے: الروح لا یتحیر بالموت۔

دلیل ۷:- پھر جب اس تقریر پر شبہ وارد ہوا کہ جب حس نہیں ادراک نہیں تالم  
نہیں تو عذاب قبر کیسا تو ان سب حضرات نے یہی جواب دیا کہ معاذ اللہ جس پر عذاب کرنا  
ہوتا ہے اسے قبر میں ایک گونہ حیات دی جاتی ہے جس سے الم پیچنے کے قابل ہو جاتا ہے  
اسی مائتہ مسائل میں عینی سے بعد عبارت مذکور ہے:-

ومن یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیاة علی الصمیم۔

اسی میں کافی لکھا ہے:-

سلہ لطیفہ مائتہ مسائل میں یہ کافی کی یہ عبارت اسی طرح نقل کی جس سے وہم ہو کہ مجبور علماء کے  
نزدیک قبر میں بدن کی طرف عود حیات صرف ایک خفیف طور پر ہوتا ہے حیات کامل ملنا قول بعض و  
مرجوع ہے کہ اسے عامہ کی طرف نسبت کر کے اسے بلفظ قبل نقل کیا حالانکہ فقیر کے نسخہ کافی میں مجبور  
کے نزدیک اعادہ حیات اور اس کی دلیل لکھ کر انہیں سے وہ دونوں قول حیات خفیفہ و حیات کاملہ سے یکساں  
طور پر نقل کیے کہ ثم اختلف فیقل توضع فیہ الحیاة بقدر ما یتألم لا الحیاة المطلقة و قبل توضع فیہ الحیاة  
من کل دجہ ۱۵۰۔

بعینہ اسی طرح علامہ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں فرمایا ملیتینہ ۱۲ منہ۔



عند العامة يوضع فيه الحياة بقدر ما يتأولها الحياة المطلقة

هو قيل يوضع في الحياة من كل وجه

مستخلص من بعد عبارت مسطورہ ہے :-

وعذاب القبر يوضع حياة جديدة فيه وعلى هذا عامة

العلماء خلافاً لابن الحسن الصالح لان عنده يعذب الميت من غير حياة

اور بالیقین یہ شان بدن ہی کی ہے کہ اسے موت عارض ہوتی اور اس کا حس و ادراک باطل کرتی پھر معاذ اللہ تعذیب کے لیے ایک گونہ حیات دی جاتی ہے اور وہ بھی کاملہ نہیں ہوتی بخلاف روح کہ اس کی حیات مستمر ہے۔ امام ابن الہمام نے اس مضمون کو خوب صاف فرما دیا بعد عبارت مذکورہ لکھتے ہیں :-

لانه لا يحس ولذا كان ما لم يحس ان الميت المعذب في قبره توضع

فيه الحياة بقدر ما يحس الا لروحته لو كان متفرق الاجزاء بحيث

لا يتميز الاجزاء بل هي مختلطة بالتراب فعذب جعلت الحيات

في تلك الاجزاء التي لا يأخذها البصرون الله على ذلك

لقدير الخ وقد تقدم تماماً في المقدمة الثالثة۔

اب ذرا آنکھ کھول کر دیکھیے وہ کسے میت کہہ رہے تھے کس کی طرح اعادہ حیات

بقدر احساس الم، مانا کس کے اجزاء اتنے باریک ہوئے کہ نظر کام نہیں کرتی ہاں وہ کیا

ہے جس کے اجزاء مٹی میں مل گئے کیا وہ روح پاک ہے، حاشا یہی بدن تودہ خاک ہے

تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ اسی مردہ حقیقی میں علماء کا کلام ہے اسی کی نسبت

الکار سماع وافہام ہے واللہ الصحۃ السامیۃ

دلیل ۸ :- انہیں کتب میں کریمہ وما انت بمسمع من فی القبر سے

استدلال کیا اور یہ ظاہر کہ من فی القبر نہیں مگر بدن۔



خود صاحب تفہیم المسائل نے اسی بحث میں براہ بد قسمتی خود انہیں امام عینی شارح کنز کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے نقل کیا:-

نان قلت بعد فراغ الملکین  
من السؤال لیکن قلت ان کل  
سجیداً فروجہ فی الجنة وازکان شقیاً  
یعنی بعد سوال نکیرین سجید کی روح جنت  
میں رہتی ہے اور شقی کی سحین میں ساتویں  
زمین کی ایک چٹان پر۔  
ففی سجین علی صخرة فی الارض السابعة

تو قبر میں نہیں مگر بدن۔ اسی سے آیت نفی اسماع فرماتے ہیں اور اسی سے یہ علما نفی سماع۔

دلیل ۹:- نیز یہ سب علماء قول ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے  
دلیل لائے اور ان شاء اللہ القریب المحیب عنقریب روشن ہو تب ہے کہ ام المؤمنین صرن  
سماع جسمانی کی منکر ہیں اور ادراک روحانی کی مثبت و مقرر۔

دلیل ۱۰:- انہیں کتب میں اسی بحث میں مسائل دو قسم کے ذکر فرمائے ایک متفقہ  
بجیات دوسرے شامل حیات و ممات فرماتے ہیں اگر قسم کھائی کہ اگر تجھے ماروں یا تجھ  
سے بولوں یا عورت سے کہا اگر تجھ سے صحبت کروں یا تیرا بوسہ لوں تو یہ قسمیں اس  
مخاطب مرد و زن کی زندگی پر مقتصر رہیں گی اور اگر قسم کھائی کہ اگر تجھے نہلاؤں یا اٹھاؤں  
یا چھوؤں یا بٹھاؤں تو موت و حیات دونوں کو شامل ہوں گی یہاں تک کہ اگر وہ شخص  
مر گیا اور اس نے اسے غسل میت دیا اس کا جنازہ اٹھایا اسے ہاتھ لگایا کفن پہنایا  
تو حانت ہوگا۔

کافی میں عبارت منقولہ مائتہ مسائل کے چند سطر بعد ہے:-

بغلات ان غسلتک او حملتک او مستک او البستک فاما  
لا تتقید بالحیاة لان الغسل یراد به التنظيف والتطہیر  
وذا یتحقق فی المیت الا ترى انه یجب غسل المیت  
تطہیراً لہ فیکف ینافیہ ولو صلی علی المیت قبل



الغسل لو یجزو بعدہ یجوز ومن صلی حاصل میت  
لو یغسل لو یجزو لو کان غسیلاً جازوا الحمل یتحقق بعد  
الموت قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حمل میتاً فلیتوضأ  
والمس للتعطیل والشفقة فی تحقیق بعد الموت والالباس للتعطیل  
والمیت محل لها۔

دیکھیے وہی کاف ہے وہی خطاب ہے اگر اس سے بدن مراد نہ ہوتا تو ان  
حلقوں میں واجب تھا کہ کبھی حادث نہ ہو کہ مسائل قسم ثانی مطلقاً وہی ہوں گے جنہیں محض  
بدن سے تعلق ہے جب بدن مقصود نہیں تو اسے نہ ملانا اٹھانا چھوڑنا پہنانا کیوں  
موجب حنث ہونے لگا اور ایک اسی قسم پر کیا ہے قسم اول میں ضرب و جماع و بوسہ  
کیا غیر بدن سے متعلق ہیں نسق واحد کے ذکر کیے ہوئے تمام مسائل میں بدن مراد لینا  
اور صرف کو اس سے الگ کر دینا کس قدر دروازہ کار ہے کاف خطاب سے جو ان سب میں  
مراد ہے وہی کلمتک میں تو لاجرم یقیناً قطعاً یہ سب خطاب محاورہ عرف حلف سب  
متعلق بدن ہی ہیں اور فارق وہی جلیل و جمیل جو بتوفیق اللہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ  
ضرب میں درد کلام میں فہم بوسے میں لذت جماع میں قضائے شہوت درد کار ہے اور  
یہ امور بدن کے ان صفات پر مقصود کہ بہ تبعیت روح اسے حاصل ہوتی ہیں لہذا  
بعد موت جسم خالی انہیں کافی نہیں بخلاف غسل و حمل و مس و الباس کہ صرف صفات  
اصلیہ بدن کے طالب ہیں تو ان میں حیات و موت یکساں۔

دلیل ۱۱۔ ان ائمہ کرام و علمائے اعلام کا یہ کلام ارفاح موتی پر حمل کرنا صراحتاً  
باطل و توجیہ القول بمالایہ صنی بہ القائل ہے ان کے کلمات غایات ہزار زبان اس  
سے تنحاشی فرما رہے ہیں شواہد سنیے :-

شاہد (۱) :- امام اجل ابو البرکات نسفی قدس سرہ کا ارشاد اسی کافی شرح دانی  
سے ابھی گزرا کہ روحیں نہیں مرتیں۔

(۲) خود عقائد کی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ روح میں مرگ سے کچھ تغیر نہیں



آنا کیا وہ اسی روح کو کہیں گے کہ مرگئی فہم و ادراک کے قابل نہ رہی یہ کچھ ہوا اور تغیر نہ  
آیا و اسے جہالت۔

مشاہدہ (۳) یہی امام ابن الہمام اور ایک یہی کیا تمام علمائے اعلام زیارت  
قبر میں اموات پر سلام اور ان سے خطاب و کلام تسلیم فرماتے اور اسے سنت بتاتے  
ہیں فتح القدیر میں ہے :-

يُكْرَهُ النُّومُ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ بِلِأُولَى وَكُلِّ مَا لَوْ  
يَعْبَهُدُ مِنَ السُّنَّةِ وَالْمَعْرُورِ مِنْهَا لَيْسَ بِالْإِزْيَارِ تَهَاوُلًا وَالدَّعَاءُ عِنْدَهَا  
قَائِمًا كَمَا كَانَ يَفْعَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوجِ  
إِلَى الْبَقِيعِ وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارُ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا أَنْ شَاءَ  
اللَّهُ بِكُمْ لَاحْتَرُونَ أَسْأَلُ اللَّهَ لِي وَلِكُلِّ الْعَافِيَةِ -

فصل یازدہم میں گزرا کہ یہ سلام و کلام ضرور دلیل سماع و افہام ہیں مگر یہ اکابر  
اعلام معاذ الشدائنی تمیز نہ رکھتے تھے کہ اینٹوں پتھروں سے سلام و کلام کیا معنی۔  
مشاہدہ (۴) :- یونہی جس نے زیارت حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما ذکر کی بالاتفاق ان سے علاوہ سلام خطاب و کلام تعلیم بھی کیا اور ساتھ ہی یہ  
بھی بتایا کہ مواجہہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنا ہٹے  
کہ صدیق کے مواجہے میں آجائے اس وقت ان سے یوں گزارش کرے اگر معاذ اللہ  
یہ سلام و کلام محض از قبیل اسے باد صبا اینمہ آوردہ تست تھا تو ہٹ ہٹ کر مواجہوں  
میں آنے کی کیا حاجت تھی۔ ہٹ دھرم بے انصاف کی کہتے نہیں مگر ذی عقل منصف  
تو قطعاً ان تعلیمات سے یہی سمجھتا ہے کہ یہ سلام و کلام ضرور حقیقی ہے اور مواجہے  
سے مقصود پیش نظر آنا اسی فتح القدیر میں ہے :-

ثَوْنِيَا خَرَعَن يَمِينَهُ قَدَرُ ذِرَاعٍ فَيَسْلُو عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ فَنَ رَأْسَهُ حِيَالِ مَنْكَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى



علیہ وسلم و ثانیہ فی الغار ابابکر الصدیق جزاک اللہ عزاء  
 محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیراً ثم یتاخر کذا الذی قلہ  
 ذراع فی سلم علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان راسہ من الصدیق  
 کراس الصدیق من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فبقول  
 السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر الفاروق والذی اعز اللہ بہ  
 الاسلام جزاک اللہ من امة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیراً  
 ثابت (۵) :- چلے کہاں کو اس میں امام ابن الہمام کا وہ ارشاد ہدایت بنیاد جگر شکاف  
 تو بہب والحادی سننے کے سارے انکار ہی مذہب پر مرد فی چھا جائے اموات کو پتھر سمجھنے  
 پر من سبیل - کا پتھر اڑ آئے -  
 اسی فتح القدر کے آخر کتاب الحج میں فرماتے ہیں :-

یاتی القبر الشریف ویستقبل  
 جدارہ ویستدبر القبلة و  
 ما عن ابی اللیث یقف مستقبل  
 القبلة مردود ببارری ابو  
 حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی  
 مسندہ عن ابی عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما قال من السنة ان  
 تاتی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم من قبل القبلة و  
 تجعل ظہرک الی القبلة و  
 تستقبل القبر برجھک ثم  
 تقول السلام علیک ایہا النبی  
 ورحمۃ اللہ رب کانتہ الا ان  
 یعنی مزار النور حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہو رو دھڑ  
 اقدس کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے  
 اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے نقل کیا  
 گیا کہ قبلہ رو کھڑا ہو مردود ہے اس حدیث  
 سے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی  
 کہ سنت یوں ہے کہ مزار اقدس کے  
 حضور قبلہ کی طرف سے آٹھ قبلہ کو  
 پشت اور قبر النور کی طرف منہ کرے  
 پھر عرض رسا ہو سلام حضور پر اے  
 نبی اور اللہ کی رحمت اور اسی کی برکتیں



یجمل علی نوع ما من الاستقبال  
 وذلك انه صلى الله تعالى عليه  
 وسلم في القبر الشريف المكرم على  
 شقه الايمن مستقبل للقبلة  
 وقالوا في زيارة القبور مطلقا  
 الاولی ان یأتی الزائر من قبل  
 رجل المتوفی لا من قبل راسه  
 فانه اتعب لبصر الميت بخلاف  
 الاول لانه یكون مقابل بصره  
 لان بصره ناظر الى جهة قدمیه  
 اذا كان علی جنبه فعلى هذا  
 تكون القبلة عن يسار الواقف  
 من جهة قدمیه صلى الله تعالى  
 علیه وسلم بخلاف ما اذا كان  
 من جهة الکریم فاذا اکثر  
 الاستقبال لیه صلى الله تعالى علیه وسلم  
 لا للاستقبال یكون استدراة القبلة  
 اکثر من اخذه الى جهتها فیصدق  
 الاستدبار نوع من الاستقبال الخ

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گوندہ قبلہ کی طرف  
 ہونا مراد لیں اس لیے کہ حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر منور میں دفن  
 کروٹ پر قبلہ رو تشریف فرما ہیں اور  
 علامہ کرام نے عام قبروں کی زیارت میں  
 حکم دیا ہے کہ زائر کو چاہیے میت کی  
 پائنتی کی طرف سے آئے نہ سرھانے کی  
 جانب سے کہ اس میں مردے کی نگاہ کو  
 تکلیف ہوتی ہے بخلاف پہلی صورت  
 کے کہ یوں آنے والا میت کی نگاہ کے  
 سامنے ہوگا اس لیے کہ میت جب کروٹ  
 سے ہو تو اس کی نظر اپنے پاؤں کی طرف  
 ہے تو اس تقدیر پر جب یہ حضور النور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی طرف  
 سے حاضر ہوگا قبلہ اس کے بائیں ہاتھ  
 کو رہے گا زیادہ رخ جانب قبر النور  
 ہوگا اور ایک گوشہ جانب قبلہ ترشت  
 بقبلہ بھی ہو اور گوندہ قبلہ کی طرف جھکا  
 ہونا بھی صاف آیا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر و اللہ الحمد ایمان سے کنایہی وہ علما ہیں جو میت کو پتھر بے حس  
 بے ادراک بتا رہے ہیں انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

پھر امام ممدوح یہ صرف اپنا ارشاد نہیں فرماتے بلکہ ہمارے علمائے کرام سے  
 نقل فرما رہے ہیں خدا کی شان یہی وہ مشایخ حنفیہ ہیں کہ سماع روح کا انکار جن کے



سر باندھے اللہ تعالیٰ توفیق انصاف بخشے آمین۔

شاید (۶)۔ یہی امام عینی شارح کنز عمدۃ القاری مشرح صحیح بخاری کتاب

موافقت الصلاة باب الاذان بعد ذهاب الوقت میں فرماتے ہیں:-

الروح - جوہر لطیف نورانی  
مدرک للجزئیات والکلیات  
غنی عن الاغتذاء برئی من  
التحلل والنماء ولهذا یبقى  
بعد فناء البدن اذا لیست  
له حاجة الى البدن ومثل  
هذا الجرہ لا یكون من عالم  
الغریب من عالم الملکوت فس  
شأنه ان یضرة خلل البدن و  
یلتذ بها یلا یملک ویثا لربا ینا ینا  
والدلیل علی ذالک قوله تعالیٰ  
ولا تحصین الذین قتلوا  
فی سبیل اللہ امواتا بل  
احیاء عند ربہم الا یتوقلہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اذا وضع المیت علی نعشہ  
رفہات روحہ فوق نعشہ  
ویقول یا اہلی ویا ولدی

روح ایک جوہر لطیف نورانی ہے کہ  
علم وسمع ولبصر وغیرہا تمام ادراکات  
رکھتی ہے کھانے پینے سے بے نیاز  
گھلتے بڑھنے سے بری ہے اسی لیے  
فنائے بدن کے بعد باقی رہتی ہے کہ  
اسے بدن کی طرف اصلاً احتیاج نہیں  
ایسا جوہر عالم آب و گل سے نہیں ہوتا  
بلکہ عالم ملکوت سے تو اس کی شان  
یہ ہے کہ بدن کا خلل پذیر نہ ہونا اسے  
کچھ نقصان نہ پہنچائے جو بات موافق  
ہو اس سے لذت پائے جو مخالف ہو  
اس سے درد پہنچے اور اس پر ذلیل  
اللہ عز وجل کا ارشاد ہے کہ جو راہ  
خدایں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ  
نہ جانو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب  
کے پاس اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کی حدیث کہ جب مردہ نعش پر  
رکھا جاتا ہے اس کی روح بالنعش  
پر افشاں رہتی ہے اور کہتی ہے اے

میرے گھر والو اے میرے بچو۔



لشہ انصاف اگر روح بعد موت معطل اور اس کا فہم و ادراک مختل ہو تو یہ کیونکر صحیح ہو تا کہ اسے بدن کی حاجت نہیں خلل بدن سے کچھ مضرت نہیں بھلا روح تو بیکار و جماد ہوئی یہ رب کے پاس زندہ کون ہے یہ نعتش پر جلوہ افگن و نورزدن کون ہے۔  
(۷) یہی امام محمود اسی عمدہ میں اس حدیث کے نیچے کہ میت کو اپنے اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہے امام اجل ابو زکریا نووی سے نقل فرماتے ہیں:-

حکى عن طائفة ان معناه  
انه يعذب بسماع بكاء اهله  
عليه ويرق لهم قال هو الى  
هذا ذهب محمد بن  
جرير الطبري وغيره  
قال القاضى عياض  
وهو اولى الا قول واحتجوا  
بحديث فيه ان النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلو زجرا امرأة من  
البكاء علی ابنہا وقال  
ان احدکوا ذابک اسعیر  
صو یحیہ فی اعباد اللہ لا  
تعذبوا اخوانک۔

یعنی امام محمد نے ایک جماعت علماء  
سے نقل فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ  
لوگ جو مردے پر روتے ہیں مردے کو  
ان کا رونا سن کر صدمہ ہوتا اور ان کے  
لیے اس کا دل کڑھتا ہے امام نے فرمایا  
محمد بن جریر طبری وغیرہ اسی طرف گئے  
امام قاضی عیاض نے فرمایا یہ سب قولوں  
سے بہتر ہے اور اس پر ایک حدیث سے  
دلیل لئے کہ ایک بی بی اپنے بیٹے پر  
رو رہی تھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے انہیں منع کیا اور فرمایا جب تم میں  
کوئی روتا ہے تو اس کے رونے پر روے  
کے بھی آنسو نکل آتے ہیں تو اسے خدا  
کے بندو اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔

یہ تو ان ائمہ سے نقل تھی اور اس سے پہلے خود امام عیسیٰ فرما چکے ہیں:-  
اما تصور البكاء من المیت  
وقد ورد فی حدیث ان  
النبی صلی اللہ تعالیٰ  
یعنی میت کا رونا متصور ہے کہ ایک  
حدیث میں آیا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی



علیہ وسلم قال ان احکم اذلک  
استعجلہ فی الموت بحیث المیت۔  
روایت ہے تو اس کا ساتھی وہ مردہ بھی رونے  
لگتا ہے۔

لہذا انصاف یہی علماء ہیں جو ارجح موقی کے سماع و فہم سے انکار رکھتے ہیں۔  
قائدہ:- یہ بی بی حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور یہ حدیث  
ابو بکر بن ابی شیبہ و زرقانی نے ان سے روایت کی وہ خدمت اقدس حضور سید عالم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں اپنے ایک بیٹے کو یاد کر کے روئیں حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا میں زندگی تک تو اپنے ساتھی سے  
اچھا سلوک کرو اور مرے پیچھے ایذا دو۔

فوالذی نفس محمد بیدہ  
ان احکم لیبکی فیستعجلہ  
صوبحیہ فی اعباد اللہ  
لا تعذبوا مرتاکہ۔  
قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمہارے  
رونے پر تمہارا مردہ رونے لگتا ہے تو  
اسے خدا کے بند و اپنی اموات کو  
عذاب نہ کرو۔

نشاہد (۸)۔ علامہ شرنبلالی نے غنیۃ فوسى الاحکام میں قول در الا یلام  
لا یتحقق فی المیت و کذا الکلام لان المفتر بہذا الا فہا الموت ینافیہ پر  
تقریر کی اور خود فرمایا الاصل فیہ ان کل فعل یلد و یولد و یغور و یسیر یقع علی  
الحیۃ دون الموات اور قول ۳۲ میں ان کا ارشاد بحوالہ حضرت استاد سن چکے کہ  
مردوں کو جو تلوں کی پھل سے اذیت ہوتی ہے۔

(۹) قول ۵۱ دیکھو کہ گھاس اور پیڑ کی تسبیح سے مردے کا جی بہلتا ہے۔

تنبیہ:- فتاویٰ قاضیخان و املاہ الفتاح و مراۃ السلاخ علامہ شرنبلالی و غیرہ  
میں مقبروں سے درخت و گیہ سبز کاٹنے کی کراہت پر دلیل مذکور قائم فرمائی اور جس  
عاقل غیر باؤف الدماغ کے سامنے ان الفاظ کو بیان کیجئے کہ فلاں کی تسبیح سے فلاں  
کا جی بہلا اس کا ذہن قطعاً اسی طرف جائے گا کہ اس نے اس کی تسبیح سنی اور اس سے



انس ملا بہت عقل شاہد ہے کہ کسی شے سے انس پانے کو اس پر اطلاع ضرور اور تسبیح جنس کلام سے ہے جس پر اطلاع بطور سماع تو یہ کلام علما صراحۃً سماع موتی کی دلیل صاف ہے بلکہ اس درجہ قوت قویۃ سمیع کی جو عامۃً اسحاق کو حاصل نہیں کما نہنا علیہ سالفاً۔ تو صاحب تفہیم المسائل کا ضبط کہ اس کلام کو مرکز مطلب سے آشنائی نہیں پھر کہا۔

”باید دید کہ اس عبارت را از سماعت موتی چہ مناسبت“

محض نافی و جہالت ہے ہاں بحمد اللہ تعالیٰ اس تندیل جلیل نے شمس دامن کی طرح روشن کر دیا کہ اس کے مقتدا صاحب مائت مسائل کا ان عبارات خمس سے استدلال کرنا اور اس کی تائید میں اس وہابی جدید کا اسی طرح کی اور عبارات نقل کر کے اور ان بھرنا سب مطلب سے نا آشنا اور مورد نزاع سے محض بیگانہ تھا ولہذا الحمد۔

شاید ۱۰ تا ۱۲:- یونہی سید علامہ ابوالسعود ازہری صاحب فتح اللہ المعین و سید علامہ طحاوی و سید علامہ شامی محشیان دُر نے دربارہٴ یمن وہی تقریرات ذکر کیں اور سب حضرات نے تسبیح گیارہ سے میت کو انس ملنا ذکر فرمایا کما تقدم۔ (۱۳ و ۱۴) سیدین اخیرین نے تصریح فرمائی کہ انسان جو قبر کے پاس ذکر الہی کرے اس سے میت کا جی بہلتا ہے دیکھو قول ۴۷ و ۴۹۔

(۱۵ و ۱۶) یونہی دونوں حضرات نے فرمایا کہ مقابر میں پیشاب کرنے سے زندوں کی طرح مرنے کو بھی ایذا ہوتی ہے دیکھو قول ۳۸ و ۳۹۔ (۱۷) علامہ طحاوی نے تقریر فرمائی کہ اموات کو جو تلوں کی پھل سے اذیت ہوتی ہے دیکھو قول ۳۴۔

(۱۸ تا ۲۰) سید علامہ حبیبی محشی دُر بھی اس تقریر یمن میں شریک ہیں اور احراق حیوانات بعد ذبح پر وہ شہدہ فرمایا کہ میت کو ایذا سے خارج ہے درد پہنچنا ثابت ہے سیدین اخیرین نے جواب دیا کہ یہی آدم میں ہے دیکھو تندیل زیر قلم ۴۰۔



(۲۱) قول ۲۷ میں علامہ شامی کا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نقل فرمانا دیکھو کہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز میں بسم اللہ شریف آواز سے نہ پڑھی۔

(۲۲) قول ۶۴ میت کے سر ہانے سے نہ آٹھے کہ اس کی نگاہ کو تکلیف ہوگی پائینتی سے آٹھے کہ میت کے پیش نظر ہوگا۔

(۲۳) تکبیل جمیل میں علامہ زیادی و داودی و ابھوری سے علامہ شامی کا وہ نقل کرنا دیکھو کہ گمی چیز کے ملنے کے لیے بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان کو ندا کرے۔

(۲۴) علامہ طحاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں قبور پر سلام ذکر کر کے فرمایا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شناسا قبر پر گزند نا اور سلام کرتا ہے مردہ اسے پہچانتا اور جواب دیتا ہے۔

حیث قال واخرج ابن عبد البر في الاستذكار والتمهيد  
بند صحيح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال  
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من احد  
بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلو عليه  
الا عرفه ورد عليه السلام۔

(۲۵) انیس کا قول ۸۲ دیکھو کہ اموات نہ صرف اس کا سلام سنتے جواب دیتے ان سے انس پاتے ہیں پھر فرمایا اس میں نہ شہیدوں کی خصوصیت نہ کسی وقت کی قید۔  
خدا لا انصاف یہ علما سماع روح کے منکر ہوں گے حاشا اللہ حاشا للہ و لكن  
الوہابیہ قوم یجتدون یہ پچیس شاید ہیں اور پچیس سو ممکن۔ مگر علما اپنا لکھا خود  
نہ سمجھتے تھے لاجرم قطعاً یقیناً وہ ارواح موتی کے لیے سمع و بصر و علم و فہم مانتے اور  
بدن مردہ کو جب تک مردہ رہے ان صفات سے معزول جانتے ہیں یہی بعینہ ہمارا مذہب  
اور یہی عبارات علماء کا مطلب والحمد للہ رب العالمین۔



دلیل ۱۲:- اگر یہ کلام مشایخ کرام روح پر محمول ہو تو وہ اعتراضات قاہرہ وارد ہوں جن سے رہائی ناممکن الحصول ہو مثلاً:-

اولاً:- حدیث ۴۰ سے اہل تکاہین بارہ احادیث عظیمہ صحیحہ و خفوق نعال و قلیب بدر سے ایراد جلیل اور ادعائے تخصیص وقت سوال قبر یا خصوصیت کفار مقتولین بدر باطل و بے دلیل کہا سمعت مرثاة شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:-  
 یردہ ان الاختصاص لا یصح الا بدلیل و هو مفقود  
 ہہنا بل السؤال والجواب ینافیانہ۔

ثانیاً:- یہاں خصوصیت سہی اور جواب احادیث کثیرہ عموماً و مطلقاً اموات کے علم و سمع و بصر و ادراک و معرفت میں وارد ہیں ان سے کیا جواب ہو گا مرثاة میں ہے:-  
 مع ان ما ورد من السلام علی الموتی یرد علی التخصیص بالاحوال لا  
 ثالثاً:- بہت اچھا جواب ابتدائے دفن میں تم خود سماع کے قائل یہاں تک کہ  
 کلام لا یُعقل متکلم لا یُعقل اعنی تفہیم المسائل بھی معرفت و قائل حیث قال:-  
 ”در وقت سوال و جواب ہمہ قائل سماع اند“

تو اس وقت کلام کرنے سے کیوں حنث نہیں ہوتا کہ اب تو سمع و فہم سب کچھ حاصل ہیں  
 طرح انہیں امام ابن الہمام نے دربارہٴ تلقین منکرین پر اعتراض کیا کہ:-  
 الا اند علی ہذا ینبغی التلقین بعد الموت لانه یكون حين ارجاء الروح  
 یہ اعتراضات اس تقدیر پر باطل یعنی انکار سماع ارواح پر اصل سے اس کلام  
 مشایخ کو باطل و ازربیح کندہ کرتے ہیں بخلاف اس تقدیر پر حتیٰ کے کہ صرف سماع جسم سے  
 انکار مراد ہے اب ان میں اصلاً کچھ وارد نہیں ہوتا۔

فاقول:-۔۔ باللہ التوفیق تقریر کلام مشایخ اعلام یہ ہے کہ بینائے ایمان  
 عرف پر ہے اور خطابات عرفیہ متعلق بدن مگر کلام بے سمع و فہم نامتصور لا جرم  
 یہ قسم حالت حیات پر مقصور اور جسم خالی معزول و مجبور کہ بعد فراق روح بدن مردہ  
 ہے اور اس کے حواس و مشاعر باطل و افسردہ عذاب متعلق قبر اگرچہ روح و بدن دونوں



پر ہے مگر اس کے لیے بدن کو ایک نوع حیات تازہ بقدر ادراک الم دی جاتی ہے ورنہ موت تو اس قدر احساس و ادراک کے بھی منافی ہے پھر اس حیات کا استمرار بھی ضرور نہیں احادیث کثیرہ کہ سمع و بصر و فہم و ادراک و معرفت اموات پر ناطق ہیں ضرور صادق ہیں ان میں مراد اوصاح موتی ہیں کہ ادراک حقیقتہً روح ہی کا کام ہے اور اسے موت نہیں نہ موت بدن سے اس میں تغیر آئے البتہ احادیث خفق نعال ضرور سمع جسمانی بتاتی ہیں قطع نظر اس سے کہ لفظ میت بدن میں حقیقت ان میں صراحۃً اذا دند: فی قبرہ ارشاد ہوا اور قبر میں رکھا جانا بدن ہی کی شان ہے مگر یہ بھی بوجہ مذکور ہم پر وارد نہیں کہ اس وقت بغرض سوال بدن کی طرف اعادہ حیات ہوتا ہے تو سماع حی کے لیے ثابت ہوا نہ میت کے اور احادیث قلیب اگرچہ حیات معادہ للسوال سے جدا ہیں کہ اول تو کافر حجاب سے سوال ہونے میں کلام ہے۔ امام ابو عمر ابن عبدالبر نے فرمایا سوال یا مؤمن سے ہو گا یا منافق سے کہ بظاہر مسلمان بنتا تھا بخلاف کافر ظاہر کہ اس سے سوال نہیں۔ امام جلیل جلال سیوطی نے فرمایا:-

هو لا ربح ولا اقول سواه اھ نقل فی رد المحتار۔

شرح الصدور میں اس کی تائید کر کے فرماتے ہیں:-

دنی آخر بدت ابی هريرة عند الطبرانی من قول حذاد دابی  
عمر الفخریہ ما یصح بذلک۔

اور اگر سوال ماننے بھی تو اس کا وقت ابتدائے وضع و دفن ہے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ناپاک لاشوں سے وہ گندہ کنواں پٹ جانے کے تین دن بعد وہاں تشریف لے جا کر مخاطب ہوئے تھے۔ صحیح مسلم کی روایت حدیث ۴۸ میں گزری اور صحیح بخاری شریف میں ہے:-

عن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم امد یوم بدر باربعہ عشرین رجلاً من اصنادہ قد ریش  
فناً فمافی طوی من اطواع و رخیث فخبث و کان اذا نلہ علی



قوم اقام بالمدينة ثلث ليال فلما كان بيدا اليوم الثالث اسبر احوالهم  
فشدها عليها رحاها ثم مشى وتبعها صعبا وقالوا ما نرى بنقل  
الا لبعض حاجتنا حتى قام على شفة الركي فجعل يناديهم باسمائهم  
ما سماء اباكم يا فلان بن فلان ويا فلان بن فلان ايسر كمرانكم  
اطعتم الله ورسوله فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم  
ما وعد ربكم حقا قال فقال عمر رضي الله تعالى عنه يا رسول الله ما  
تكلم من اجساد لا ارواح لها فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه  
وسلم والذي نفس محمد بيده ما انتم باسمع لما اقول منهم  
قال فتادة احياء الله حتى اسمعهم قولهم يبيخا وتصغيرا ونقرة  
وحسوة ونداء ماء.

اور حدیث مذکور نص سبز ہے کہ ان کافروں نے گوش بدن ہی سے سنا کہ  
امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور کہا کلام فرماتے ہیں،  
ان بدلوں سے جس میں روح نہیں۔ اسی کے جواب میں ارشاد ہوا کہ خدا کی قسم تم ان  
سے زیادہ نہیں سنتے۔ توصاف ثابت ہوا کہ سماع جسمانی ہی واقع ہوا۔ مگر جبکہ روح کا  
جسم کے فراق یقیناً معلوم اور بے عود حیات سماع جسم خالی قطعاً مردہ تو ان کا ذوق  
کے لئے نہیں دن بعد پھر عود زندگی ماننے سے چارہ نہیں۔ اور پڑا ہر کہ یہ معلوم نہیں  
ہوتا۔ ناچار بالخصوص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعجاز سے ان طاعنے کو  
زیادت حسرت، وندامت و عذاب و اذیت پہنچنے کیلئے واقع ہوا کہ روح و بدن  
دونوں کا اشتراک تنہا روح کے ادراک سے اخذ و تحت ہے۔

ولذا قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان کی حسرت و توبخ و تذلیل کے لئے اعادہ  
حیات فرما کر سنوایا۔ بالبحر جو احادیث سماع جسمانی میں نص ہیں۔ ان میں تحسیس وقت  
یا بعض اسوات خود بیل واضح ہے۔ اور جو ایسی نہیں وہ راشا غیر وارد کہ سماع لوح  
تو آپ ہی خود ثابت و واضح ہے۔ بکھلا شہید یہاں سے روشن ہوا کہ صاحب نفیسیم اللہ



کا نسبتاً بے ربط کہ

ہر چند مبنی ایمان بر طرف است مگر مقصود فقہاء از نفی سماع درین مقام نفی  
سماع عرفی نہ حقیقی مقصود می بود حاجت جواب دادن از مسئلہ عذاب  
قبر و توجیہ کردن دیگر وقائع کہ بر سماع موقی وال است نبود۔

فہل هذا لا توجیہ بمالایرضی بہ قائلہ محض نا فہمی و بھل فاضح ہے۔

**فاقول :-** اولاً یہاں عرفی و حقیقی متغایر نہیں۔ اوپر واضح ہو چکا کہ یہی ادراک  
اصوات بالات جسمانیہ ہی حقیقت لغویہ اور یہی متعارف ہے۔ اور وہ معنی جو وقت  
انسانیت سمع بروح مجرریا بحضرت عزت مراد ہوتے ہیں محل یمین میں اُن کا احتمال ہی  
کیا تھا کہ اطلاق نفی انھیں بھی شامل ہو۔

**ثانیاً :-** مثل کرام نے جن وقائع کی توجیہ فرمائی وہ سماع جسمانی پر وال تھے۔ اُن کی  
توجیہ کی ضرورت حاجت تھی۔ اس سے سماع روح کا انکار سمجھ لینا تھا سی خوش فہمی ہے۔  
**ثالثاً :-** توجیہ عذاب قبر کی بھی ایک ہی کہی۔ ذی ہوش کو نافع و مضر میں تمیز تک  
کی لیاقت نہیں۔ مگر تسبیح المسائل کے مقابل آنا ضرور ہے

ماذا اخاضاك يا مغرور في الخطر

حتى هلكت فليت التمل له تطر

غفلندہ بھی دیکھا کہ وہ توجیہ کیا کی ہے اور اُس سے روح میں کلام نکلتا ہے یا  
صاف بدن میں گفتگو ہونا منجلی ہے۔ دلیل ہفتم کو گزرتے ابھی یہ نہ ہوئی اسے ملاحظہ  
کیجئے۔ اور سب تفہیم کی نہ سقیم کی واد کیجئے۔

**رابعاً :-** کاش اس بطور کنویش جہاد شہداء تا مینا و ناستنودہ یعنی اس تحریر سے پہلے  
مر جانے والے تفہیم نگارندہ کو زمانہ مہلت دیتا کہ ہمارے کلام میں دلیل یا زدم اور  
اس کے پچیس شواہد کو آنکھوں دیکھتا کازوں سننا اس وقت کھٹنا کہ توجیہ القول بہا  
لا یرضی بہ قائلہ کا از کباب کس نے کیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب رہا یہ کہ جب  
ابتداءً دفن میں سماع مسلم تو اس وقت حث کیوں نہیں۔



**اقول :-** ہاں یوں نہیں کہ یہ متضمن حیات مخاطب ہے اور نفس روح سے متعلق نہ تھی۔ اگر اس سے تعلق ہوتا تو اس کی حیات و اداسکات تو مستمر میں ضرور حسنت ہوتا۔ ان الارض والکان لا یبقی زمانین لکنہ ما دام مستمرا بتجدد الامثال بعد تبدل واحدًا باطباق اللغة والعرف والشعور۔ بخلاف بدن کہ اس کی حیات زائل ہو کر اب حیات جدیدہ اس وقت ملی ہے۔ اور وہ حیات اولیٰ کی غیر ہے۔ تو جس حیات سے یہیں متعلق تھی منقطع ہو چکی اور حسنت کی گنجائش نہ رہی یہی امام ابن الہمام اسی فتح القدیر میں فرماتے ہیں :-

”الحیاء المعادۃ غیر الحیاء المعارف علی اذنیہا وقد وہ

دھی الحیاء القائمة حالة الحلف لان تارة عین لا یسکن

اعادتها بعینہا فان اعیدت الروح فان الحیاء غیر الروح لانه

امر لازم للروح فیہ المدوح“

**تنبیہ جلیل :-** الحمد للہ جس طرح اس تقریر کے یہ واضح ہوا کہ ہمارے مشائخ کرام باتباع احادیث صحیحہ ان عایانہ ادہام محاب و مائل خشت درگ قبر کو پہل و ناقابل التفات جانتے ہیں کہ میت مدفون کیلئے وقت اعادہ روح ایسی غفی آواز ہائے برنی کا سماع ثابت مانتے ہیں یوں ہی یہ بھی لائح ہوا کہ یہاں سماع جسمانی سے مانع ہی موت تھی۔ ولہذا جس وقت جسم کو ایک نوع حیات ملی سماع اصوات کی راہ کھلی تو ظاہر کہ روح کا بالابہام ہمیشہ زندہ و مستمر و بحال و نامتغیر ہے۔ اس کا سماع عادیہ دائم ہے کہ صحیح موجود اور مانع مقصود اب کھلا کہ مشائخ کرام کی یہ بحث و کلام فقط مذہب منکرین سے بیگانہ ہی نہ تھی بلکہ بجد اللہ تعالیٰ سراسر ان کا رد ہیں۔ اس تحقیق اذیت کے بعد صاحب تفہیم المسائل کا مزاج پوچھئے کہ آپ کی اس خوش فہمی و قوت دہمی نے کہ در فتح القدیر نوشتہ کہ بنائے منع تلقین نزد اکثر مشائخ ما برہم سماع موثی است در آخر گفتہ کہ طائفہ مشائخ در بدست تلقین قائل بحقیقت بدین وجہ شدہ اند کہ وقت تلقین مقام ارجاع روح است برائے سوال



و جواب دین وقت موتی را بجہت عبودیت سماع حاصل است پس  
 این طائفہ ہم منکر سماع موتی است و در وقت سوال و جواب ہمہ قائل  
 سماع اند و درین صورت از عبارت فتح القدیر معلوم میشود کہ مذہب ہمہ  
 فقہا انکار سماع موتی است ۔

کیسا حکم تیر بازگشت پیدا کیا یہ تو اسی عقلمند کے کلام سے واضح ہوا کہ وہ میت  
 جس کیلئے فقہا سماع نہیں مانتے بدن ہے ۔ ذرا ہوش میں آکر بتانا کہ عبودیت  
 کس میں ہوتا ہے ۔ پھر یہ پہچنے کہ ذی ہوش وہ روح جس کے ارنی عور سے یہ مشیت  
 خاک آتے حجابوں عالموں میں بالاتفاق سمع ہوتا ہے ۔ وہ نور کہ حجاب عالمی سے  
 منزہ اور ہمیشہ زندہ ہے ۔ کیوں نہ بالاتفاق دائماً شہاد مینا ہوگی ۔ اب یاد کیجئے امام  
 ابن الحاج کا ارشاد مذکور قول ۶۵ کہ ادبیلئے ایاد نور بند سے دیکھتے ہیں ۔ اور نور  
 خدا کو کچھ ماسب نہیں ۔ پھر اسات کا کیا کہنا ۔ ارشاد العزیز صاحب کا مقالہ کہ روح  
 کے آگے مکان دور ذریک یحساں ہے ۔ جس طرح نظر کوئیں میں آسمان برین کے شکار  
 دیکھتی ہے وغیر ذلک اقوال کثیرہ مذکورہ ۔ دیکھو ظالم حجت الہی میں قائم ہوتا ہے ۔  
 ہاں یہ باقی رہا کہ ادراک روح کیلئے جسم شرط مانیے ۔ براہ پر واضح ہو چکا کہ اُس کے  
 کون قائل ہیں معتزلہ و فیہم لیا م آگے تم بانواد تمہارا کام یہی بحمد اللہ تقریر و تفسیر و  
 تحریر و تفسیر ۔ اس کلام حضرت شارح کرام کی جسے مخالف اپنا کمال موافق جان کر  
 اہل حق سے الجھتے اور موافق بنان مخالف مشکل معطل سمجھتے ۔ اہل بدعت اپنی سپر  
 رہنما ہٹھ کر آسمان تازہ بہ ثوبہاں اچھالنے اور اصحاب سنت بنظاہر مخالف عقیدہ  
 سادقہ پارسلار معارضہ و مناقضہ سمجھانے ۔ اب بدون عزیز مقتدر عز بلانہ  
 مدشن ہو گیا کہ اسرا بالکل بالعکس ہے ۔ وہ کلام ہدایت نظام سراپا عقیدہ اہلسنت  
 کے مطابق مادر مذہب مخالف کا رد اس ہے ۔ بحمد اللہ تعالیٰ اب مخالف دیکھے  
 کہ اس کے شورٹے قعر عدم کے کس گوشے میں گئے ۔ موافق نہ صرف موافق ہر ذرا عقل  
 منصف دیکھے کہ بنفسبہ تعالیٰ اس نفیر بنیر سے کیا کیا فائدے حاصل ہوئے ۔



فائدہ (۱) :- کلام شائع بحمد اللہ ان برگزینہ رُوحانیت کے مخالف نہیں۔

فائدہ (۲) :- نئے عجازِ باریک کسی حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف۔

فائدہ (۳) :- نہ تفسیر کات ائمہ میں اصلاح تارض۔

فائدہ (۴) :- نہ خود ان علماء سے کلام میں کہیں بڑے متنافس۔

فائدہ (۵) :- نہ وہ اس مسئلہ میں اپنے ہی اس مقرر یعنی بنا علی العرف سے

جدا چلے بلکہ اسی جڑ سے بہ پورے سے نکلے۔

فائدہ (۶) :- نہ وہ ہرگز کسی تحسین سے دلیل کے مرکب ہوئے۔

فائدہ (۷) :- نہ ان کی اس دلیل پر نہ ہمارے کسی نقص وار نہ تفریع و تالیف

پر کچھ الزام ملے۔

غرض یہ سب درریخ مقامات میں ان کے کلمات، اور ان ائمہ کے نعوس و

تصریحات، اور اشارت و اشارے عالی ارشاد بحمد اللہ تعالیٰ سب منقش و منتظم

ہیں۔ اور اب دوسرے سے متناسب و متناسق۔ اور اس نصیر معقول مستند و مسقول

و واجب القبول کو نہ مانے۔ نوبہ نام فوائد منقذ ہو کر ان کے زبان اتنی ہی ضروریات

اور نتیجہ کچھ ہیں کہ انجام یہ ٹھہرے گا کہ کلام شائع طرح طرح سے منتقش و باطل اور

انواع ازاع و ازاعوں سے متزلزل۔ اور آپ ہی اپنی طور سے گھائی پھر کیا کسی ستار

کے قابل دھڑا مسالایر ضاہ ناقل اب بحمد اللہ تعالیٰ مہرِ نبیر و ماہِ نیم ماہ سے

زیادہ رخشاں و رخشاں ہوا کہ بعض کرائے متاخرین شراح محدثین نے اس باب میں

جو نصیریں فرمائیں۔ اسل مرام شائع کلام پر وارد نہیں۔ وہ گریا برسبیل ارفائے عنان

راحمہ مخالفت ملن کر بواب مخالفت کی نیل میں ہیں۔ اور واقعی ہمارے ائمہ کلام و

مشائخ اعلام کے انظارِ غامضہ و نسیقہ ایسے ہی سایہ وافع ہوئیں کہ بعض اوقات

انظارِ ناظرین متاخرین اہرن اس کے مرقانہ مدائح و معانی معاصر تک رسول میں

تمسائی رہیں۔ جیسا کہ فارم ابواب و رسول فقہ و رسول پر آشکارہ ہیں یہ بحمد اللہ تعالیٰ



حق تحقیق و تحقیق حق ہے جس سے حق تحقیق بقول و تصدیق یکسر موافق و تجاوز نہیں۔  
 هكذا ينبغي التحقيق والله سبحانه ولى التوفيق الحمد لله اگر اس تمام  
 کتاب میں ان مقدمات سبع کی تمہید و تزیین اور اس جواب عین الصواب کی تحریر  
 تبیین کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو بفضل عظیم حضرت کریم علم نوالہ اسی ندر شافی و کائناتی و مبنی  
 و دوائی تھا۔ ذاك من فضل الله علينا وعلى الناس ولكن اكثر الناس لا يشكرون  
 رب ادزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل  
 صلحا ترضيه واسلم لي في ذريتي اني تبت اليك دائي من المسلمين  
 والحمد لله رب العلمين ۵

الحمد لله اس جواب جلیل و جلیل کے بعد اصلا حاجت نہیں کہ اور جوابوں کی طرف  
 توجہ کروں۔ لہٰذا نے بفضلہ تعالیٰ یقین قطعی سے دیا ہے کہ بلاشبہ مرار مشائخ کرام  
 یہی ہے جواب کیا ضرورت ہے کہ تنزیلات کیجئے ارغائے عنان سے مہلتیں دیکھئے  
 مگر مخالف کو شکایت رسر نہ ہے۔ لہٰذا چاہان گزیر کو کچھ اور بھی امتداد سہی۔ اسی  
 جواب کے منطلق میں تنبیہات مفیدہ لکھ کر دیگر اجوبہ کی طرف غفلت عنان گردن  
 وباللہ التوفیق۔

**تنبیہ اول افول :-** بعض مسائل میں اہل بدعت اور بعض اہل اہلسنت  
 متفق ہوتے ہیں اور ان کے مانع سب اختلاف مذہب مختلف مثلا حضور قدس  
 سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک سے زندہ کرنی ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے  
 اور دوسرے تو قاطبہ شرک کہتے ہیں۔ ان کا مانع دہی شرک مہوم اور ہمارے منع  
 کی وجہ آیت علیہ السلام

”لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم  
 كدعاء بعضكم بعضاً۔“  
 رسول کا پکارنا اپنے میں ایسا نہ ٹھہراؤ  
 جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔“

تو نام پاک سے زندہ ناجائز ہے بلکہ بار رسول اللہ یا حبیب اللہ یا خلیفۃ اللہ وغیرہ  
 اوصاف کریمہ کے ساتھ نہاد چاہئے۔ یرمیں سناہ نقیض بعد رسن کو بہرہ و معتزلہ



منع کیا ہی چاہیں کہ ان سنگساروں کے نزدیک اسات کی روح بدن سب اینٹ پتھر  
ہیں۔ ولہذا وہ سفہا عذاب قبر و سوان بکرن کے شکر میں۔ اور حنفیہ میں جمہور مانعین ہی  
ہیں۔ قول ۱۳۱ میں امام زاد صفار کا ارشاد سن چکے کہ منع تلقین مذہب معتزلہ پر ہے۔  
قول ۱۳۲ و ۱۳۳ میں جوہر و نیزہ و در مختار کے گزرا کہ تلقین اہلسنت کے نزدیک شرع  
ہے۔ قول ۱۵۴

ہر کہ تلقین نہ یکنو و نہ یگوید بآن او بر مذہب اعتزال است کہ گویند بہت جا  
محض است۔

ولہذا امام ابن الہمام نے اپنا عمدہ بیان فرمایا کہ میرے گمان میں منع تلقین انکار  
سمع پر مبنی ہے۔ یہ ان جمہور مانعین کے لحاظ سے ضرور صحیح ہے۔ مگر بعض علما اہلسنت  
کہ منع میں شریک ہوئے۔ ان کا مانع یہ ہرگز نہیں بلکہ بعض کے نزدیک بدعت ہونا کا  
مرغن سلطان العلماء یا ان کے خیال میں بے فائدہ ٹھہرنا کہ ایمان پر گیا تو کیا حاجت  
ور نہ کیا منفعت۔ ولہذا امام نسفی نے مسئلہ میں میں وہ تصریحات فرمائیں۔ مگر انکار تلقین  
میں ہرگز اس کا تاہم نہ لیا بلکہ اُسے عدم فائدہ سے استناد کیا جیسا کہ قول ۱۵۴ و ۱۵۵  
جلیلہ میں گزرا ولہذا ملک العلماء بجز اسلام عبد اعلیٰ محمد نے جب انکار تلقین اختیار کیا۔  
اس پر اسی انعدام نفع سے استظہار اور ساتھ ہی بر بنائے انکار سمع انکار مانع  
پر مترح انکار کیا۔ ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں:

المیت لا فائدة في تلقينه اصلا لانه ان مات مسلما فهو  
ثابت على الشهادة بالتوحيد والرسالة والتلقين لغو وان مات  
كافرا فلا يفيد التلقين لانه لا ينفعه الايمان بعد الموت و  
ما قيل ان التلقين لغو لان الميت لا يسمع فهذا باطل۔

فائدہ :- امام علامہ شیخ الاسلام نسفی نے جس طرح کافی میں منع تلقین پر  
صرف نفی نفع پر وجہ مذکور ہے اسند لال کیا جس سے سادہ مترشح کہ وہ اس سمع  
کے منکر نہیں۔ ورنہ سرے سرے ہی فرمانا تھا کہ تلقین کسے کی جائے۔ اینٹوں پتھروں



کو یوں ہی آیات کریمہ کی تفسیر میں نفی ارتفاع و نفی قبول ذکر فرمائی۔ زیر کریمہ ملکہ فرمایا۔  
شبه الکفار بالموتی حیث لا ینتفعون بمسموعہم۔

زیر کریمہ نثر

لما كانوا لا یعون ما یسمعون ولا ینتفعون شیعہوا بالموتی۔

زیر کریمہ روم

وهو لا یحکم الموتی فلا تطعم ان یقبلوا منك۔

مگر صاحب تفہیم المسائل تو اختراع و افتراء کے ماہر کامل صاف لکھ دیا وہ تفسیر مدارک تحت آیہ کریمہ

”والذین کذبوا بآیتنا هم یکم می نویسد المعنی انہمونی حال کفرهم  
وتکذب یہم و کم لا یسمع ولا یتکلم فلہذا شبه الکفار بالموتی  
لان البیت لا یسمع ولا یتکلم کذا قال ابن الخاندن العدائی  
الشانعی فی تفسیرہ لباب التاریل فی معنی التنزیل انتہی ۱ھ۔“

مدارک شریف میں اس عبارت کا نشان نہیں لکھتے یہ کہ اس میں تفسیر لباب التاریل  
کا حوالہ نقل کر کے انتہی لکھ دی۔ یعنی یہاں تک عبارت مدارک تھی۔ حالانکہ صاحب  
مدارک کی وفات ۱۱۷۰ھ یا ۱۱۷۱ھ میں علی اختلاف القولیں ہے۔ اور لباب التاریل کی  
تالیف ۱۱۷۰ھ میں ختم ہوئی نہ امام اہل نسفی ایسے حوالے کے عادی اور وہ بھی اپنے  
کسی ایسے معاصر بلکہ مدارک العصر سے نابینائی ہو جائے کر اٹھے۔

تنبیہ دوم۔ اقول بحمد اللہ تعالیٰ واضح ہو چکا کہ ہمیں یقیناً حیات بدن  
و سماع جسمانی سے کچھ کام نہ وہ عام لوگوں میں ہمارا دعویٰ نہ ہمارا کوئی مسئلہ، اس پر  
موقوف تو اگر بالفرض بدن کے لئے موت مطلق دائم رہتی۔ ہمارا کچھ حرف نہ تھا۔  
ورود نصوص کے سبب ہم نے تنغیم و تغذیب قبر روح و بدن و دونوں کے لئے مانی  
اور بشہادت عقل و نقل بدن کے واسطے بھی ایک نوع حیات ہے۔ اس تلذذ و  
تألم کے لئے لازم جانی۔ ہاں یہ ضرور ہمارا مدعا ہے۔ اور بحمد اللہ دلائل قاہرہ اس پر قائم



ہو چکے کہ روح باقی و مستقر بحال و نامتغیر و سمیع و مبصر اور بدن کے ساتھ اس کا ایک تعلق ہمیشہ مستمر ہو جو کچھ بعد فراق بھی بدن کے ساتھ کیا جائے۔ ضرور دیکھے گی مطلع ہوگی۔ اگر وہ نعل تعظیم ہے پسند کرے گی یا اذیت ہے ناخوش ہوگی اذیت پائے گی۔ فصل سابعہ  
اس سب بیان کی متکفل ہو چکیں تو خارج سے بھی جو ضرب یا صدمہ بدن میت پر واقع ہو اگر بطور استہانت و تحقیر ہے۔ قطعاً روح کو ایذا اُسے روحانی ہوگی۔ رہا یہ کہ اس کے اسے اذیت و درد سمائی بھی لاحق ہوگا یا نہیں یعنی جس طرح عالم سیات میں بدن پر جو صدمہ آتا بدن اسے روح تک پہنچانے کا آلہ و واسطہ بناتا کہ اس کے تفرق اتصال سے روح کو درد پہنچتا آیا۔ بعد فراق بھی مثل عذاب الہی و العیاذ باللہ تعالیٰ تعذیب بشری کے بھی الم ہوتا ہے یا اس میں درد منتفی اور صرف وہی توہین کے باعث ناخوشی باقی ظاہر کلام مشائخ کرام جانب دوم ہے۔ ولہذا کافی میں فرمایا

المیت لا یتألم بضروب بقا آدم و انسا ذلک ممّا یتفرد بہ اللہ تعالیٰ۔

اور یہی مقتضائے اثر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

اخرج ابن سعد عن خالد بن معدان قال لما انهزمت الروم يوم اجنادين انتهوا الى موضع لا يعبره الا انسان انسان فجعلت الروم تقاتل عليه فتقدم هشام بن العاص رضي الله تعالى عنه فقاتلهم حتى قتل ووقع على تلك الثلثة فسد هائلها انتهي المسجون اليهاها بوا ان يوطوها الخيل فقال عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه ان الله قد استشهد به ورفع روحه وانسا هو جثة فاطووه الخيل ثم اوطأ هو وتبعه الناس حتى قطعوه۔  
امام بیل بلان دین سیرطی فرماتے ہیں:

هذه الاثار لا تدل على ان الارواح لا تتصل بالابدان بعد الموت انما تدل على ان الاجساد لا تنظر ربها ينالها من عذاب



انسان لها ومن اكل التراب لها فان عذاب القبر ليس من جنس هذا  
الدنيا واتما هو نوع اخر يصل الى البيت بمشيئة الله تعالى وقد تيسر  
اور نلو اهر حديث و دیگر آثار و اخبار و اقوال انخيار جانب اقل ہیں۔  
حدیث ۲۶ میں روایت دارقطنی سے زیادت لفظ فی الاثر گزری۔ یعنی مردہ  
وزندہ کی ہڈی توڑنی مرد میں برابر ہے۔

علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

فجمع غفیر ذہبوا الی ان المراد جماعت عظیم علما اس طرف گئی کہ مراد حدیث  
ان کسر عظم المیت ککسر عظمہ حیاتی التام والتأدی۔  
یہ ہے کہ مرے کی ہڈی توڑنی مرد و ایذا  
میں ایسی ہی ہے جیسے زندہ کی۔

امام ابو عمران عبد البر و شیخ محقق کا اس باب میں ارشاد قول ۲۰ و ام میں گزرا اور  
تینوں سید علامہ ابراہیم علی و احمد مصری و محمد شامی تحفیان در کے اقوال اسی کے بعد  
مذکور ہوئے۔

حدیث ۲۲ میں بروایت صحیح مسلم شریف انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے گزرا

اذا دفنتمونی فشنرا علی جب مجھے دفن کرو تو مٹی مجھ پر آہستہ  
التراب شنرا آہستہ نرم نرم ڈالنا۔

یہی وصیت حدیث ۳۲ میں علامہ ابن الجراح تابعی سے گزری ۱۰ اور ویسٹ اس پر  
شیخ محقق کا قول کہ

این اشارت است بآنکہ میت اسس میکند و دردناک میشود با نچہ  
دردناک میشود بان زندہ۔

حدیث ۱۶ میں امام سفیان کا ارشاد گزرا کہ

انه لینا شد بالله غاسله مرد اپنے نہلانے والے کو قسم دیتا ہے  
الاخفت علی۔ کہ مجھ پر آسانی کرنا۔



اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اُس کے سر میں زور زور سے کنگھی کی جاتی ہے۔ فرمایا:

علام تنصون میتکم۔  
کس برہم میں اپنے سرے کی پٹائی کے بال  
کھینچتے ہو۔

الامام محمد بن الاشار، اخبرنا ابو حنیفہ ح و عبد الرزاق فی مصنفہ  
و لفظہ قال اخبرنا سفیان عن الثوری کلاهما عن حماد بن  
ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
انہا رأّت امرأة یکدون رأسها بمشط فقالت علام تنصون منکم  
ورواه محمد ابو عبد القاسم بن سلام و ابراہیم الجوی فی کتابہما  
فی غریب الحدیث عن ابراہیم عن عائشہ رضی اللہ عنہا انہا  
سئلت عن المیت بسرح رأسہ فقالت علام تنصون میتکم۔

بالجملہ رنجان اسی جانب ہے اور بہر حال اگر الم مانیے تو مسئلہ یمن فی الضرب پر  
کچھ نقص نہیں کہ یہ الم پہنچے گا حیات معادہ سے اور علف تھا حیات موجودہ عند الخلب  
پر کما تدمنا تحقیقہ عن الفتح اور رنجانیے تو مسئلہ سماع میں کچھ نقص نہیں کہ ہمارا  
کلام روح سے ہے۔ آیت بدن ہونا نہ ہونا یکساں و لہذا امام اہل سیوطی نے بانکہ  
اثبات سماع موتی میں وہ تحقیقات باہرہ قاہرہ رکھتے ہیں اس تقریر پر تقریر فرمائی۔

هكذا ينبغي ان يفهم هذا المقام والله سبحانه على الانعام  
وانضل الصلوة واكمل السلام على سيدنا محمد اكرم الکوام  
والله وصحبه الى يوم القيام۔

**جواب دوم :-** مانا کہ روح ہی میں کلام ہے مگر کہاں سے کہ سمع منفی  
بمعنی ادراک بتوسط آلات جسمانیہ نہیں۔ یوں بھی مطلب حاصل اور تنافی زائل کہ  
منفی یہ ہے اور مثبت بمعنی انکشاف تمام اصوات بروح جزئی اس جواب کے  
قرب قریب کلام تنزیلی حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرود فرمایا۔ شرح مشکوٰۃ



میں فرماتے ہیں :-

”درہنجاسخن دیگر است کہ فرشا اگر از ثبوت سماع تنزل کنیم باعتبار آنکہ  
سماع بجاسہ سمع میباشد و سمع بخرابی بدن خراب شد بگویم از نفی سماع  
نفی علم لازم نمی آید و علم بروح بود کہ باقیست پس علم بمبصرات و سموعات  
حاصل باشد نہ بروح البصار و سمع چنانچہ بعض متکلمان سمع و بصر الہی تعالیٰ  
را بعلم مسموعات و مبصرات تاویل کردہ اند“

**اقول :-** وباللہ التوفیق محصل ارشاد مبارک شیخ شیوخ علماء الہند قدس سرہ  
یہ ہے کہ سمع حقیقتہً بمعنی مطلق ادراک مخصوص اصوات ہے۔ مآ ازیں کہ آلات  
جسمانیہ کا توسط ہو یا نہیں ولہذا اللہ عزوجل کو سمع ماننے میں کہ عقیدہ ایمانیہ ہے  
محققین کے نزدیک کوئی تاویل و تجوز نہیں۔ اسلئے ہم قائل سماع حقیقی ارواح مفارقہ  
ہیں اگرچہ موت تعطیل آلات کرے۔ اور اگر سمع کے لئے یہ معنی نہ بھی مانے بلکہ  
توسط آلات ہی سے مخصوص جانیے تو ہم علی السبیل التنزل کہیں گے کہ سمع نہ سہی،  
ادراک تام بروح جبری تو ہے۔ اسی قدر سے ہمارا مدعا حاصل۔ اگرچہ بنام سمع تعبیر کریں  
جیسے بعض متکلمین نے سمع و بصر الہی جل و علاہ کو یوں ہا تاویل کیا۔ اور مقدمہ رابعہ میں  
تقریر فقیر غفرلہ المولیٰ القدر یاد کیجئے تو اس کا مسلک یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ نہ ہمیں دعویٰ  
سمع سے تنزل کی حاجت نہ روح مفارق یا معاز اللہ حضرت عزت میں الاحکام تاویل  
کی ضرورت سمع کے دونوں معنی مقروء مسلم ہیں۔ اور ایک دوسرے کافی نہیں۔ معنی آئیت،  
نہ کبھی مراد معنی کہ اب تنزل کریں نہ اس لئے میں اطلاق سمع محصور ہو سکے کہ ناچار تاویل  
و تحمل کریں۔ نیز طرز بحث کا نزاع تھا۔ اسل سخن کی طرف چلئے۔

**واقول :-** جبکہ سمع کے جسمانی و روحانی دونوں معنی اور جسمانی کی نفی میں نہ ہمیں  
ضرورت مخالفت کو نفع تو احتمال قاطع استدلال نہ کہ جب جسمانی ہی کا ارادہ راجح و راسخ  
ہو پر ظاہر کہ ادراک اصوات کا یہی طریقہ معلومہ معہورہ ہے نہ باہمی محاورات عرفیہ  
میں ذہن اسی طرف تبار کرے گا۔ آخر نہ دیکھا جب سنورا قدس سید عالم صلی اللہ



تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر فضائل جمعہ ارشاد فرمایا:

”اکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ  
فان صلوٰۃ تکومعروضۃ علی  
اس دن مجھ پر دُور بہت بھیجو کہ تمہاری  
دُور مجھ پر عرض کی جائے گی۔

صحابہؓ نے گزارش کی:

”یا رسول اللہ وکیف تعرض  
صلاۃنا علیک وقد اومت  
یا رسول اللہ؟ کیونکر ہوگا حالانکہ بعد  
وصالی جسم باقی نہیں رہتے۔

فرمایا:

”ان الله حرم علی الارض ان  
تأکل اجساد الانبیاء۔  
بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم  
کھانا حرام کیا ہے۔

رواہ الامام احمد والدارمی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وابن خزيمة  
وابن حبان والدارقطنی والحاکم والبیہقی فی الدعوات الکبیر وابونعیم  
وصحیحہ الاربعۃ السابقون علی الاخرین وابن دحیة وغیرہم  
وحسنہ عبد الفتی والمنذری۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اکثروا الصلوة علی یوم الجمعة  
”جمعہ کے دن مجھ پر دُور زیادہ بھیجو کہ

فانه مشہود تشہده الملائكة  
”دن حضور ملائک کا ہے۔ رحمت کے

وان احدا لم یصل علی الارض  
فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو

علی صلاتہ حتی یفرغ منها۔  
مجھ پر دُور بھیجتا ہے جس تک بھیجتا ہے

اس کی دُور مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔

ابودرداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلت وبعد الموت۔ میں نے عرض کی،

اور بعد انتقال اقدس کے فرمایا:

”ان الله تعالیٰ حرم علی الارض  
بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا

ان تأکل اجساد الانبیاء۔  
جسم کھانا حرام کیا ہے۔







معتزلہ وغیرہم مخذولین کے ہیں۔ قول ۱۵ میں مقاصد و شرح مقاصد کے گوراکہ بدن کو شرط اور اک جاننا، اسنت کے خلاف معتزلہ کا اعتنا ہے۔ اسی طرح عامہ کتب عقائد و تفسیر کبیرہ وغیرہ میں تصریح نہیں۔ انسوس کہ اپنی بد مذہبی بنانے کیلئے معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عقائد فاسدہ کا معتقد و مظہر و رستید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پر ساکت و مقرب تبار اور دل میں خوفِ خدا نہ لاؤ۔

مثلاً یہاں: کیا خوب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صرف سکوت بتانا کہہ رہا ہوں۔ وہ صراحتہ کلام اقدس کے معنی بتا چکا کہ ازاں جا کر انبیاء کے اجسام باقی ہیں۔ لہذا سننے میں استبعاد نہیں کیا ظلم ہے کہ صاف صاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادراک روح کے لئے بقلائے جسم کا شرط ماننے والا بتاؤ بد مذہبی کی جگہ بچائے۔

مثلاً لٹا: طرفہ یہ کہ یہاں پیشی درود بذریعہ ملکہ مقصود حدیث دوم میں شہو ملائک کی تصریح موجود اور خود اس کے ترجمے میں لکھا:   
 ”گفت ابو درود گفتم بطریق استفہام واستبعاد کہ پس از موت نیز عرض میکنند“

وہ اس میکنند کا مزید تو بولے مگر از زبان صحابہ میں فنا و زوال بدن کے بعد روح کی بے ادراکی تمھاری مقرر ہے اور اکی سے بھی فرزن نہ تھی کہ ملائکہ کی بات سننے سمجھنے پر بھی تعجب و استبعاد فرماتے۔ مگر مثال آیہ کریمہ النار یعرضون علیہا کہ یہ ہے۔ اور اظہار فضل جمعہ و تنزیل فرس درود سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ ان کے کان بے خبر تھے۔ ہاں بدن کی یہ حالت ضرور ہے کہ اسی کو وہ موت عارض ہوتی ہے جو مطلقاً منافی شعور ہے۔ تن مر رہا جب تک مردہ ہے نہ ملک کی بات سن سکتا ہے نہ بشر کی۔ اور وقت سوال وغیرہ عود و سماع بعد حیات ہے۔ اس کا بھی استمرار ضرور نہیں تو رتیاں عامہ اس کہ اس وقت تک خاصہ اجسام طیبہ حضرات انبیاء علیہم السلام والثناء کا علم نہ تھا۔ بحال فنا کے بدن بقلائے اراک جسمانی میں اشکال ہوا جس پر وہ سوال



اور اس کا وہ جواب کاشف حقیقتہ الحال ہوا۔ الحمد للہ انی حقیقت تھی آپ کے اس  
نئے نانکی جس پر بڑی دھوم سے دکان فخر بازی کی کہ

چون از جواب مغالطات معترض فراغت دست داد لهذا تحقیق این مسئلہ  
بطور دیگر ضرور افتاد۔

ماشاء اللہ اس شرط و جزاء کے ربط کو تو رکھیٹے یہی بتا رہا ہے کہ سخت  
گہرائے ہوئے اور اعتراضات علامہ معترض قدس سرہ کو لامل سمجھ رہے ہو۔ اگر واقعی  
اعتراض اٹھ جاتے تو اگلی ہی تحقیق کی جان بچ جاتی۔ آپ کے اس فراغت رست کے  
بعد کچھ ضرورت پر ضرور انسا کی افتاد کیوں آتی ع

نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانے دو

**فائدہ جلیلہ :-** جب محاورات باہمی میں مطلق سماع سے یہ تبادر تو حدیث  
قلیب کا ذکر ہی کیا ہے کہ اس کا تو سماع جسمانی میں نص سترح ہونا اور پر مہین ہو چکا، اور  
ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہا اجمعین حاضر واقعہ نہ تھیں۔  
اور پر ظاہر کہ آیات کریمہ متعلق باجسام ہیں۔ خصوصاً وما انت بمسمع من فی القبور۔  
اگر یہ نفی سماع نہیں فرماتے مگر نفی اسماع ظاہر ہے اور اس واقعہ سے صراحتاً اسکا اجسام  
مفہوم لہذا ام المؤمنین نے اسے منافی آیات خیال فرما کر وہم و سہو کا حکم دیا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یعدون فرمایا۔ یعنی ان کی رو میں جانتی ہیں۔ راوی کہ  
یسعون یاد رہا کہ ان کے جسم سنتے ہیں۔ پر ظاہر کہ علم صفت خاصہ روح ہے جس میں وہ  
بدن کی محتاج نہیں بخلاف سمع متعارف بذریعہ آلات بدنہ کہ بے حیات بدن نامکن  
اور یہ وقت ان کافروں کی حیات جسمانی کا نہ تھا تو اس وقت اثبات اسماع اجسام منافی  
آیات ہے۔ ہاں علم حاصل ہے کہ وہ روح سے ہے اور روح باقی ہے۔ یہ حاصل ارشاد  
ام المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علیہا وسلم ہے۔ اور اسی بنا پر مشایخ کلمائے  
کہ قطعاً دربارہ ابدان کلام فرما رہے تھے۔ اس سے استناد محض رجما بالغیب و خیرا  
القادر۔ بکہ اس کے فطالت و بطلان اور ان کے بطالت و غزلان پر خود ارشادات سمجھ



صریحہ ام المؤمنین احسن الاشہار اقل تو اس حدیث میں جب علم مان رہی ہیں۔  
 تو ادراک روح کی خورقائل ہوئیں۔ پھر انکار سماع روح کے کیا معنی۔ اور حدیث سلام  
 تنصون میت کو ابھی گزری کہ میت کے سر میں زر سے کنگھی کرتے دیکھا تو فرمایا  
 ”کلاسے پر اس کے بال کھینچتے ہو؟“ اس سے قطع نظر کیجئے تو حدیث جلیل صحیح بستم کہ  
 ابتدائے نوع دوم مقصد دوم میں مذکور ہوئے جس میں ام المؤمنین قسم کھا کر فرماتی ہیں۔  
 واللہ جب سے امیر المؤمنین عمر دفن ہوئے میں ان کی شہرے بے تماہ کپڑے پہنے  
 مزارات طیبہ پر حاضر نہ ہوئی۔ قطعاً لا جواب ہے۔ جب ام المؤمنین بعد دفن ابصار  
 مانتی ہیں تو روح کو قطعاً باقی و مدد رک اور اس کے ادراکات کو شامل امور دنیویہ بھی  
 جانتے ہیں۔ پھر انکار سماع ظاہر لا امتناع بلکہ محل قرب میں حال سماع حال ابصار سے  
 بدلا ہوا اخف ہے کہ اس کے شرائط اس کے شرائط سے ازید ہیں۔ شاید میں معہود مشہور  
 تو یہ ہے کہ باوصف حائل و حجاب ابصار نازل اور سماع حاصل جب ام المؤمنین ایسے  
 کثیف و کثیر پردوں سے دیکھنا مانتی ہیں سننا کیونکر نہ مانتی گی۔ بعینہ ا کوئی قائل بالفصل  
 نہیں ہوا ابصار مانتا ہے سماع بھی مانے گا۔ اور جو سماع نہیں جانتا ابصار بھی نہ جانیگا۔  
 تیسری حدیث جلیل ام المؤمنین منقول بہ نقل ائمہ اجلہ ثقات وعدول رجال بخاری و  
 مسلم مروی جامع ترمذی شریف یہ ہے:

حد ثنا الحسن بن حریش (ثقة من رجال الشیخین) نا عیسیٰ بن  
 یونس (ثقة مأمون من رجال الستة کسائر السند) عن ابن جریر  
 عن عبد اللہ بن ابی ہلیک کہ قال توفي عبد الرحمن بن ابی بکر رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہما بالعجشی قال فحمل الی مکة فدفن فیہا فلما  
 قدمت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا انت قبر عبد الرحمن بن ابی  
 بکر فقالت ھ

وکننا کدما فی جذیمة حقبة من الدھر حتی قیل عن یتصدعا  
 فلما فقرتنا کافی و مالکاً لطلول اجتماع لوربت لیلتما



ثَوَقَالَتْ وَاللّٰهُ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دَفَنْتُ الْاَحْيَا مِتُّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ  
مَا زَرْتُكَ -

یعنی حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما برادر حقیقی ام المؤمنین  
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مکہ معظمہ کے قریب مونسہ قبشی میں انتقال فرمایا۔ ان کی نعش مبارک  
مکہ معظمہ لائے۔ جنتہ المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ جب اُم المؤمنین مکہ معظمہ آئیں، اُن کے مزار  
مبارک پر گئیں۔ دو شعر کہ تمیم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرنے میں ہے  
تھے، پڑھے کہ ایک مدت دراز تک جذبیہ (بادشاہ عرب و عراق و جزیرہ مقتول ملک  
جزیرہ زبہ) کے دروزوں معاصیوں کی طرح (کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ میں یکجا  
ہے تھے، ساتھ ہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ اب کہ جدا  
ہوئے گویا اس قدر طول یکجائی پر کسی شب ایک جگہ نہ ہے تھے۔ پھر اپنے برادر مکرم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر یہ باتیں کیں:

”فدا کی تسم! اگر میں آپ کے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو آپ وہیں  
دفن ہوتے جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا اور اگر میں اس وقت آپ کے  
پاس ہوتی تو اب آپ کی زیارت کو نہ آتی؟“

وہیں دفن ہونا اسی لئے کہ یہی سنت ہے، نعش کو دور سے بانا نہ چاہئے! اور  
زیارت کو نہ آنا یوں کہ زیارت قبور میں عورات کا حصہ کم ہے

اُم المؤمنین اگر معافا شداد ساک و سماع ارواح کی منکر ہوتیں تو اس کلام  
و خطاب کے کیا سننے تھے۔ کیا کوئی عاقل اینٹوں پختروں سے باتیں کرتا ہے۔ اور کیونکر  
منکر ہوتیں۔ حالانکہ دیکھتی سنتی بانتی تھیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اموات  
سے سلام و کلام و خطاب فرمایا کرتے ہیں۔ خود روایت فرماتی ہیں کہ میری ہر شب نوبت  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنحضرت مقبرہ بقیع پر تشریف لے جاتے، اور  
فرماتے:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین سلام تم پر اسے ان گھروں والے مسلمانو!



واتاکرماتوعدون فدا مؤجلون  
 واثان شاء الله بکرم لا حقون  
 رواہ مسلم ولفظ النسائی مکان  
 قوله اتاکم الی مؤجلون وانا  
 وایاکم متواعدون غدا وواکلون  
 ولا بن ماجہ من وجہ اخر و اشار  
 الیہ النسائی ایضا بعد السلام  
 انتم لنافرط وانا بکرم لا حقون

کیونکر منکر ہوتیں، حالانکہ خورد دریافت کر چکی تھیں کہ یا رسول اللہ جب میں  
 مدفونان بقیع کی زیارتوں کو جاؤں تو ان سے کیا کہوں۔ حکم ہوا کہ سلام کر کے یوں کہو کہ  
 انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

مسلم والنسائی وغیرہما عنہما فی حدیث طویل قالت قلت کیف  
 اقول للہ یا رسول اللہ قال قولي السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین  
 المسلمین ویرحمہم اللہ المستقدمین منا والمستأخریں وانا انشاء  
 اللہ بکرم لا حقون۔

باجملہ ام المؤمنین صیرت سماع جسمانی کا انکار فرماتی ہیں مگر ازیں جا کہ اماریت  
 ثقات عدول شاہدان واقعہ کے رد کی طرف سبیل نہیں جمہور علماء نے اس مسئلہ  
 میں ان کا انکار قبول نہ کیا اور یہی مانا کہ اگرچہ تین دن گزر گئے۔ ان نعیشوں کے ناپاک  
 جسم پھول بھٹ گئے تھے۔ اور شک نہیں کہ جسم مردہ ہرگز سننے کے قابل نہیں۔ مگر  
 پھر بھی انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی گوش سرے  
 سنا کہ اللہ عزوجل نے ان کی زیادت حسرت کیلئے ان خالی جسموں کو اس وقت  
 پھر زندہ فرمایا تھا اور اس میں آیات کی کچھ مخالفت نہ ہوئی کہ سنانا اللہ عزوجل کا  
 کی طرف سے ہوا۔ نہ وہ جلاتا نہ یہ ان کانوں سے سنتے۔ وصف موتی آیت میں ملحوظ



ہے یعنی نیت جب تک میرت ہے اُسے سنا نہیں سکتے۔ اور بعد ازاں روح اب وہ میت ہی نہیں تو آیات کا اسلا محل و رود نہ رہا۔

**اقول :-** یہ تقریر کلام جانیین بحمد اللہ تعالیٰ سب تکلفات سے مجانب منزه ہے۔ اور اب ام المؤمنین پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ جب علم مانتی ہیں سماع کیوں نہیں مانتیں۔ علم روں کے لئے ہے سمیع جسمانی بجات موت جسم کو نہ کر ہو۔ اور اب خود ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ انا ما احمد فی بستان حسن ان کے اس قصہ بدر میں یہ لفظ روایت کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ما انتہوا سمع لما اقول منهم۔ تم میرا فرمانا کچھ ان کے نیا دہ نہیں سنتے۔

(جسے علماء نے بشرط محفوظ رجوع ام المؤمنین پر محمول کیا تھا کہ جب متعدد صحابہ کرام حاضریں واقعہ کے روایت سنی انکار سے رجوع فرمائی)۔ ممکن کہ اثبات سماع روں پر محمول ہو کہ نفی اثبات میں تنافی نہ ہے کہ شاید محفوظ کا قصہ چلے یعنی ام المؤمنین ان لفظوں پر انکار نہیں کرتیں۔ انہیں تو خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں بلکہ انکار اس معنی پر ہے جو ادرس نے سمجھے۔ یعنی سمیع جسمانی نہ مانو کہ خلاف آیت ہے بلکہ سراسر حضور سمیع روح ہے میں بحمد اللہ تعالیٰ بعد اتفاح سر و اس کی سبست نہیں رکھتا کہ قول ام المؤمنین کے جواب میں امام السیوطی و امام بیہقی و امام سیوطی و امام عسقلانی و امام سیوطی و امام قسطلانی و مولینا قاری و شیخ محقق و علامہ زرقانی وغیرہ اکابر کے کلام نقل کروں۔ اگرچہ یہ سب اس وقت میرے پیش نظر ہیں۔ مگر ہاں امام عینی کی بعض عبارات نقل کروں گا کہ یہ وہی عینی شایع کنز ہیں۔ جن سے اس مسئلہ میں مخالف نے بہلا استناد کیا۔ عمدۃ القاری شرح معجم بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر

لہذا عینی کا بھی ایک کلام اس مسلک کی طرف نظر فانی ام المؤمنین لما دھمت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی حدیث تعذیب المیت بیکوا اهلہ و شہتہ و مہم فیہ یوہمہ فی حدیث الثعلب قبال المعینی و جہ المشابہۃ بینہما حمل ابن عمر علی الظاہر و المراد منہما ای من الحدیثین غیر الظاہر اہراہ بیدان الا ظہر من کلامہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر المسلک الاول و اللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔



میں فراتے ہیں :-

فان قالت ما وجد ذكر حديث  
ابن عمر وحديث عائشة رضي  
الله تعالى عنهم وهما متعارضان  
في ترجمة عذاب القبر قلت لما  
ثبت من سماع اهل القلب كلامه  
وتوبيخه ليهود ادراكهم كلامه  
محاسنة السمع على جواز ادراكهم  
اللعذاب ببقية الحواس فحسن  
ذكرهما في هذه الترجمة ثم  
التوفيق بين الخبرين ان حديث  
ابن عمر معمول على ان مخاطبة  
اهل القلب كانت وقت المسألة  
وقتها وقت اعادة الروح الى  
الجسد وان حديث عائشة  
معمول على غير وقت المسألة  
فهذا ينفق الخبران -

يعني بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لاشوں سے  
خطاب کیا اور فرمایا سنتے ہیں اور حضرت  
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ جبکہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ  
ہانتے ہیں دفن اس باب عذاب قبر میں  
اسیے ذکر کریں کہ جب انھوں نے حس گوش سے  
کلام سن یا ترقیاتی حواس کے عذاب کا الم  
بھی ادراک کر لیں گے۔ اور ان حدیثوں میں  
موافقت یوں ہے کہ ابن عمر کی حدیث  
خطاب وقت رسول نکیرین پر معمول ہے  
اس وقت بدن میں روح آجاتی ہے۔  
اور ام المؤمنین کی حدیث اس وقت پر  
معمول ہے جب بدن خالی رہ جاتا ہے  
یوں دونوں حدیثیں منفق ہو جائیں گی۔

دیکھو کیسی تصریح ہے کہ یہ سارا کلام ونفقن دایام سماع جسمانی کے بارہ میں ہے۔

اس میں ہے :

قلت هذا من عائشة مبدل على  
انه ردت رواية ابن عمر المذكورة  
ولكن الجمهور خالفوها في ذلك  
وقبلوا حديث ابن عمر لموافقة

يعني میں کہتا ہوں یہ روایت دلائل  
کتنی ہے کہ ام المؤمنین نے روایت ابن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رد فرمایا مگر جمہور علماء  
نے اس باب میں ام المؤمنین کا خلاف کیا۔



من رواہ غیارہ ۔

اور حدیث ابن عمر مقبول رکھی کہ اور صحابہ  
نے بھی اس کے موافق روایت کی۔

اسی میں ہے :

سامعین بأذان رءوسہم کما ہو  
یعنی ان لاشروں نے وہ ارشاد اقدس اپنے  
جسمانی کان سے سنا۔ جمہور کا قول یہ ہے۔  
قولا لجمہور۔

جواب سوم جامع الجوابین۔

اقول :- قول مشائخ کہ میت یا زید بعد موت نہیں سنتا۔ چار معنی کو محتمل کہ میت  
حقیقی بدن ہے اور روح پر بھی اطلاق کرتے۔ اور زید عرفی بدن ہے اور روح متعلق  
بالبدن بھی اس کے معنی بہر حال موضوع میں بدن و روح دو احتمال ہوئے۔ یوں ہی سماع  
عرفی سمع آلات بدن ہے۔ اور اس کے دوسرے معنی ادراک تام اصوات بروح حسنی  
اگرچہ بے ذریعہ آلات تو محمول میں بھی دو احتمال ہوئے۔ اور حاصل ضرب چار۔

۱۔ بدن مردہ کو سمع آلات نہیں۔

۲۔ بدن مردہ کو ادراک اصوات نہیں۔

۳۔ روح مردہ کو سمع آلات نہیں۔

۴۔ روح مردہ کو ادراک اصوات نہیں۔

اور یہاں سے کچھ مخالف نہیں نہ مخالف کو اصلاً مفید۔ کلام کے اگر وہی معنی ہوتے ،  
ایک موافق ایک مخالف تو مخالف کو اس کے استدلال کے کا کوئی محل نہ تھا۔ نہ احتمالی بات پر  
مشائخ کلام کو منکر سماع متنازع فیہ کہنا صحیح ہو سکتا نہ کہ تین احتمالات صحیح چھوڑ کر ازہریش  
نویس چوتھا احتمال جمالیٹا اور کلام کو بزور زبان خواہی نحوہی اپنی سند بتا دینا کیسی بہت  
واضح ہے۔

جواب چہارم :- مذہب حنفیہ میں معتزلہ بکثرت پیرے ہوئے ہیں۔ یہ  
مشائخ کہ بر خلاف عقیدہ اہلسنت منکر سماع ہیں وہی معتزلہ ہیں۔ یہ جواب سیف اللہ  
المسلو مولینا المحقق معین الحق فضل الرسول قدس سرہ نے تصبیح المسائل میں فادہ فرمایا۔



**اقول :-** کلام مشائخ سے استناد مخالف دو مقدموں پر مبتنی تھا۔ مغربی یہ کہ انکار سماع متنازع فیہ قول اکثر مشائخ حنفیہ ہے جس کے ثبوت میں وہ عبارات خمس پیش کیں۔ اور کبریٰ مطویہ مستورہ یہ کہ جو قول اکثر مشائخ حنفیہ ہے۔ فی نقبہ حق ہے۔ یا ہم پر اس کی تسلیم واجب ہے۔ تقدیر اول پر دلیل تحقیقی ہوگی اور دوسرے پر لزامی۔ بہر حال اس کا ثبوت کچھ نہیں۔ اگلے تین جواب ان کے مغربی کی ناز برداری میں تھے۔ یعنی کلام شیخ میں سماع متنازع فیہ کا انکار ہرگز نہیں۔ اب یہ جواب اور باقی اجوبہ گیرے مستورہ کی قدرت گزاری کو ہیں کہ اگر مبارکہ و صرار و عناد و استکبار سے کسی طرح باز نہ آؤ اور خواہی نخواہی معانی صادقہ صحیحہ موافقہ احادیث صریحہ و عقیدہ اہلسنت و کلمات ائمہ کرام و خود اقوال مشائخ اعلام کو چھوڑ کر بے دلیل بلکہ غلات دلائل و افح معنی کلام مشائخ یہی گھڑو کہ ارواح موتی کو کسی طرح ادراک کلام نہیں ہوتا تو اب ہم ہرگز نہیں مانعے کہ اس قول کے قائل مشائخ اہلسنت ہوں، جن کے ارشاد ہم پر حجت ہوں۔ کیا مشائخ مذہب میں معتزلہ نہیں۔ درمختار کتاب النکاح فصل محرمات میں ایک مسئلہ کثافت زخمخشی معتزلی سے نقل کیا۔ اس پر علامہ شامی نے رد المختار میں فرمایا،

نقل ذلك عنه لأن الزمخشري  
من مشايخ للمذهب وهو حجة  
في النقل۔  
یہ مسئلہ اس سے اسلئے نقل کیا کہ زخمخشی  
مشائخ مذہب کے ہے اس اس کی نقل پر  
اعتماد ہے۔

پھر یہ منع بے شاہد نہیں بلکہ اس کی صاف سند و افح موجود۔ خود ہی امام ابن الہمام جن کے کلام سے اکثر مشائخ کی طرف انکار سماع کی نسبت نقل کرتے ہوئے اسی کلام میں فرماتے ہیں کہ

”میرے نزدیک اکثر مشائخ کا تلقین موتی سے انکار کرنا اس پر مبنی ہے کہ وہ  
سماع موتی سے منکر ہیں“

اور خود اسی کلام میں تلقین مذکور کو فرمایا:

”نسب الی اهل السنة والجماعة اس تلقین کا مطلوب ہونا اہلسنت و جماعت



و خلافت الی المعتزلہ۔  
کی طرف منسوب ہوا اداس کا انکار معتزلہ کی  
طرف۔

اور کلام امام صفادے صاف صریح تصریح گزری کہ منع تلقین مذہب معتزلہ ہے۔  
کشف الغطا کا قول گزرا کہ جو تلقین نہیں مانتا معتزلی ہے۔ جو ہرہ و درمختار کی عبارت گزری  
کہ اہلسنت کے نزدیک تلقین امر شرعی ہے۔ تو صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مشایخ منکران سماع  
وہی منکران تلقین معتزلی ہیں۔ یہ سند واضح بتفصیل تمام تصحیح المسائل میں مذکور تھی۔ بایں ہمہ  
صاحب فقہیم المائل نے موہبہ زوری سے گئی نیکی کہا:

”اذا اکثر مشایخنا کہ ابن ہمام مشایخ را نسبت بخود کردہ معتزلہ مراد گرفتہ از  
بس سبب دست و در کلام کلامی اہلسنت چنین واقع نشدہ و ابن ہمام را  
معتزلی قرار دادان کار معتزلہ است و آن مسئلہ کہ خلاف عقیدہ حنفیہ  
اہلسنت باشد در ان برگز علی الاطلاق نخواہند گفت کہ این قول علمائے  
حنفیہ است کمالا یغنی علی من لہ ادنی اربع الی اکتب پس ما دامیکہ وقوع  
لفظ اکثر مشایخنا در کلام اہلسنت و مراد بودن ازان معتزلہ ثابت نکنند  
چگونہ این توجیہ بمعری تسلیم درآید۔

**اقول :-** اس ساری تطویل لا طائل کا صرف اس قدر حاصل ہے ماضی کہ کلام  
اہلسنت میں اکثر مشایخنا کے معتزلہ کا ارادہ مستبعد و خلاف ظاہر ہے یہ کہنا اس  
وقت اچھا معلوم ہوتا کہ یہ تو علامہ معتزلہ نے یوں ہی بے سند فرما دیا ہوتا کہ یہاں  
معتزلہ ملو ہیں یا آپ جواب سند سے عہدہ برآ ہو لیتے اور جب کچھ نہیں تو منع مؤید  
بسن و واضح صرف استبعاد و مخالفت ظاہر سے مندرج نہیں ہو سکتا۔ ہر ادنیٰ خادم علم  
جانتا ہے کہ ظاہر صالح و نفع ہے نہ حجت استحقاق تو اس کے مقدمہ ممنوعہ پر اقامت  
دیل چاہنا جہالت کہ وہ محل استحقاق ہے اور مقام نفع میں اگر منع سند مقصود ہو تو  
اور سخت تر جہالت کمالا یغنی علی اہل العلم۔ ہاں جواب سند کی طرف بھی ایک عجیب  
نراکت سے توجہ کی فرماتے ہیں:

زبان زوری فقہیم المائل



و انکار تلقین را نسبت بمعترزہ بعض علمائے شافعیہ کردہ اندہ حنفیہ چنانچہ  
در بر جندی نوشتہ ولا یلقن بعد الدفن عندنا وعند الشافعی یلقن و  
زعم بعض اصحابہ انہ مذہب اہل السنۃ والاول مذہب  
المعتزلہ و ایشان انکار تلقین را مطلقاً نسبت بمعترزہ کردہ اندہ انکار  
بخصوصیت این وجہ کہ سماع موتی را نیست کما زعم المعتزلی۔

**اقول اولاً:**۔ اس نا بینائی کی کچھ مدہ ہے بھلا جو یہ و در مختار و کشف لفظا  
و غیر ہا تصانیف حنفیہ کو تلا جی کہہ سکتے ہیں کہ میرے پیش نظر نہ تخصیص تمنحیص الاولہ کی عبارت  
تو خود ہی اپنے خصم کے کلام سے نقل کی کہ

”امام زاید صفار کہ در طبقہ ثانیہ از مجتہدین فی المذہب ست در کتاب تمنحیص  
الاولہ نوشتہ و ینبغی ان یلقن المبت علی مذہب الامام الاعظم  
والمقتدی المکرم و من لم یلقن فهو علی مذہب الاعتزال۔“

یعنی امام اعظم و پیشوائے مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر میت کو تلقین کرنی  
چاہئے۔ جو تلقین نہ مانے معتزلی ہے۔ اور آنکھیں بند کر کے کہہ دیا کہ  
”بعض شافعیہ زعم کردہ اندہ حنفیہ۔“

مگر امام اجل مجتہد فی المذہب زاید صفار کہ صرف در واسطے سے امام ابرو سف  
و امام محمد کے تلمیذ رشید ہیں۔ سرکار کے نزدیک علمائے حنفیہ سے نہیں۔  
”ثانیاً:۔ شافعیہ کا نسبت کرنا حنفیہ کے نسبت کرنے کا کیا نافی و منافی ہے۔  
کہ عبادت بر جندی سے نہ حنفیہ بھی نکال لیا۔ خود سرکار اسی تفہیم کے مکلف پر فرماتے ہیں:  
”از تخصیص فی ہذا کفر نفی عما عداہ لازم نیاید ورتو بیع نوشتہ تخصیص  
الشی باسمہ لا یدل علی نفی العکما عداہ۔“

انہوں نے کلام شافعیہ میں دیکھ کر ان کی طرف نسبت کیا۔ اس سے کب لازم کہ حنفیہ  
نے نسبت نہ کیا۔ اور بالفرض ان کا لازم سخن یہ ہو بھی تو جب مراحۃ آنکھوں کے سامنے  
اجلہ حنفیہ کی تصریحات موجود تو کیا بعض علماء کے کلام سے نفی مفہوم ہونا محسوسات کو



مثالی کا قاعدہ اجماعیہ عقل و نقل میں تو مثبت کو نافی پر مقدم رکھتے ہیں۔ دو علما معتمدین سے ایک فرماتا حنفیہ نے ایسا نہ لکھا دوسرا فرماتا لکھا تو لکھنا ہی ثابت ہوتا کہ اس نے نہ دیکھا لہذا انکار کیا اور نہ دیکھنا کوئی حجت نہیں ومن علو حجة علی من لم یعلم نہ کہ ثبوت عیانی کو نفی بیانی سے ویدہ نادیدہ کر دیں۔ یعنی اگر یہ ہم آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ اکابر علمائے حنفیہ نے لکھا مگر فاضل برجنیدی جو لکھ چکے ہیں کہ شافعیہ نے کہا لہذا مجبوری ہے اب حس و مشاہدہ کی تکذیب ضروری ہے۔ سچ ہے آدمی وہابی ہو کر حماد لایسمع ولا یفہم ہو جاتا ہے۔

**مثالثاً :-** طرفہ جہالت یہ کہ مطلق انکار جانب معتزلہ منسوب ہے نہ اس خصوصیت سے تصحیح المسائل میں کب فرمایا تھا کہ انکار باین خصوص منسوب بمعتزلہ ہے۔ اے ذی ہوش! حاصل کلام تو یہی تھا کہ انکار تلقین مذہب معتزلہ ہے۔ اور امام ابن الہمام اس کا مبنی بیان فرماتے ہیں کہ یہ لوگ منکر سماع تھے۔ لہذا تلقین سے منکر ہوئے تو ظاہر ہوا کہ منکرین سماع معتزلہ ہیں۔ اگر سرے سے بخصوص انکار سماع جانب معتزلہ نسبت ہوتی تو اس تو سیط کی کیا حاجت تھی۔ ویسے ہی نہ کہہ دیا جاتا کہ دیکھو انکار سماع قول معتزلہ بتایا گیا۔ ہاں اس پر ایک شبہ ہوتا تھا کہ بعض اہلسنت بھی تو منع تلقین کی طرف گئے۔ اور جب اس کا مبنی وہ ہے تو یہ بھی اُس کے قائل ٹھہریں گے۔ تصحیح میں اس وہم کے دفعہ کو توجیہ فرمادی کہ ان کا انکار انکار سماع پر مبنی نہیں بلکہ ان کے نزدیک تلقین کا بیکار یا نا ثابت ہوتا ذی ہوش

لہ اقول۔ سابقاً مذکور ہوا کہ ظاہر روایت سے منع ثابت نہیں اور امام صفار خود مذہب امام اعظم پر تلقین تھے اور منکر معتزلہ جانتے ہیں اور شک نہیں کہ معتزلہ قدیم سے شالی اہل مذہب ہیں اور انھیں برہنہ جمادیت سنی انکار تلقین لازم۔ ابتداء وہی لوگ اپنے مذہب فاسد کی بناء پر منکر تھے۔ لہذا امام صفار اُس عصر پر حاکم بعد کو سوزناں بعض متاخرین اہلسنت نے کلمات مشائخ مذکورین میں انکار اور ظاہر روایت میں عدم ثبوت دیکھ کر انکار کیا اور عدم فائزہ یا عدم غیبت سے منکر توجیہ دیا۔ لہذا اب انکار دو طرف منقسم ہو گیا۔ بروج جمادیت خاص بمعتزلہ اور بعض اہلسنت کا بروج دیگر جیسا کہ کلام امام نسفی وغیرہ سے گزرا۔ فاعلموا نعنای ان لا یتعجبوا من الواقع غیباً



اسے نسبت باین خصوص کا دعویٰ سمجھ لیا۔ یہ فہم سقیم اور ادعا ئے فہیم ولاحول ولا قوۃ  
 الا باللہ العلیٰ العظیم

ہذا وانا اقول :- وباللہ التوفیق سب این وان سے مد گز سے تو اب دلائل  
 ساطعہ قاطعہ حاکم ہیں کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ ہے مثلاً حجت اولیٰ کلام کا ہے میں مفروض  
 ہو اُروح میں۔ سماع سے کیا مراد لیا۔ ادراک مطلق۔ اگرچہ بے ذریعہ آلات اور شیخ  
 دلیل کیا لا ہے ہیں کہ وہ مردہ ہے بے حس ہے۔ فہم وادراک کے قابل نہیں۔ ہزار بار  
 سن چکے ہو کہ روح کی نسبت ان اعتقادات سے اہلسنت پاک منزہ ہیں۔ یہ معتزلہ  
 وغیرہ ضالین ہی کے خیالات بد مزہ ہیں۔ خود آپ ہی اسی فہیم میں فرماتے ہیں:  
 ”مذہب بعض معتزلہ آنست کہ میت جہادست دران حیات وادراک  
 نیست“

اور اس میں فرمایا کہ

”بعض معتزلہ کہ اذا آیہ کریمہ دما انت بمسمع من فی القبور در انکار  
 تغذیب استدلال میگردند یعنی در بھیں شرح بجواب ایشان نوشته کہ  
 عدم استماع مستلزم عدم ادراک نیست“

انسوس صاحب فہیم المسائل کی بے ہوشی ص ۳۲ پر یہ ان کی بھی بلوا گئی،  
 ”ہر چند بعضے گویند کہ شہداء را ہم حیات مثل انبیاء بجد است مگر ان  
 قول مختار اہل تحقیق نیست آنچه تحقیق ست این ست کہ حیات انبیاء  
 بسلامت جسد وروح ہر دو ست و حیات شہداء صرف بقلائے روح  
 است بلکہ تخصیص شہداء نیز باین معنی نفوست زیرا کہ ارواح را مطلقاً  
 خواہ روح شہید باشد یا روح عامہ مؤمنین یا روح کافر یا فاسق باین  
 معنی مردہ نتوان گفت مروگی صفت بدن است کہ شعور وادراک و  
 حرکات و تصرفات بسبب تعلق روح باو سے از سے ظاہر میشدند و حالا  
 نمی شوند کذا فی التفسیر العزیزی و بعضی گویند کہ تحقیق بھیں است کہ شہداء

بے ہوشی فہیم المسائل انکی بول جانا



راہم حیات مثل انبیاء بجد است چنانچہ در تفسیر روض الجنان تحت آیہ  
 کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء می نویسد  
 علماء در تفسیر آیت و احوال شہداء خلافت کردند عبداللہ بن عباس و حسن  
 بصری گفتند ایشان زندہ اند بار و اہم و اجساد ہم بامداد و شبانگاہ روزی  
 ایشان میرسد و ایشان خرم اند بآنچہ خدا بایشان میدہد چنانچہ در دیگر آیت  
 فرمود من قولہ تعالیٰ یرزقون فرحین بما آتہم اللہ من فضلہ و بعضے  
 دیگر گفتند ارواح ایشان زندہ باشد و روزی برایشان عرض میکنند بامداد  
 و شبانگاہ چنانکہ بار و ارواح آل فرعون آتش عرضہ میکنند فی قولہ تعالیٰ  
 النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا و علمائے محققان بیشتر بر قول اول  
 اند۔ انتہی۔“

کیوں ملاحظہ اب بسنت کی خبر کیسیہ۔ جب اہلسنت کے نزدیک ہر فاسق و  
 کافر کی روح زندہ ہے۔ موت صرف بدن کے لئے ہے اسی کے ادراکات زائل ہوتے  
 ہیں، تو اب سماع موتی میں کیا مجال مقال رہی۔ جوابات سابقہ کی تفسیر کیسی روشن طور  
 پر ثابت ہو گئی۔ تفہیم المسائل کی ساری عرق ریزی کیسی خاک میں ملی۔ اب یہ کلام مشائخ  
 جس میں موت و بے نفی و بے حسی کی تفسیر ہیں، روح پر محمول ہو کر مشائخ اہلسنت کا  
 کلام نہ ہوا کیسا واضح و منجلی و الحمد للہ العظیم العلی۔

اور عجیب لطیفہ یہ کہ ساتھ ہی خوش وقتی میں آ کر تفسیر روض الجنان کی عبارت  
 بھی نقل فرما گئے۔ جس نے رہی سہی ڈھول سے کھال بھی کھوئی اُس میں صاف تصریح ہے  
 کہ سیدنا عبداللہ بن عباس و حضرت امام حسن بصری و اکثر علمائے محققین شہداء کے  
 اجسام بھی زندہ مانتے ہیں۔ اور اسی کو ظاہر آئے کریم سے مؤید کیا اور بعض کی طرف سے  
 اس کا جو جواب نقل کیا۔ پڑھا ہر کہ نری تاویل ہی تاویل ہے کہاں۔ ارشاد الہی میں یرزقون  
 روزی دیتے جاتے ہیں۔ اور کہاں یہ معنی کہ روزی انھیں دیتے نہیں دکھاتے ہیں  
 ثمرت۔ نمایند و پیشین نگہ سازند



اب خدا را اپنے انکاری دھرم کی ایک نانگ تو ترڑیے۔ شہدای کے لئے سماع  
ثابت ماننے انھیں سے استمداد جائز جانیے کہ یہاں تو جسم و روح سب کچھ زندہ ہے  
کسی جھوٹے جیلے کی بھی گنجائش نہیں۔ جس طرح کہ تم خود اسی تفہیم کے مسئلے پر لکھ چکے ہو:  
”در سماع انبیاء علیہم السلام کلامی نیست کہ ایشان را حیات حاصل است“  
نیز ص ۸۹ پر آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

”جواب دادند کہ چون انبیاء را حیات دنیاوی حاصل و حیات ایشان نیز باقی  
است لهذا محل استبعاد سماع و عرض نیست“  
طرفہ بکف چراغی دیکھئے۔ عبارت توبہ نقل کی اور دعویٰ وہ کیا کہ ”بعضی گویند تحقیق  
ہمیں است“ خیر وہ بعض ہی سہی اب اس اجماع کی تو خیر نہ رہی جو کمال و قاست ص ۹۲  
پر فرمایا:

”باجملہ از کتاب و سنت و اجماع امت ثابت کہ موتی را سماع حاصل  
نیست“

مگر تم کیا شراؤ ہر رنگ کی کہہ سینے کے قدیم دھنی ہو مت پر یہی جو لکھ گئے:  
”وآنکہ از عبارت مراقاة سماع سائر اموات سلام و کلام را در عرض اعمال  
اقارب برانہاد بعض ایاک آرنند جوابش آنکہ مراد از سلام و کلام سلام و کلام  
زائران است نہ دیگران“

سچ ہے برکھلائے ہوؤں کا کیا کہنا  
وہ شرمائی ہوئی نظریں وہ گھرائی ہوئی باتیں  
نکل کر گھر سے وہ گھر نائیرا امیدوار میں

**حجت ثانیہ :-** پھر شارح نے جب وقت سوال سماع مانا تو اس کی وجہ  
یہ بتائی کہ اب روح جسم میں دوبارہ آئی۔ جب کلام روح کی طرف آئیں تو اس جواب  
کا صاف یہ حاصل کہ روح جب تک بدن سے جدا تھی۔ بے حس و بے ادراک تھی۔  
جسم میں آنے کے باعث اس وقت پھر مدد ہو گئی۔ یہ صراحت بدن کو شرط ادراک ماننا



ہے کہ سربار سن چکے کہ یہ مذہب نامہ مذہب معتزلہ ہے۔ اب یا تو اکثر مشائخنا کی طرف نسبت غلط مانے تو اپنی ہی سند بگاڑیے۔ اپنے ہی پاؤں میں تیشہ مارے۔ ورنہ یقیناً قطعاً اُن سے وہی معتزلہ مراد ہیں۔ بعد قیام حج قاطعہ کے حیلوں حیلوں مانے بالوں کی کیا گنجائش ہے۔ نہ اب اس سوال کا موقع کہ پھر یہ شرح اسے کیوں بے اظہار خلاف نقل کر لائے۔

**اقول:**۔ ویسے ہی نقل کر لائے۔ جس طرح امام عبدالرشید بن ابی علیفہ دلوالبی و امام طاہر بن احمد بخاری وغیرہما اجدہ کرام نے بشر سنی معتزلی کا قول یوں نقل کر دیا گویا یہی اصل مذہب ہے۔ جس طرح علامہ محقق زین العابدین بن ابراہیم و فہامہ مدقق علاؤالدین محمد دمشقی نے ابو علی جبائی معتزلی کا قول یوں ذکر کر دیا گویا یہی مذہب مشایخ ہے۔ جس کا بیان فائدہ جمیلہ فصل سیرہ ہم میں گزرا۔ خود انھیں امام ابن الہمام نے فتح القدر باب نکاح الرقیق میں ایک مسئلہ محیط سے نقل کیا۔ پھر فرمایا:

”هكذا تواردها الشارحون“ شارحین کے بعد دیگرے یوں ہی لکھتے چلے آئے۔

پھر فرمایا، یہاں مقتضائے نظر اس کے خلاف ہے۔ پھر اسے بیان کر کے فرمایا:

”نفذ اھو الوجہ و کشیا ما سخن موجب یہی ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ بھولنے بقلد التاھون التاھین۔ دالے بھولنے والوں کی پیروی کر لیتے ہیں۔

علامہ بھرنے بحر الرائق آخر کتاب البیوع باب المتفرقات میں ایک مسئلہ پر اعتراض کیا کہ اس میں مصنفین نے خطا کی اور یہاں خطا زیادہ قلیح واقع ہوئی۔ پھر فرمایا:

”وانا متعجب لكونهم تداولوا یعنی مجھے تعجب ہے کیونکر ان عبارتوں هذه العبارات متوناً و شروحاً۔ کو سنوں و شروح و فتاویٰ سب میں ایک و فتاویٰ و سریتنبہوا لما اشتملتہ دوسرے سے لیتے نقل کرتے چلے آئے اور علیہ من الخطاء بتغییر الاحکام اس میں خطا پر تنبیہ نہ ہوئے کہ احکام بدلے والله الموفق للصواب وقد جاتے ہیں اور اشد ہی صواب کی توفیق دینے والا



یقع كثيرا ان مؤلفا ینکر شیئا  
خطا فی کتابہ فیما فی من بعدہ  
من الشایخ فینقلون تلک  
العبارۃ من غیر تغیر ولا  
تنبیہ فیکثر الناقلون لها و  
اصلها الواحد من غلطی کما وقع  
فی هذا الموضوع ولا عیب بهذا  
علی المذہب لان مولانا محمد  
بن الحسن صابط المذہب  
لم ینکر علی هذا الوجه وقد  
نبہنا علی مثل ذلک فی الفوائد  
الفقهیۃ فی قول قاضی خان وغیر  
ثم نبہت علی ان اصل هذه  
العبارۃ للناظر خطا فیہا  
ثوتدا ولوہا۔

ہے اور کبھی بکثرت واقع ہوتا ہے کہ ایک  
مصنف براہ خطا ایک بات اپنی کتاب  
میں ذکر فرماتا ہے۔ پھر بعد کے آنے والے  
مشایخ اسے ویسے ہی بلا تنبیہ نقل کرتے  
چلے جاتے ہیں تو اس کے ناقل بکثرت ہر  
جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل میں ایک شخص کی  
غلطی تھی جیسا یہاں واقع ہوا اور اس کے  
مذہب پر کوئی طعن نہیں آتا کہ ہمارے  
سرور امام محمد محرز مذہب نے اس طور پر  
ذکر نہ کیا۔ اور اسی طرح کے ایک واقعے  
ہم نے نوائے فقیہہ میں تنبیہ کی کہ امام قاضی  
وغیرہ یعنی صاحب غلامہ و صاحب قلوب الجیر  
وغیرہم نے ایک حصر فرمایا اور وہ غلط تھا۔  
پھر میں نے آگاہ کر دیا کہ یہ اصل خطا ناظر کے  
واقع ہوئی۔ ان کے بعد مشایخ اسے برہی  
نقل کرتے رہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ اس قسم کا ایک واقعہ عظیمہ امام اجل ابو جعفر طحاوی کی  
طرف ایک ترجیح و انسا کی نسبت میں واقع ہوا جس میں تداول و توار و نقول آج تک  
چلا آیا۔ اور ہمارے زمانے تک کسی نے اس پر متنبہ نہ فرمایا یہاں تک کہ سب میں متاخر  
محقق مبصر علامہ شامی کو بھی وہی راستہ بجایا مگر فقیر غفرلہ المولیٰ القدی نے بدلائل سامعہ  
قاطعہ امام طحاوی کا فتویٰ نہ اس پر بلکہ قطعاً اس کے برعکس ہونا خود کلام امام محدوس کے  
اٹھارہ نصوص و دلائل سے ثابت کر دکھایا اور اس بارے میں محقق بفرمن اظہار حق و حفظ  
مذہب و دفع تشنیع مخالفین ایک خاص رسالہ الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوۃ



علی بنی ہاشم معروض تصنیف میں لایا واللہ الحمد اکتفا علی ما ذهب من  
جزیل العطا یا۔

مانع فیہ میں اگر کلام مشایخ کے یہ معنی ہو جس کے موت و بے ادراکی روح  
ثابت ہو تو یہاں تو امر آسان تر ہے کہ اصل مسئلہ میں کوئی وقت نہیں صرف بیان  
دلیل میں محض بے حاجت یہ تخیل واقع ہوئی اس تقدیر پر یہاں بھی قطعاً جزا ہی ہوا کہ  
مشایخ مذہب سے معتزلہ نے یہ دلیل ذکر کی پھر بعض مشایخ اہلسنت نے سہواً نقل  
کر دی۔ پھر نقول در نقول ہوتی چلی گئیں۔ تنقیح و تنبیہ کی طرف توجہ رہ گئی۔ اب متاخرین  
اکثر مشایخ کا کہا ہے چاہیں۔ یہی دہرہ ہے کہ خود ان علمائے اعلام اہلسنت کے کلام جا بجا  
اس کے خلاف واقع ہوئے جس کے بچیس شواہد و دلیل امین سن چکے۔ یہاں سہواً  
معتزلہ کا قول لکھ گئے تھے اور خود یہیں اور دیگر مواقع میں جا بجا اپنا عقیدہ حقہ متعدد  
وجوہ سے ظاہر ہوا واللہ الحمد۔

کیوں ملاں تقہمی صاحب! اب اپنے اعذار بارہ و استبعادات کا سدہ دیکھنے  
کو بھر گئے۔ واللہ التوفیق۔

اور حقیقتہً یہ سب تمھاری خریاں ہیں۔ نہ تم معافی حقہ صحیحہ صادقہ چھوڑ کر بزور زبان  
وزور بہتان یہ معنی باطل گڑھو۔ نہ اس جواب کی ماسبت ہو انساناً اپنے استبعادوں  
کو آپ ہی بیٹھ کر رد۔ ہمارے نزدیک نہ مشایخ کرام نے خطا کی نہ ان کا کلام حاشا کسی  
عقیدہ اہلسنت نہ اپنے کسی کلام و گیر کے معارض نہ یہاں باہم متناقض جس کی تحقیق  
قاہرہ پرس چکے۔ واللہ الحمد۔

جلیلہ عظیمہ :- رہی ملاجی کی کچھلی نزاکت کہ

”انکار سماع موتی بطور یکہ مای کینم مذہب معتزلہ فہمیدن محض غلط است  
زیرا کہ مذہب بعض معتزلہ آنست کہ میت جہاد است و ران حیات  
و ادراک نیست پس تغذیب آن مجال است و اہلسنت گویند کہ ہر چند  
در میت حیات نیست مگر جائز است کہ خدا تعالیٰ و ران زوی از حیات

و جلیلہ عظیمہ تقہمی السائل کی کچھلی نزاکت







ہیں۔ جن کے حال مواعق و تفہیم وغایتہ الکلام کے مطالعے سے آشکار ہیں۔ بعض احباب فقیر نے خاص آپ حضرات کی ایسی ہی دیانتوں کے بیان میں رسالہ ”سیف المعطف علی ارباب الانفراد“ لکھا۔ اور اُس میں ایک سو ساٹھ دیانات کمرائے طائفہ کو صلوہ دیا مگر اس گریہ کی ابتداء شاید سرکار سے نہ ہو۔ تفہیم سے پہلے ایک سہسوانی و بابی صاحب رسالہ ”سراج الایمان“ میں اس کے باری ہوئے ہیں۔ بہر حال یہ گندی بو کا عطر فتنہ سہسوان کی گھانی سے ہو یا قنوج کی، ذرا ایمان ایمان سے تباہی ہے کہ آپ حضرات کی اس خانگی سائنس پر دنیا میں کوئی اور بھی مطلع ہے؟ کہیں اس کتاب کا نام و نشان بھی ہے؟ کسی اور نے بھی اس سے استنار کیا یا کہیں اس کا نام لیا ہے۔ اللہ اللہ صد سال سے مسئلہ سماع و مسئلہ استمداد زیر بحث رہے۔ صد کتابوں میں ان کے بیان آئے۔ آج تک کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ کہ خود امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان میں نص صریح موجود ہے۔ اب گیارہ سو برس بعد ان حضرات کو امام کا ارشاد معلوم ہوا۔ اور وہ بھی کس کتاب میں جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے اس کا نام سنا۔ خیر اب تو یہ باسیا متدین حضرات کب کے مرکز حمار لا یفہم ولا یتکلم ہو گئے۔ اہلسنت نے اُن کی حیات ہی میں مطالبہ کیا تھا کہ حضرات یہ ساختہ عبارت فتاویٰ غرائب میں تو ہے نہیں۔ جواب دیا کہ یہ اور رسالہ غرائب فی اختلاف المذہب ہے اور کبھی کہا ”فی تحقیق المذہب“ ہے۔ عرض کی گئی۔ آپ کے پاس ہے یا کہیں اور دیکھا۔ کہا مفتی سعد اللہ صاحب کے یہاں ہے۔ مفتی صاحب مرحوم سے پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا میں اصلاً اس کتاب سے واقف نہیں۔ اللہ اللہ! کیا کاپایا، یہاں تک پہنچا اور پھر ع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے

مقدس متدینوں کو عبارت بھی گھڑنی نہ آئی۔ سہل سہل محاورہ و قواعد کی مطابقت نہ پائی۔ اُس کے الفاظ و بندش کی رکاکت خود ہی کافی شہادت ہے کہ بے علم ہندیوں کی اوندھی گھڑت ہے۔ عبارت ماشیہ پر ہے۔ ہر صاحب ذوق سلیم دیکھے اور دارانہات سے۔

لے در غرائب فی تحقیق المذہب مرأی الامام ابو حنیفہ من یاتی القبور باہل الصلاح فیسیر وینجا بحکم و یقول باہل القبور هل کم من خبر و هل عندکم من اثمالی ان ایتکم ونا ویکم من شہور (باتی آگے)



بعض اصحاب فقیر سلمہم اللہ تعالیٰ نے ایک لحیم شحیم و بابی ہیڈ مولوی کے رد میں مبسوط رسالہ "نشاط المسکین علی خلق البقر السمین" لکھا۔ اُس میں اُس عبارت غرائب کی دھجیاں بروجہ احسن اڑا کر اخیر میں ملا قنوجی کے اسے نقل کر کے انتہی لکھ دینے پر عجیب لطیف لکھا ہے۔ جس کا ذکر خالی از لطف نہ ہوگا۔ قال سلمہ اللہ تعالیٰ ابھی سے انتہی لکھ دی۔ اس کے بعد تو فرضی صاحب غرائب نے اس قول کی محدثانہ سند گھڑی ہے:

"حيث قال بعد ما ثقلتو حدثنا بذلك المعدوم بن مسلوب المدي ثنا ابو الفقدان الغيالي ثنا موهوم بن مفروض اللبسي ح بنا الكلا بن المفتي نا الوضاع الزوري انا من لا يتق به الا نجدى كلاهما عن ابي التلبيس الضلالي من بني ضلال قبيلة من بني المختلق قال سمعت هاتفا من اهل واد يهتف بذلك فلا ادرى احفظت امرت انكن اشهدوا ان الذي يحدثكم بهذا كذاب مبين؟

ہم کہتے ہیں الکذب قد یصدق بیشک یہ پچھلا فقرہ اُس نے صحیح کہا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اھ۔ کلامہ سلمہ وہ۔

بقیہ سابقہ :-

ولیس سوالی متکمالا الدعاء فہل دیتو ام غفلتو نسبح ابو حنیفہ یقول مخاطبۃ لہو فقال ہل اجابواک قال لا فقال لہ سحقالک وتریت یداک کیف تکلم اجساد الاستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرأ او ما انت بسمع من فی القبور انتہی ۱۲ تفہیم المسائل ۱۰ جو لفظ سرخی سے لکھے ہیں تفہیم میں ہیں۔ انہیں کوئی غلطی ناسخ سمجھے۔ زورہ ناسخ تفہیم کی خطا میں۔ بلکہ خود مصنف تفہیم وضع اصل کی۔ اس لیے کہ غلطنامہ تفہیم میں بھی ان کی تصحیح نہ کی۔ اور تفہیم متہ میں ہے۔ احتمال غلطی کا یہ ہم مرتفع اور صحیح نامہ و غلط نامہ کتاب مطبوعہ ہم بغلطی این لفظ تعریض لکروا ۱۱ جملے مانس کو مطلق و متقوہ و مذکور و محو و مضاف و غیرہ یاد نہ تھے۔ در نہ انہیں بھی بخاطب و تکلم و یقول کے ساتھ نہ تھی کر دیتا ۱۲ منہ ۱۰

کے ہذا وان کان فیہ انکن لا یغیرانہ فی الاستابعات فقارواہ — الضلالی موطا مفروض کما سمعت — بن مفروض واخرون



اچھا سب جانے دو اگر کچھ ہو تو کچھ دو کہ ہاں مرے اسیاء کا کلام ضرور سنتے ہیں مگر نہ گوش بدن بلکہ قوت رُوح سے۔ کیا تم اسے کہہ سکتے ہو ہرگز نہ کہو گے۔ اب پردہ کھل گیا اور صاف ادراک رُوح کا انکلا ظاہر ہوا اور اپنے اسی دعویٰ پر کلام مشلوخ ڈھالا۔ اور وہ موت وبے ادراک وبے حسی کا سارا نزلہ رُوح پر لا ڈالا۔ تو اب کیا محل انکار ہے کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ فجار ہے۔ رہا یہ کہ وہ منکر عذاب ہیں۔ تم قائل عذاب اس تفرقے سے تمہارا اُن کا وہ اتفاق زائل نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی پورا دلیابی اپنی پیمبری کے نور میں دعویٰ کر بیٹھے کہ سیدنا عیسیٰ نبی اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ضرور سولی دیئے گئے۔ یہود متور نے انہیں قتل کیا تو اس سے یہی کہا جائے گا کہ تیرا یہ قول مذہب نصاریٰ ہے۔ کیا وہ اس کے جواب میں کہہ سکتا ہے کہ سولی دیا جانا جس طرح وہ مانتا ہے مذہب نصاریٰ سمجھنا محض غلط ہے۔ اسلئے کہ مذہب نصاریٰ یہ ہے کہ وہ کفارہ بخونہ کیلئے سولی دیئے گئے۔ معاذ اللہ۔ تین دن جہنم میں رہ کر خدا کے واسطے ہاتھ پر جا بیٹھے اور وہ شخص کہتا ہے کہ ہر چند سولی دیئے گئے۔ مگر کفارہ وغیرہ خرافات ہیں۔ کیا اس فرق کے سبب اس کا وہ قول مذہب نصاریٰ ہونے سے خارج ہو جائے گا۔

**عائدہ ثانیہ :-** وکانھا الامتی بعبارة اخیری میت میں حیات نہیں اس سے مراد رُوح ہے یا بدن اگر بدن تو بحث سے محض بیگانہ اور اگر رُوح تو تم ہی مان کر اہلسنت سے خارج و بری اور اُن کی طرف اُس کی نسبت کر کے کذاب مفتری ہوئے۔ اہلسنت ہرگز رُوح کو بے حیات نہیں مانتے۔ اگر کیسے موت مجازی تو مانتے ہیں۔

**اقول :-** ہاں مگر اُس کا اثر ادراکات رُوح پر اصلاً نہیں۔ کما مررارا خود ملاہی کی عبارت بے ہوشی منظر حلالہ تفسیر عزیزی ابھی گزری اور تم صراحتاً وہ موت مان رہے ہو جو نانی و منافی ادراک ہے۔ اسی کو کلام مشلوخ سے نقل کرتے اور اسی پر انکار سماع کی بناء رکھتے ہو تو قطعاً موت حقیقی مراد لیتے ہو، اور اُسے رُوح کیلئے ماننا یہی اعتزال

لے دابیت کا کمال ہی پیمبری ہے ۱۲ منہ



ہے۔ اگر کہے معتزلہ تو روح کے لئے موت منافی مطلق ادراک مانتے ہیں۔ ولہذا عذاب قبر محال جانتے ہیں۔ اور یہاں مراد وہ موت ہے جسے صرف ادراک صورت و اصوات بنیادی کے منافی ہونہ برزخ ہے۔

**اقول اولاً :-** یہ تخصیص محض بے دلیل و باطل ہے موت بھی مانو منافی ادراک بھی جانو۔ جیسا کہ کلام مشایخ میں مہر رہا ہے۔ پھر اسے ادراک بعض ذوق بعض سے غامض کرو یہ جہل اربع ہے۔ موت کہ منافی ادراک ہے۔ ہر ادراک کے منافی ہے اور نہیں تو کسی کی نہیں۔ خود اسی تفہیم المسائل میں براہ جہالت اپنی سند سمجھ کر نقل کیا:

”در مدارک نوشته توفیہا اما تمہا دھواند سلب ماہی بہ حیۃ حساسۃ دراکتہ۔“

پھر لکھا:

امام راغب در مفردات گفتہ کہ الموت زوال القوة الحساسة۔ کیوں حضرت جیب رأسا حس و ادراک کی قوت ہی ناعلیٰ ہو گئی مدد کہ ہی چل دی تو اب ادراک بعض کا ہے سے ہو گا یا رب یہ موت کونسی کہ آدمی کی شتوا آدمی سے پیری۔ آدمی کی بنیا آدمی سے اندھی۔ ایک فرد ادراک بھی باقی ہے تو حیات ثابت ہے۔ اور موت منتفی کہ حیات با جمیع عقل شرط ادراک ہے اور موت منافی مشروط۔ نہ بے شرط متحقق ہو گا نہ منافی منافی نے ملحق۔

**ثانیاً :-** یوں بھی اعتزال سے مفر کہاں۔ جب باوصف موت ادراکات امور برزخ علم و سمع و بصر باقی مانے تو اور معتزلہ کا مذہب نہ سہی طوائف معتزلہ کے فرقہ صالحیہ کا مشرب سہی۔ جس کا ذکر آپ نے اسی تفہیم المسائل میں شدت سفاہت

لے صحیح پہچان است و در تفہیم المسائل ابن راہی جتہ ساختہ و در غلط نامہ ہم بر صحیحش نہ پرداختہ پر غلط است ۱۲ منہ۔

۱۵ ای دمن خالف فقد خرج من المعقول فكان لم یبق من اهل العقول وهم الشوذمة

الذیلۃ الصالحیۃ ۱۲ منہ ۶



مقابل اہلسنت کیا تھا کہ

”در شرح موافقت نوشتہ کہ تجویز قیام علم و قدرت و ارادہ و سمیع و بصیر

میت مذہب فرقہ صالحیان معتزلہ است :

ذی ہوش کراتنی نہ سوچیں کہ اہلسنت نے کس دن موصوف بالہوت موصوف بالادراک مانا تھا وہ ترجمہ کے لئے ادراکات مانتے ہیں اُسے ہرگز میت نہیں کہتے، ہمیشہ زندہ جانتے ہیں۔ مگر اب آپ نے روح کو بھی میت مانا اور عذاب قبر ٹھیک کرنے کیلئے ادراکات برزخیہ بھی ثابت کئے۔ یہ مین مذہب طائفہ صالحیہ ہے۔ وہ بھی اسی طور پر قائل عذاب قبر ہوئے ہیں۔ اسی مستخلص الحقائق مستندانہ مسائل کی عبارت جواب اول کی دلیل ہفتم میں گزری کہ صالحی کے نزدیک میت باوصف موت معذب ہوتا ہے نیز اسی کفایہ کی اسی بحث میں ہے :

”عن ابی الحسن الصالحی یعذب المیت من غیر حیاة اذا الحیاة عندہ

لیست بشروط لثبوت العلم۔

نیز وہی امام عینی عمدۃ القاری میں بعد ذکر مذہب صالحی فرماتے ہیں :

”وهذا خروج عن المعقول لئلا الجهاد لا حس له فكيف يتصور

تعذیبه۔

اگر کہئے ہم یہ ادراکات بعود حیات مانتے ہیں۔ بخلاف صالحی۔

اقول :- ذرا ہوش میں آکر۔ بھلا اس عود حیات سے پہلے بھی روح کو ادراک امد برزخیہ تھا یا نہیں۔ اگر نہیں تو محاب منکشف اور فذر منکشف ثابت ہوا کہ تم نے روح کو وہی موت مانی جو منافی مطلق ادراک ہے۔ اب امام معتزلہ میں جا ملے۔ اور اگر ہاں تو عود حیات کا حیلہ اکٹھا کیا۔ روح میت بجاں مات بعود حیات صاحب ادراکات تھی۔ اب معتزلہ صالحیہ میں جا ملے منکر کدھر کیا یاد کرو گے کہ کسی سے پالا پڑا تھا۔ ہاں بفرا سن میں ہے کہ ان سب اقوال و ابکاٹ کو دربارہ بدن مانئے۔ اور روح کو اس تمام برودات سے پاک و محفوظ جانئے۔ بدن ہی کو مشایخ مردہ وبے فہم کہتے۔ اور



اسی کے سماع بحال موت سے انکار رکھتے ہیں۔ اب ٹھکانے سے آگئے۔ مگر مہیبات کہاں تم اور کہاں حق کا قبول۔ واللہ المستعان علی کل مستکبر جہول۔

مثال ثانیہ :- مریخ جھوٹے ہو کلام مشایخ میں نشان تخصیص مفقود بلکہ اس کے بطلان پر تخصیص موجود کیا انھوں نے موت کو منافی ادراک تھا کہ شبہ عذاب قبر وارد نہ کیا۔ کیا عود حیات سے اُس کا جواب نہ دیا۔ کیا خود ملا تفسیمی نے اپنے پاؤں میں ہمیشہ زنی کو نہ کیا کہ

مقصود فقہاء نفی سماع عرفی و حقیقی مقصودی بود حاجت جواب دادن از مسئلہ عذاب قبر نبود

نہل هذا لا توجیہ بما لا یرضی بہ قائلہ۔

تو قطعاً ثابت کہ وہ اس موت کو منافی مطلق ادراک مانتے اور اس کے جتنے امور برزخ کا ادراک بھی منتفی جانتے ہیں۔ توجب کلام روح پر محمول ہوا قطعاً آنت اعتزال کے نامعزول ہوا۔

عائدہ ثانیہ :- بحمد اللہ تعالیٰ یہاں سے واضح ہوا کہ عدم ادراک اسر و دنیویہ میں عذر باطل حجاب و حائل خشت و گل اور ملا تفسیمی صاحب کا عذر طمطراق اشتغال و استغراق کہ ص ۶۲، ۶۳ میں لکھا،

ارواح طیبہ مجرہ از بدن بجہت اشتغال عبادت رب حقیقی و اشتغاق بحقیقت آن التفات باکوان و حوادث این عالم ندارند۔  
معنی مہل و نارد و پا در ہوا تھے۔

اقول :- جب تم لوگ کلام مشایخ سے مستدل اور اُس کے اس معنی محال پر حامل ہو تو تمہیں ان اعدار بارہ کی کیا گنجائش۔

اولاً :- مشایخ تو نفس موت کو منافی ادراک اور اس کی وجہ اتقلع اہل قوت ساس و دراک مان رہے ہیں۔ اور ان اعدار کا یہ حاصل کہ قوت بدر کہ تو موجود و کامل مگر حجاب حائل یا التفات زائل۔

عذر حال و جلید استغراق کا رد



ثانیاً :- وہ اس موت کو منافی مطلق اراک بے تخصیص امور دنیویہ جان رہے ہیں اور تمھارے اعتدال انھیں امور دنیویہ سے خاص۔

ثالثاً :- حامل و حجاب بدن پر ہے اور کلام روح میں۔  
رابعاً :- پروردگارت صرت مدفون کئے گئے۔ صرت بعد رقت صرت تا عدم انکشاف اور کلام عام بلا خللات۔

خامساً :- تمھارے عاجب و حامل کا پردہ تو اسی دن چاک ہو چکا جس دن مشلخ نے وقت سوال سماع آواز لغال تسلیم کیا۔ اور ظاہر تفہیمی نے ”رر وقت سوال و جواب ہمہ قائل سماع اند کا مزد دیا۔

سادساً :- عبارت سے اشتغال اور اس کی کیفیت میں استغراق تو سب اسوات کو عام نہ مانیے گا۔ یوں کہئے کہ منعم ہے تو لذت نعمت یا معاذ اللہ مغرب ہے از عذاب کی شدت میں مستغرق ہونا مانع سماع ہے۔

میں کہتا ہوں اس لذت یا الم کی حالت میں سماع محال ہے یا ممکن بر تقدیر اقل دلیل استحالة ارشاد ہو اور زیارہ تفصیل چاہئے تو مقصد اقل نوع اقل سوال اقل کی تقریر یا د ہو بر تقدیر ثانی ممکن کی جانبین وجود و عدم یکساں اور برزخ غیب اور غیب پر رجساً بالقیب حکم لگانا فضلات و عیب اہم الحرمین ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں:  
”لا ینقدار الحکم بثبوت العباد ثبوتہ فیما غاب عنا الا بمسمع۔“

لہذا تنبیہ اقول قبلے روح حادہ کات روح بعد فراق جس اگر استعجاب نا کافی سمجھ کر ہمیں مدعی ہیں مانیے، تو ردی ایسے رسوم قواع را جماع ساطع سے ثابت جس میں موافق مخالف کسی کو مجال قائل نہیں یا غرض الفین بھی تعجب و تعذیب حادہ کات اسو برزخ مانتے ہیں۔ اس کے بعد مسئلہ نزاع میں بدایت ظاہر ہمارے سامنے ہے جب مدک باقی امداک باقی پھر جو نفی بعض نے مدعی تخصیص وہ ہے دلیل پیش کرے اور اگر بالفرض بنظر ظاہر لفظ عکس ہی مانیے تو ہمارا دعویٰ سماع ہے اور دلیل سمع۔ جسکا وجوب تسلیم واجب التسلیم اور حدود مقصد دم و سوم میں شہد ہو گیا تو کسی مقدمے پر منع کی گنجائش نہیں۔ امد و دعویٰ پر تو منع کے معنی ہی نہیں خصوصاً بعد قاست دلیل لاجرم یا نذار بقصب منسب استقلال میں اور اب بقانون مناظرہ و طائف منعکس نا خلفا نقطہ ۱۲ منہ بہ



شرح عقائد نسفی میں ہے:

ألقضایا منها ما هی ممکنات فلا طریق الی العجز باحد جانبیها

فکان من فضل الله ورحمته ارسال الرسل لبيان ذلك۔

تفسیر کبیر میں ہے:

”کل ما جاز وجوده وعدمه عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات او

الی النفی الا بدلیل سمعی۔“

لاجرم اشتغال کے سبب عدم سماع کا شگوفہ مہل و بیکار ہو کر رہ گیا۔ اور شرع  
مطہر سے جدا گانہ دلیل کی حاجت رہی کہ یہ تلمذ و تالم مانع سماع ہیں۔ اگر دلیل نہیں  
اور بیشک نہیں تو آپ کا خذلان و خسران ظاہر عیاں، ورنہ وہ دلیل ہی نہ دکھائیے محبت  
و تمام باتوں میں کیوں وقت گنوائیے۔

سایقاً :- اگر یہ اشتغال مانع سماع ہوتا۔ خواہ تمھاری ہوسات عاقلہ خواہ جہاں  
فلاسفہ کے مقدمہ باطلہ سے جس کی دھجیاں امام فخر الدین رازی وغیرہ علماء اڑا چکے کہ نفس  
آن را در میں دو چیزوں کی طرت توجہ نہیں کر سکتا۔ تو ذرا جب کہ اہل برزخ کو کلام ملائکہ کا  
بھی سماع نہ ہوتا کہ استغراق مانع کے آگے سماع سماع سب ایک ہے حالانکہ تالی قطعاً  
باطل ہے تو یہی مقدم۔ غرض استغراق کو امور برزخیہ و دنیویہ میں فارق بنانا چاہا تھا وہ  
خود محتاج فارق ہے۔

مثلاً :- العظمۃ لشد و الفراعۃ الی اللہ، وہ موت کا تانہ صدر اٹھائے ہوئے  
روح جس کا ادنیٰ بھٹکا سو ضرب شمشیر کے برابر، جس کا صدقہ ہزار ضرب تیغ سے سخت  
تر۔ بلکہ ملک الموت کا دیکھنا ہی ہزار تلوار کے صدے سے بڑھ کر۔ وہ نئی جگہ وہ زری تنہائی  
وہ ہر طرف بھیا نک بکیسی چھائی، اُس پر رزائیکرین کا اچانک آنا، وہ سخت ہیبت ناک

۱۔ ابن ابی الدنیا عن الصعالي بن حمزة مرسل عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱



صورتیں دکھانا کہ آدمی دن کو ہزاروں کے مجمع میں دیکھے تو اس بجائے رہیں۔ کالازنگٹ  
 نیلی آنکھیں دیکھنے کے برابر بڑی۔ برق کی طرح شعلہ زن، سانس جیسے آگ کی لپٹ،  
 پیل کے سینگوں کی طرح لمبے نوکدار دانت۔ زمین پر گھسٹتے سر کے پچھیدہ بال۔ قد قنات  
 جسم و جسامت بلا قیامت کہ ایک شانے سے دوسرے تک منزلوں کا فاصلہ۔ ہاتھوں میں  
 لوہے کا وہ گرز کہ اگر ایک بستی کے لوگ بلکہ جن و انس جمع ہو کر اٹھانا چاہیں نہ اٹھاسکیں،  
 وہ گرج کر اک کی ہولناکی دازیں۔ وہ دانتوں سے زمین پر تے ظاہر رہنا۔ پھر ان آفات  
 پر آنت یہ کہ سیدھی طرح بات نہ کرنا، آتے ہی بھجنے لڑنا، مہلت نہ دینا۔ کڑکتی جھڑکتی  
 آرازیں میں امتحان لینا۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ارحم رضعفنا یا کریم یا جمیل  
 صل وسلم علی نبی الرحمة والہ الکرام وسائر الامتہ آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

۱۷ (حدیث) الترمذی حسنہ وابن ابی الدنیا والآجری فی الشویعة وابن ابی عاصم فی السنۃ والبیہقی  
 عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) البیہقی فی عذاب القبر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ کہ حدیث اول و ۱۳۔ ابن المبارک فی الزہد وابن ابی شیبۃ والآجری البیہقی  
 عن ابی الدرداء وعن قولہ ۱۲ کہ (حدیث ۴) الطبرانی فی الاوسط وابن مردودہ عن ابی ہریرۃ  
 عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۲ کہ (حدیث ۵) ۱۵۲ ابریعلی وابن ابی الدنیا عن تمیم الداری (۶) و  
 ابوداؤد البیہقی فی عذاب القبر عن امیر المؤمنین عمر (۷) وابن ابی الدنیا عن  
 ابی ہریرۃ (۸) ورواہ بن نعیم والرحمۃ والبیہقی عن عطاء بن یسار مرسلًا کلہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ۱۵ حدیث پنجم ۱۶ حدیث چہارم و پنجم ۱۷ حدیث دوم و ششم و ہفتم ۱۸ حدیث سوم ۱۹ حدیث  
 پنجم ۱۲ حدیث ششم و ہفتم ۱۳ حدیث پنجم ۱۴ حدیث دوم چہارم و پنجم ششم و ہفتم ۱۵ حدیث  
 حدیث دوم ششم و ہفتم ۱۶ حدیث دوم و ششم ۱۷ حدیث ۱۸ حدیث اول و طبرانی فی الاوسط والبیہقی وابن  
 ابی الدنیا عن جابر (۱۰) وابن ابی عاصم وابن مردودہ والبیہقی بوجہ آخرتہ (۱۱) والآجری فی  
 الشریعۃ عن ابن مسعود کلاہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 اجمعین ۱۲ منہ ۱۳



ایسے عظیم وقت میں شاید آپ کا استفراق خیال تو یہی حکم لگائے کہ کھلے میدان میں توبہ کی آواز بھی سننے میں نہ آئے مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صبح مدیشیں ارشاد فرما رہی ہیں کہ ایسی حالت میں اتنے پردوں میں مردہ ایسی خفی آواز جوتوں کی پھیل سنتا ہے جس کا تھیں خود اعتراف ہے۔ اور وہی امام عینی مستند مآثر مسائل شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

”فيه ذهول عما ورد في بعض الاحاديث ان صاحب القبر  
كان يسأل ملئماً سمع صراير السبتيين اصغى اليه فكاد  
يهلك لعدم حجاب الملكين فقال له صلى الله تعالى عليه وسلم  
القهما لئلا تؤذي صاحب القبر ذكره ابو عبد الله الترمذی“  
یعنی اس قائل کو یاد نہ رہا وہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ قبر والے کے سوال ہوا تھا،  
اتنے میں جوتوں کی پھیل اس نے سنی۔ ادھر کان لگائے۔ جواب میں دیر ہوئی۔ قریب تھا کہ ہلاک  
ہو جائے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جوتا پہن کر چلنے والے سے فرمایا: انھیں اتار  
ڈال کہ مرے کو ایذا نہ پہنچے۔ یہ حدیث امام ابو عبد اللہ محمد ترمذی نے ذکر فرمائی۔“

اور پھر وہ سننا بھی کاہے کے گوش سر کے بس کا اور اک بنسبت ادراک روح  
بہت قاصر و مقصور تو بدایت ثبات کہ احوال برزخ آپ کے احوال عادیہ کے منزلیں دور  
اور عادات معبودہ دار دنیا پر ان کا قیاس باطل و مجبور۔

عائدہ رابعہ :- ادراکات روح مشروط بحکم ہیں یا نہیں علی الاقل مستح  
اعتزال و علی الثانی تعلقات بدنہ کی کمی بیشی سے اس کے ادراکات میں تغیرات کس لیے  
توضیح مقام یہ کہ وہ جو ملا تفسیمی نے اہلسنت سے نقل کیا کہ ادراک الم و لذت کے لئے  
وقت تنعم و تغذیب (جسے وقت ایلام و تغذیب کہا اور ان کے نصیبوں لذت کے حصے  
کا بھی الم ہی رہا)۔ ایک نوع حیات میت میں آجاتی ہے۔ اور اس سے سماع لازم نہیں  
قطع نظر اس سے کہ فقرہ آن مستلزم سماع نیست عبارات مستندہ میں نہیں) یہ قول  
اہلسنت بھی قطعاً بدن ہی کے حق میں ہے کہ قبر میں عمر حیات اس کیلئے ہوتا ہے اور



اگر حدوث زیادت تعلق بالبدن وقت انعام و ایلام و سوال کو روح کے لئے عود حیات سے تعبیر بھی کیجئے تو اس سے اگر فرق پڑے گا تو ادراکات جسمانیہ میں جس کا حاصل تفاوت اہلیت بدن کی طرف اُٹل مگر اہل سنت کے نزدیک ادراکات روح بدن پر موقوف نہیں تو وہ ان تعلقات حادثہ سے پہلے بھی ویسے ہی مدد کہ عالمہ مبصرہ سامعہ تھی، جیسی ان کے بعد یہ تفاوت کہ ایک نوع حیات ملتی ہے جس سے ادراک لذت و الم تو ہو اور سماع نہ ہو وہاں ناشی نہیں۔ آخر یہاں گھٹنا بڑھا کیا یہی بدن سے تعلق پھر اس سے ادراکات روح کو کیا علاقہ تھا کہ اُس کے تفاوت سے وہ متفاوت ہوں بخلاف بدن کہ اُس کے ادراکات بنفسہ نہیں بلکہ تعلق روح ہی کے باعث ہیں۔ اور تعلقات متفاوت تو وقت مفارقت سلب کلی ادراک ہوگا۔ اور جتنا تعلق بڑھتا جائے گا ادراک بڑھے گا۔ لہذا ممکن کہ تغذیب و تنعم کے لئے تعلق کے مدارج متوسطہ سے وہ درجہ دیا جائے کہ بدن صرف ادراک لذت و الم کا آلہ قرار پائے۔ اُس کے ذریعہ سے سماع و ابصار ہاتھ نہ آئے۔ اور سوال و کلام کے لئے اس سے اعلیٰ درجہ ملے جسکے باعث سمیع بدن کا بھی رستہ کھلے اور وجہ وہی کہ یہ سب امور روح و جسم دونوں سے متعلق ہیں۔ تنعم و تغذیب میں مشارکت بدن کو صرف اسی قدر درکار اور سوال میں شرکت کو سمیع بھی مطلوب۔ غرض کلام اہلسنت بدن پر محمول کیجئے۔ اور یقیناً یہی ہے تو آپ کا مطلب فوت، محنت رائیگاں، اور خواہ مخواہ روح کے گلے باندھیے، تو ضلال و عتزال نقد وقت ہے مفر کہاں۔

بالحمد للہ بحمد اللہ تعالیٰ توفیق الہی رفیق اہلسنت اور خذلان و سرمان نصیب اہل بدعت ہے۔ جو تیراُن کی کمان سے وصل پاتے ہیں فصل سے پہلے اُنہی کے منہ پر پلٹا کھاتے ہیں۔ علمائے اعلام کے جتنے کلام بہزار جانکا ہی اپنی دلیل بنا کر لاتے ہیں۔ وہ اُنہی کے دشمن قاتل اور اہلسنت کے سچے دلائل بن جاتے ہیں۔ الحمد للہ اب ملاجی کا ہاتھ یکسر خالی ہو گیا۔ اس ساری بحث میں ان کی تسام چہ میگونیوں کا حرف بحرف قلع قمع ہو لیا۔



ملا ہی اب تو میں اجازت دیجئے کہ آپ ہی کے صفحہ عکس حلق کے شکم زار بول  
آپ ہی کے منہ پر پلٹ دیں کہ بیچارہ،

”تنو جی عیارہ پختہ جنون خام کارہ کہ از روی کیش خویش کو رو کر بل نشت و  
بحر بلکہ از انہم برتر شدہ است۔ تصور اینکہ من ہرچہ خواہم نگاشت عامہ  
مؤمنین بران اعمار خواہند ساخت ہرچہ در شکم داشت از دمان برورد  
افسوس کہ مامردان رعایت ایں بیچارہ کہ شہادریں باب محنت کشیدہ  
مکررہ تغلیط دی ظاہر کردیم پس ایں معاملہ طشت از بام شدہ“

والحمد للہ رب العلمین وقیل بعد النقر ما الظلمین۔

**جواب پنجم :-** فرمن کیا کہ وہ معزول نہیں، مشائخ اہلسنت ہی ہیں۔ مگر یہ  
مسئلہ کچھ نقیبہ نہیں۔ صاحب مائت مسائل کو اقرار ہے کہ فقہ کے جدا متعلقہ بہ اخبار  
ہے۔ سائل نے سوال کیا تھا،

جواب پنجم

سماعت موتی کلام احیاء شرع جائز است یا گناہ کد ام گناہ آپ اس کے جواب میں اظہار علم  
فرماتے ہیں کہ عادت و تکیہ کلام سائل اُنت کہ در ہر جامی پر سد جائز است یا گناہ کد ام گناہ  
در نیتام رسیدن باین صاحب غمی سنو زیرا کہ جواز گناہ در افعال و اہمال مشروط است متعلق بانہاد اسکین  
اور وجوب مسئلہ علم فقہ سے ہے ہی نہیں تو حقیقت و تالیفیت کی تخصیص یا  
تقلید بعض یا اکثر مشائخ سے اسے تعلق یعنی یہ متعلق باخبار ہے۔ اخبار و احادیث  
کے خلاف غیر ماخذ سے اخذ کیا معنی غرض تمہید یہ اٹھا کر برخلاف نصوص صریحہ احادیث  
صحیحہ جواب یوں دینا :

”پس جواب ایں است کہ نزد اکثر حنفیہ سماعت موتی ثابت نیست؛  
اور پھر اس میں بھی تصریحات جلیلہ اصل ماخذ کے مقابل یہ توسع کہ،  
”چنانکما ز کافی و منبع القدر حاشیہ ہدایہ صراحۃ و اشارۃ کہ قریب  
بصریح است معلوم میشود“

۱۵ دینام نجومیہ میں ۸۳ کو فلح کہتے ہیں جس کا عکس حلق ۱۲ منہ ۶



محض بجا و بے محل واقع ہوا۔ اس جواب کی طرف بھی تصحیح المسائل میں اشارہ فرمایا۔ حیث  
قال:

”دور حقیقت این مسئلہ از علم فقہ ہم نیست چنانچہ عجیب نیز درہ بنجا اقرار  
نمودہ۔“

**اقول:**۔ سہ کلام میں واضح ہو چکا کہ یہ کلام ہمارے آئمہ و مذہب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم کے منقول نہیں۔ استدلال مسئلہ منصوصہ میں طبع آنائی مشائخ ہے۔ نقہیات  
میں آئمہ کرام کے بعد مشائخ اعلام کی تقلید بھی علی الاسس والعین کہ علینا اتباع ما  
رجعہ و صحوہ کما لو افتونا فی حیاتہم گرج

ہر سخن و فتنی رہز نکستہ مکانے دارد!

موافق مخالفت سب اہل عقول کا تدبیری معمول کہ ہر فن کی بات اسی کی حد تک محدود  
مقبول۔ تحقیق حلال و حرام میں فقہ کی طرف رجوع ہوگی۔ اور صحت و ضعف حدیث میں  
تحقیقات فن حدیث کی طرف، طبی مسئلہ نحو کے نہیں گئے نہ نحوں طب سے۔

علماء فرماتے ہیں، شریعت حدیث، میں جو مسائل فقہیہ کتب فقہ کے خلاف ہوں مستند  
نہیں۔ بلکہ تشریح فرمائی کہ خود اصول فقہ کی کتابوں میں جو مسئلہ خلاف کتب فروع ہو معتد  
نہیں۔ بلکہ فرمایا، جو مسئلہ کتب فقہ ہی میں غیر باب میں مذکور ہو۔ مسئلہ مذکورہ فی الباب  
کا مقام نہ ہوگا کہ غیر باب میں کبھی تساہل راہ پاتا ہے۔ وقد بینا کل ذلک فی  
رسالتنا المبارکۃ انشاء اللہ تعالیٰ فصل القضاء فی رسم الافتاء۔

تو جو فرق مراتب گما کر غلط بحث کرے جاہل ہے یا غافل ذلیل برزخ و معاد  
اور غیبیہ میں جن میں قیاس و اجتہاد کو دخل نہیں۔ اُن کا پتہ تو نبی امین الغیب صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے چل سکتا ہے۔ نہ مشائخ کی رائے سے بلکہ علمائے کرام  
کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں؟ اللہ کو ایک رسول  
کو سچا، جنت راہ راہ بودہ، سواں و جلاب و نعیم قبر کو من بانے میں اس کا کوئی محل  
نہیں کہ فلاں فلاں مشیخ ایسا فرماتے تھے محض اُن کے اعتبار پر مان لیا ہے۔ ہاں!



عقائد میں کتاب و سنت، واجماع امت و سوادِ اعظم اہلسنت کا اتباع ہے۔ اس لئے کہ نہ رسول نے ہمیں بتا دیا کہ اجماع سلالت پر ناممکن اور سوادِ اعظم کا خلاف اتباع ہے۔

اب کتاب مجیدہ دیکھئے تو بلاشبہ ثابت فرما رہی ہے کہ روح میت نہیں، روح بے ادراک نہیں، روح کے ادراک بدن پر موقوف نہیں، روح نسلے بدن کے بعد باقی و مدد رک رہتی ہے۔ یہ خلاف ان عبارات مشائخ کے جنہیں تم نے روح پر حمل کر کے صریح کتاب اللہ کے خلاف کر دیا۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیچے تو کیسی سرت و بیچ و جلیل و جزیل حدیثیں سماع موثی ثابت فرما رہی ہیں جنہیں سن کر پتھر بھی موم ہو جائے۔

اجماع مانگیے تو اس کی نقول اور مقول سوادِ اعظم درکار، تو اس کا نمونہ مقصد سوم سے آشکار۔ یارب پھر خلاف کی طرف راہ کدھر بھلا یہ تو برزخ و معاد کا مسئلہ ہے، جن کے لئے کوئی فصل و باب کتبِ نفہ میں نہ پائے گا کہ وہ بحثِ فقیہہ سے یکسر بڑا ہیں کسی قول یا فعل کا موجب کفر مہرنا تو خود افعال مکلفین ہی سے بحث ہے۔ اس کے بیان کو کتبِ نفہ میں باب ارتقاء مذکور اور صراطِ اقوال و افعال پر انہیں مشائخ کے بیشمار فتوے کفر مسطور۔ مگر محققین محتاط تارکینِ تفریط و افراط بآنحضرت سے حقیقی مقلد اور ان مشائخ کرام کے خادم و معتقد ہیں زینہار ان پر نتوی نہیں دیتے اور حتی الامکان تکفیر سے استراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگرچہ دوسرے ہی مذہب کی دربارہ اسلام مل جائے گی۔ اسی پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہو لے کافر نہ کہیں گے۔

وہی درمختار جس میں امان عن فعلینا انتاع مار جحوۃ الخ تھا۔ اسی میں ہے :

”الفاظہ تعرف فی الفتاویٰ یعنی الفاظ کفر کتب فتاویٰ میں معروض

بل اذرت بالتالیف مع انہ میں بلکہ ان کے بیان میں مستقل کتابیں

لا یفتی بالکفر بشئ منها الا فیما تصنیف ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ کہ



اتفق المشايخ عليه كما سيبحثي ان میں سے کسی کی بنا پر فتویٰ کفر نہ دیا جائے  
 قال في البحر وقد الزمت نفسي گا۔ مگر جہاں سب مشایخ کا اتفاق ثابت ہے  
 ان لا افتي بشئ منها۔ جہاں کہ عنقریب کلام مصنف میں آتا ہے۔  
 بمرالائق میں درایا میں نے اپنے اور پہلے لازم کر لیا ہے کہ ان میں سے کسی پر  
 فتویٰ نہ دوں۔

تنویر الابصار میں ہے :

لا يفتي بكفر مسلم امكن حمل لا يفتي بكفر مسلم امكن حمل  
 كلامه على محمل حسن او كان اس کا کلام اچھے پہلو پر اتار سکیں یا کفر میں  
 في كفره خلاف ولو رواية ضعيفة۔ خلاف ہو۔ اگر بہ ضعیف ہی روایت ہے۔  
 رد المحتار میں ہے :

قال الغدير الرضائي قول ولو يعني علامہ خیر الدین رضی استاذ صاحب  
 كانت الرواية لغير اهل مذهبنا ورنما نے فرمایا کہ اگرچہ وہ روایت دوسرے  
 وبديل على ذلك اشتراط كون ما مذهب مثلاً شافعیہ یا مالکیہ کی ہو اس لئے  
 يوجب الكفر جميعا عليه۔ کہ تکفیر کیلئے اس بات کے کفر ہونے پر اجماع  
 شرط ہے۔

یہ علامہ بحر صاحب بحر و..... علامہ خیر رضی و مدق علائی در بارہ  
 تقلید جہاں تصدب شدید سختی و سد یہ رکھنے والے ہیں انکی تصانیف جلیلہ بحر و اشاہ  
 و رسائل زنیہ و درو فتاویٰ خیر یہ وغیرہ کے مطالعہ سے واضح مگر یہاں انکے کلمات  
 دیکھئے کہ جب تک اجماع نہ ہو فتویٰ مشایخ پر عمل نہ کریں گے ہم نے التزام کیا ہے کہ اس  
 پر فتویٰ نہ دیں گے تو وجہ کیا وہی کہ یہ بحث اگرچہ افعال مکلفین سے متعلق ہے  
 مگر فقہ کا دائرہ تو حیثیت حلال و حرام تک منتهی ہو گیا آگے کفر و اسلام اگرچہ یہ  
 اعظم فرض وہ انجبت حرام مگر اصالۃً اس مسئلہ کا فن علم عقائد و کلام وہاں تخصیص ہو  
 چکا ہے کہ جب تک ضروریات دین سے کسی شے کا انکار نہ ہو کفر نہیں تو او کی غیر



بین اجماع ہرگز نہ ہوگا۔ اور معاذ اللہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع رک نہیں سکتا۔ لہذا تمام فتاویٰ و نقول سے قطع نظر کر کے مسائل اجماعیہ میں حصر فرما دیا جب یہاں یہ حال ہے تو ہمارا مسئلہ جس میں نہ فعل مکلف نہ علت و حرمت بلکہ ایک امر برزخ کے ثبوت و عدم ثبوت کی بحث ہے کیوں کتاب و سنت و اجماع امت و سواد اعظم سادات ملت سے منقطع ہو کر مرہون نقول بعض کتب فقیہہ ہونے لگا۔  
 هذا هو حق التحقيق والعق احق بالتصديق۔

**جواب ششم۔** اقول:۔۔۔ سب بانے و۔۔۔ یہ بھی مانا کہ یہ قول مشائخ یہاں حجت اور فی نفسہ قابل قبول و متابعت ہے۔ اب اس سے زیادہ تو تنزل کا کوئی درجہ نہیں۔ تاہم ہم پر اس سے احتجاج اصلاً موجود نہیں۔ کسی دلیل کافی نفسہ کافی و صلح تعویل ہونا اور بات، اور اس سے ثبوت و اتمام حجت ہو جانا اور مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے۔ مگر نص کے آگے نامقبول حدیث صحیح آمد حجت شرعیہ ہے۔ مگر اجماع کے سامنے غیر معمول و علیٰ ہذا القیاس و لہذا حدیث کی صحت حدیثی و صحت فقہی میں زمین آسمان کا فرق ہے جس کی تحقیق ائین فقیر کے رسالہ الفضل الموعوبی نے معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی میں ہے۔ ان مشائخ کے اگر یہ قول میں تو صد اکابر اعلام کے ارشادات جلیلہ ہماری طرف ہیں۔ جن کا ایک نمونہ مقصد سوم نے ظاہر کیا اور ان میں اجلہ ائمہ و مشائخ و علمائے حنفیہ بھی ہیں۔

تم نے پانچ متاخرین کے قول ذکر کئے۔ ہم نے پچاس سے زائد ائمہ و علمائے حنفیہ مجتہدین فی المذہب و فقہاء النفس و عمائد محققین سلف و خلف کے ارشادات

۱۔ اس کا سوال شہرہ رکات سے آیا تھا۔ لہذا تاریخی لقب اعز النکات بجواب سوال ارکات ہے۔ یہ رسالہ غیر مقلدوں کے اس مشہور مغالطہ کے ردِ بلیغ میں ہے کہ امام اعظم نے خود فرما دیا ہے۔ جب حدیث صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ایک غیر مقلد نے یا قراظن بہت طعنان سے چھاپا اور حنفیہ سے طالب جواب ہوا۔ یہاں بھی وہ پرچہ بھیجا جس کے جواب میں بفضلہ تعالیٰ یہ مختصر و مانع رسالہ تحریر ہوا۔ ۲۔ مشہور

علیہ رسالہ مکتبہ قاریہ اندرون لوریا کا دروازہ ابھرے لکھا ہے۔



دکھائیے۔ جن میں خود ان پانچ سے بھی امام نسفی و امام عینی و امام ابن الہمام شامل۔ اور اگر ایک کتاب میں اکثر شاہینا کا لفظ لکھا ہے۔ تو ادھر متعدد کتب میں اجماع اہلسنت مذکور ہوا ہے۔ اب دورا میں ہیں تطبیق و ترجیح۔ ان میں تطبیق ہی اعلیٰ و اقل اور بتصریح علماء حتیٰ الوسع اس پر معقول، اسے اختیار کیجئے تو بحمد اللہ سبیل واضح ہے کہ اثبات سماع روح کے لئے ہے۔ اور انکار سماع بدن پر محول۔ اس کی تقریر اور اس کے منافع و فوائد کی تذکیر جواب اقل میں مفصل تحریر اور اگر توفیق بھی نہ ملے تو بہت خوب باب ترجیح کھلے، یوں بھی باذنہ تعالیٰ میدان ہمارے ہی ہاتھ سے گا۔

اولاً۔ ہماری طرف احادیث کثیرہ ہیں، تمہاری طرف ایک بھی نہیں دکتی۔  
حدیثوں میں سن چکے کہ:

”ان المیت لیسع“  
بیشک مردہ سنتا ہے۔  
یہ بھی کسی حدیث میں آیا کہ:

”المیت لا یسمع“  
مردہ نہیں سنتا۔

اور یہی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ لا یعدل عن درایۃ ما دافقتھا روایۃ کما فی القنیۃ ورد المختار۔

ثانیاً۔ روح کی موت و بے ادراکی اور اس کے ادراکات کا جسم پر توقف کہ تمہارے طریق پر مفاد کلام مشایخ ہے، کتاب اللہ کے خلاف و معارض ہے۔

ثالثاً۔ اجماع اہلسنت کے مناقض ہے۔

رابعاً۔ خود ان کا کلام مضطرب و متناقض ہے۔

خامساً۔ بر جہ قاہرہ مجروح و مرجوح ہے۔

سادساً۔ عمل علی البدن نہ مانو محتمل تو ہے اور محتمل صالح معارضہ نہیں۔

سابعاً۔ اگر کوئی حدیث اثبات سماع میں نہ ہوتی تو سلام خود منصوص و

مجمع علیہ ہے۔ اور کلام کا ظاہر کے صرف و عدل باجماع علماء مردود و مخدول۔

ثامناً۔ تم خود مان چکے کہ مرے نازنوں کا سلام سنتے ہیں۔ (ماتہ سائل جواب سوال ۱۹)



پھر ثبوت سماع موتی میں کیا محل کلام رہا۔ جب قوت سماع ماسل اور خود غارح کی آواز سننا سمجھنا ثابت تو آواز آواز سب ایک سی اور فرق حکم باطل و علی التنازل یہ ایک جہتی اس سلب کلی مشایخ کا ضرور نقیض و مبطل تو جس کلام کو خود باطل مان چکے اس سے استناد ہو س عاقل۔

تاسعاً :- بحث ایک امر کے وجود و عدم نفس الامر میں ہے وہ مشایخ ثانی اور یہ ائمہ ثبت ہیں۔ مثبت مقدم۔

عاشراً :- اگر بالفرض دونوں پہلے ہر طرح برابر ہوں تو امر مستوی رہا اور سماع ماننے میں نفع بے ضرر ہے کہ جب مردوں کو مددک جانیں گے۔ قبور کے پاس کلام بجا سے باز رہیں گے۔ افعال منکرہ سے حیا کریں گے اور پتھر جانا تو بیاک ہوں گے۔  
یوں بھی انکار سماع میں ضرر و اندیشہ ضیر ہے اور اثبات سماع محض نفع و خیر ہے۔  
ختم اللہ تعالیٰ لنا علی محض نفع و خیر و حفظنا من کل ضرر و ضیاع و الحمد للہ  
رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین  
آمین ۵

وہ تین جواب ان کے صغریٰ پر عائد تھے۔ یہ تین ان کے کبریٰ پر وارد اور اوپر گزارش ہو چکا کہ یہ ارغائے عنان ہے۔ حق تحقیق و حقیقت حق جواب اقل سے عیاں ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ۵

فقیر نے اس مسئلہ زمین و کلام اتم المؤمنین کے متعلق بحث کو زیر حدیث ۴۵ و حدیث ۱۵ بشرط جواب مولوی مجیب صاحب دور آئندہ پر محفل رکھا تھا۔ مگر اللہ عزوجل دارین میں جزائے خیر وافی و دافر عطا فرمائے مولانا المکرم ذی الفضل و الکرم ناصر سنن کا سرفتن محبت دین متین صدیقنا مولوی محمد عمر الدین سنی حنفی قادری مجیدی نزیل بمبئی سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ اس بحث نفیس و طویل و مبہم کی تحریر و تجریر پر مصر ہوئے۔ جس کے باعث ہنگام طبع کتاب و دنوں مقام مذکور میں ان مباحث کی طرف غور کے وعدہ بڑھائے گئے۔ خیال تھا کہ ایک آدھ جز لکھ دیا جائے گا۔ جو مقصد سوم کی کسی



فصل میں بطور فائدہ اندراج پائے گا۔ طبیعت علیل ذہن کلیل مدت معالجات طویل جس کے سبب قوت ضعف معاذ اللہ تا حد تعطل با آیں ہمہ نام فرصت معدوم و قلیل روزانہ امصار و اقطار سے ورود فتاویٰ کثیر و جزئی مگر حب مکھنا آغاز ہوا بارگاہ واہب النفع عز جلالہ سے در فیوض باز ہوا بحمد اللہ تعالیٰ وہ جواب عالیہ و زواہر عالیہ عطا ہوئے کہ فقیر حقیر کی حیثیت و لیاقت سے بدرجہا وراستھے۔ لہذا اس تذیل جلیل کو رسالہ مستفید کیا اور مجاہد تاریخ الوفاق المتین بین سماع الدفین و جواب الیسین لقب دیا جو با انصاف بے اعتساف اسے دیکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ بدل صاف شہادت دے گا کہ مسئلہ یمنیٰ آج حل ہوا جسے مخالفت موافق، موافق مخالف سمجھا کرتے تھے۔ اُس کا حقد اب منحل ہوا جن کلمات کو مخالفین اپنی دلیل بنا یا کرتے اب وہ کلمے خود انھیں کو ذیل بنائیں گے۔ جن اقوال کو موافقین محتاج جواب سمجھے، اب انہی کو اپنی دلیل بنائیں گے۔ اور اُس کے ساتھ ہی ”تفہیم المسائل“ کی ساری بلاخرینا بھی نیچی پڑی۔ صبح سفت شرق حق سے چمکی۔ باطل کی ظلمتیں دھواں بن کر اڑیں یہ سب ان بحمد اللہ تعالیٰ ادنیٰ تصدق کفش برداری اعلیٰ حضرت سید العلماء المحققین سند الفضلاء المدققین حامی السنن مآثری الفتن حجتہ الخلف بقیۃ السلف اعلم علماء العالم سیدنا الولد الما جہد الاکرم حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خاں صاحب حنفی قادری برکاتی و کمترین برکات خاکبوسی آستان نفع نشان اقدس حضرت امام العرفاء الکاملین سناں الاولیاء الواصلین بدر الطریقۃ بحر الحقیقۃ جہر الشریعۃ اقویٰ الذریعۃ سیدی و مولیٰ و شہداء و کنزی و ذخری لبوی و غنی حضور سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اتم نورہما و نور قبورہما و قدس سرہما و اعاد علیہما فی الدارين برکاتہما و رزقنا بمنہما آمین الہ الحق آمین ہی الحمد للہ صاحب الغلین جو اہلسنت ان حروف سے نفع پائیں، مامول کہ دونوں حضرات عالیہ کو ایصال ثواب فاتحہ فاتحہ سے شاد فرمائیں۔ اور اس فقیر حقیر اور مولانا مولوی محمد علی الدین صاحب موصوف کو کہ اس تفسیر جلیلہ کے محرک تالیف اور الذال علی الخیر کفاعلہ کے



مسداق مفید ہوئے اور عالی ہمتانِ زمنِ مجاہدین و سنن حاجی اسحاق آدم صاحب  
صباغِ پلندری و حاجی ابو حاجی حبیب صاحب پلندری مبین امین عظیم الشان  
تعالیٰ عن الفتن والحن کو جن کی ہمت بندے اصل کتاب اور جامع فضائل قانع رذائل -  
مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب قادری نقشبندی شاذلی سلمہ اللہ علیہ  
کو جن کی سعی جمیل سے یہ اجزائے تدریلِ جلیل منقطع اور اہلسنت ان جو اہر و نیہ سے مفتوح  
ہوئے۔ دُعاؤں عفو و عافیت و خیر و برکات دنیا و آخرت کے یاد فرمائیں۔

صحیح حدیث میں ہے پس پشت اپنے بھائی مسلمان کے لئے دُعا پر ملائکہ کہتے ہیں:  
آمین دلائل بمثل۔

تیرا یہ دُعا قبول اور اسکے ثمرے تجھے بھی ملے۔

والحمد لله رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ  
اجمعین۔

الحمد للہ! آج اس رسالہ سے تصانیف فقیر کا عدد ایک سو اسی ہوا۔ اکرم الاکرمین  
جل جلالہ قبول فرمائے۔ اور فقیر خیر و اہلسنت کیلئے دارین میں حجت نجات بنائے۔  
آمین۔

حسن اتفاق یہ کہ یہ رسالہ سمیع ارواح کے باب میں ہے اور شمار تصنیف میں ایک سو  
اسی، اور اسمائے الہیہ میں صفت سمیع پر دال اسم پاک سمیع ہے اس کے عدد بھی یہی۔

نسأل التميع ان يسمع دعواتنا ويستعور اتنا ويؤمن  
روعاتنا ويقضي حاجاتنا ويغفر سيئاتنا ويعصلي ويسلم و  
يبارك على سيدنا الكريم النبي المكيين معتمدنا له وصحبه  
اجمعين۔ كان ذلك ليوم هو اقل النصف الآخر من آخر النصف

۱۷۔ یہ اجتماع بھی حسن اتفاق ہے۔ ہزار دم کی صدی چہارم کا عشر و دم ۱۳۳۷ کے شروع سے ۱۳۳۸ کے آغاز تک  
ہے۔ اور اس عشر کے نصف اخیر کا اقل ابتداء ۱۳۳۷ اور سال کے نصف اقل کا اغیارہ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ کے  
نصف اخیر کا اول تاریخ ۱۷۔ نو ماہ ۱۷ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ ہجریہ قدریہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمات آمین ۱۷۔



الاول من اول النصف الآخر من العشر الثانية من السابعة  
 الرابعة من الالف الثاني من هجرة سيد المرسلين مولى  
 الامال ومولى الامل الى صلى الله تعالى وسلم وبارك عليه وعلى آله  
 وصحبه وذريته وحزبه وعياله قدر حسنه وجماله وجوده  
 ونواله آمين . والحمد لله رب العلمين . سبحك اللهم  
 بعبدك اشهد ان لا اله الا انت استغفر واتوب اليك  
 سبحن ربك رب العزة عما يصفون وسلمو على المرسلين ه  
 والحمد لله رب العالمين ه





## تجدید تعدید!

صفحہ ۸۱ پر معلوم ہوا کہ شمار احادیث واقوال علماء اصل کتاب میں جس قدر مذکور تھے اس کا بھی اسٹیغاب نہ کیا۔ پھر اس ذیل مبارک کا اضافہ علاوہ۔ لہذا از سر نو تجدید شمار مناسب۔

احادیث پچھتر ہیں۔ ۶۰ متن میں دو کا پتا ماشیہ ص ۲۰، ایک کا ماشیہ ص ۶۹، آٹھ کا ص ۲۵۸ و ص ۲۵۹، ائمہ اہلبیت طہارت کا ص ۳۱ پر دیا پانچ ص ۲۲، ۲۵۸ و ۲۵۹، ۲۵۸ و ۲۵۹ پر مذکور نہیں۔ انہیں جلد دو صفحہ اخیر کی حدیثیں اسلئے کہ احادیث سلام میں کثرت وافرہ ہے۔ انہیں کی کیا تخصیص نہ کئے تو شمار ۷۵، ۷۶۔

ائمہ و علماء دو سو پانچ ہیں۔ صحابہ ۲۹۔ ۱۱ متن میں ص ۳۱ پر مذکور ہوئے۔ ۱۰ اکابر بیتہ دیا۔ عبداللہ بن سلام و ائمہ المؤمنین صدیقہ ماشیہ ص ۲۱ پر معدود ان کی تقریر ص ۲۱ ان کے ارشادات و اسنادات صفحہ ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷،







# جدول

اقوال علماء لپٹنے چار سو ہیں ۲۰۵ سلسلہ ارشمار اور ۷ کی فہرست اس جدول سے آشکار

صفحہ	نام	صفحہ	نام
۶۸	امام ابن حجر مکی	۳۰	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
۶۸	علامہ طاہر	۳۰	سیرۃ حلبی
۷۹	امام ابوالقاسم قشیری	۳۱	مرقاۃ
۸۹	سیدی ابوسعید خراز	۴۱	ابن جریر طبری
۸۹	حضرت ابو علی رودباری	۴۱	احکام کبری
۹۰	حضرت ابراہیم بن شیبان	۵۲	ابن عبدالبر
۹۰	حضرت ابو یعقوب نہر حوری	۵۲	سید سمہودی
۹۵	سیدی علی خواص	۵۳	امام قرطبی
۹۵	امام شعرانی	۵۴	شرح الصدور
۹۵	امام ابن حجر عسقلانی	۶۱	مدارج شریف
۹۵	امام شہاب الدین شاج منہاج	۶۴	امام ابن الصلاح
۹۵	عقود الجمان	۶۸	امام ضیا
۹۵	رد المختار	۶۸	امام عسقلانی
۹۵	مرقاۃ و شرح باب	۶۸	امام سخاوی
۱۴۸	نصاب الاعتساب	۶۸	امام احمد
۱۵۸	شیخ ابراہیم کردی	۶۸	امام ابن العربی



صفحہ	نام	صفینحہ	نام
۲۴۸	تفہیم المسائل	۱۵۸	حضرت میر ابو الی
۲۵۹	امام عینی	۱۶۸	محمد کتبی مکی
۲۶۰	"	۱۶۹	جمال بن عبداللہ مکی
۲۶۶	تفہیم المسائل	۱۶۹	حسن بن ابراہیم مکی
۲۶۷	"	۱۶۹	احمد زین مکی
۲۸۲	امام عینی	۱۷۰	محمد بن عرب مدنی
		۱۷۱	عبد الجبار خلی بصری
مذکورین حواشی		۱۷۱	ابراہیم بن خیار مدنی
۵۳	جذب القلوب	۱۹۱	امام ابو السعود
۵۳	سید سمہودی	۱۹۱	علامہ منادی
۱۰۸	انیس الغریب	۱۹۲	سراج المنیر
۱۰۹	جذب القلوب	۱۹۸	امام ابن الجہام
۱۰۹	امام نور الدین	۲۳۰	"
۱۱۱	ابو الحسن علی	۲۳۰	"
۱۱۷	جذب القلوب	۲۳۳	امام عینی
۱۵۱	مدارج	۲۳۴	"
۱۷۷	علامہ زیادی	۲۳۴	امام نووی
۱۷۷	علامہ اجہوری	۲۳۴	علامہ قاضی عیاض
۱۷۷	علامہ داودی	۲۳۷	علامہ طحاوی
۱۷۷	علامہ شامی	۲۳۸	علامہ قاری
		۲۳۸	"



# قطعة تاریخ طباعت

از قلم: عبدالحکیم خان اختر شہجہانپوری  
زیر نظر کتاب حیات الموات ہے  
تصنیف کیا ہے چشمہ آب حیات ہے

کوئی دلیل تیری کسی کینہ رد ہوئی  
کلکِ ضلکے زور تیری کیا ہی بات ہے

قائم نصوص اس پیکے چار سو چکاس  
مرتا ہے جسم، روح کو دائم ثبات ہے

منکر سماع موتی اکا ہے جو بھی بے بصر  
اس کے لیے تو روزِ منور بھی رات ہے

سرمایہ ملت کا نگہبان کہیں جسے ،  
احمد رضا بریلوی ہی کی وہ ذات ہے

وہ چودھویں صدی کا مجدد ہے بے گماں  
علم و عمل میں فر ہے ، والا صفات ہے

اختر ہے یہ کتاب نثر تجلیات

یا مہرِ درخشاں کے اجالوں کی بات ہے

۱۹



شرح مشکوٰۃ

جلد ۴

تصنیف

عارف باللہ شیخ محسن حق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضویہ

اردو ترجمہ

حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مدظلہ العالی  
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

فیوض غوثیہ

ترجمہ  
افتح الرزائی

از محبوب سبحانی حضرت شیخ سعید القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری دایوبی مدظلہ العالی

شواہد الحق

فی الاستیعاب

تصنیف، امام علامہ یوسف بن اسماعیل نیشاپوری قدس سرہ

ترجمہ، مولانا علامہ محمد اسد شرف سیالوی مدظلہ

موطا امام مالک

ترجمہ تحشیہ علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مدظلہ

مصحح و ترمیمی سید ابن الحسن ابرو دودو فیروز

حجۃ اللہ البالغہ

ترجمہ حضرت قطب الدین حکیم الامت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی مدظلہ العالی

ترجمہ مولانا عبدالحق حقانی

غنیۃ الطالبین

از محبوب سبحانی حضرت شیخ سعید القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ، مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی

تقدیم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ ضریہ ہونہ

فرید بک سٹال © ۳۸- اردو بازار لاہور فون ۳۱۲۱۴۳  
۲۲۳۸۹۹



## شرح صحیح مسلم

(جلد ۱)

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء  
اس صدی کی بہترین شرح جس میں عصر حاضر کے  
جدید مسائل کا معتاد حل پیش کیا گیا ہے۔  
● — یہ شرح قارئین کو دوسری شرحوں سے  
بے نیاز کرے گی۔

## اشعریہ ہشت

(جلد ۱)

### شرح مشکوٰۃ

تصنیف

عارف باحدہ شیخ عتیق الرحمن شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدظلہ  
ادارہ ترجمہ و اضافہ  
حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مدظلہ العالی  
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

## بخاری تشریف مترجم

(جلد ۳)

امام الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ  
مترجم: مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہان پوری

## سنن نسائی مترجم

(جلد ۳)

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شیبہ بن علی بن بخاری رحمہ اللہ  
ترجمہ مولانا محمد شاکر دہلوی نقشبندی علامہ محمد عبدالحق قادری

## جامع ترمذی مترجم مع شمائل ترمذی

(جلد ۳)

محدث جلیل امام ابو نعیم محمد بن عیسیٰ ترمذی مدظلہ  
مترجم: مولانا علامہ محمد صدیق سعیدی ہزاری

## مشکوٰۃ تشریف مترجم

(جلد ۳)

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ اعظمی مدظلہ العالی  
مترجم: فاضل شبیر مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہان پوری

## سنن ابن ماجہ مترجم

(جلد ۳)

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الربیع القوری مدظلہ  
مترجم: مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہان پوری

## طحاوی تشریف مترجم

(جلد ۳)

محدث جلیل امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی مدظلہ العالی  
مترجم: علامہ صدیق ترمذی مترجم ترمذی شریف دہلوی مدظلہ  
تقدیم: علامہ غلام رسول سعیدی شایع مسلم شریف

## سنن ابو داؤد تشریف مترجم

(جلد ۳)

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث ہمدانی مدظلہ  
مترجم: مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہان پوری

## ریاض الضائقین مترجم

(جلد ۳)

شیخ الاسلام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی مدظلہ العالی  
مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاری مدظلہ  
تقدیم: محمد عبدالحکیم شرف قادری

## فریدی بکٹ سنال

۳۸. اردو بازار لاہور ۳۱۲۱۶۳  
۴۲۲۳۸۹۹



